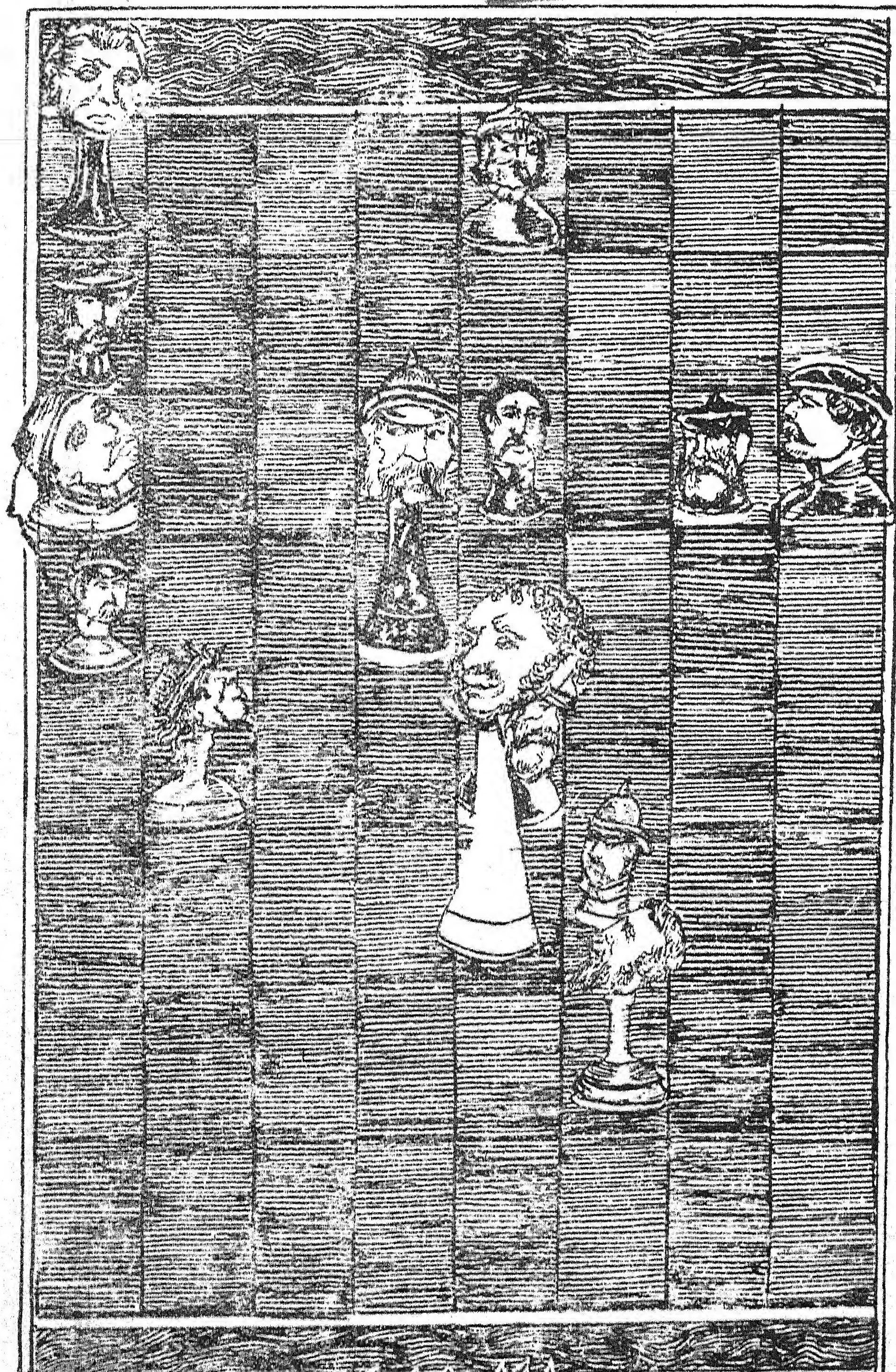
فہرست مضامین



پولیٹکل شطرنج

(مشرح کیفیت تو الگ صفحہ پر دی گئی ہے یہاں پر صرف اسقدر بتادینا کافی ہے کہ سیاہ بازی روس کی اور سفید بازی انگلنڈ کی ہے۔ اور چال روس کی ہے)

التماس

منشی محمد سجاد حسین صاحب کی وفات کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس نامور شہنشاہ اقلیم ظرافت و سچے ہمدرد قوم کی یادگار اگر قائم ہو جاتی تو اچھا تھا۔ بعض دوستون نے یہ مشورہ دیا کہ منشی صاحب مرحوم کی یادگار اس سے بہتر اور کوئی نہین ہو سکتی کہ انکی ۳۶ سال کی محنت کے نتیجہ یعنی پنچ کے لٹریچر کو ضایع ہونے سے بچایا جاوے۔ اس سے انکی یادگار بھی قائم رہجائیگی اور اردو علم ادب کا قیمتی ذخیرہ بھی ضایع ہونیسے بچ جاویگا۔ بس اودھ پنچ کے منتخب مضامین کا ایک گلدستہ تیار کرنے کا ارادہ کیا گیا گو یہ کام شروع مین بہت مشکل معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جناب راجہ صاحب محمود آباد کی حوصلہ افزائی امداد و مشورہ نے بالآخر اسکی پہلی منزل طے کرادی اور آج ہم گلدستہ پنچ کی پہلی جلد ہدیۂ ناظرین کرتے ہین حتی الامکان مجموعہ کو دلچسپ اور کتاب کی صورت وسیرت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی گئی ہی تاہم دو ایک باتون کی کمی ہم خود محسوس کرتے ہین لیکن ہم اس وجہ سے مجبور ہین کہ ان نقائص کا دور کرنا ہمارے حیطۂ امکان سے باہر تھا۔ یعنی بعض نہایت اعلی د کے مضامین اس وجہ سے شامل نہ کئے جاسکے کہ خوف تھا کہ انکی آزاد خیالی اور بیباکانہ طرز تحریر ممکن ہی کہ پریس ایکٹ کے طبع گرامی کے لیے بار خاطر ہو۔ اور بعض دوسرے مضامین اپنی ظرافت کی تیزی مین موجودہ تہذیب کے دائرہ سے بہت

آگے نکل گئے ہین اور بیسوین صدی ہین انکا شائع کرنا خالی از
قباحت نہین۔ اس کمی کی ایک اور وجہ یہ بہی ہوئی کہ اسوقت تک
انکو پورا ذخیرہ اودہ پنچ کی جلدون کا باوجود بے حد کوششون
کے دستیاب نہ ہوسکا اور اب بہی ۷ جلدون کی کمی باقی ہے لیکن یہ
بہی ہمین امید ہے کہ دوسری جلد کی اشاعت تک پوری ہوجائیگی
اس جلد مین ہم علاوہ متفرق مضامین کے منشی محمد سجاد حسین صاحب
مرزا مچہو بیگ ستم ظریف۔ پنڈت تربہون ناتہ ہجر نواب سید محمد
آزاد اور منشی جوالا پرشاد صاحب برق کے مضامین کا انتخاب مع
سوانحی حالات اور اونکی تصاویر کے شایع کرتے ہین دوسری جلد مین
علاوہ ان صاحبون کے مضامین کے منشی احمد علی صاحب شوق
سید اکبر حسین صاحب اکبر اور احمد علی صاحب کسمنڈوی کے مضامین
کا انتخاب مع تصاویر و سوانحی حالات کے شایع کیا جاویگا۔
اس کتاب کی ترتیب دینے مین جو امداد اپنے عزیز دوست پنڈت
برج نرائن صاحب چکبست اور قدیم عنایت فرما پنڈت منوہر لال صاحب
زتشی سے ملی ہی اسکا شکریہ راقم الحروف پورے طور سے ادا نہین کرسکتا
علاوہ برین پنڈت منوہر ناتہ صاحب ہیر۔ خان بہادر نواب سید محمد صاحب
آزاد۔ و منشی محفوظ علی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بہی میرے شکریہ کے
مستحق ہین کیونکہ ان صاحبون نے جب کبہی مجہہ کو ضرورت ہوئی
کبہی مدد سے دریغ نہین فرمایا۔

مولف

دیباچہ

ہندوستان کے جس جس گوشہ مین اُردو زبان کا نغمہ سنائی دیتا ہی وہان شاید کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے کان اودھ پنچ مرحوم کے ذکر خیر سے آشنا نہ ہون - اودھ پنچ نے تیس پینتیس سال تک اپنی عالمگیر شہرت و وقار کے پردہ مین اخبارونکی دنیا مین سلطنت کی ہی اور اسکی پرانی جلدون کے گورغریبان مین اکثر ایسے اہل کمال وفن ہین جن کے قلم کی دہاگ دلون مین لرزہ پیدا کرنے کے لیے کافی تہی -

جس وقت اودھ پنچ نے دنیا مین جنم لیا اُسوقت اخبار نویسی کا فن ہندوستان مین تخمیناً چالیس سال کے نشیب و فراز دیکھہ چکا تہا- ۱۸۳۶ء مین پہلے پہل سرکار کی جانب سے ہندوستان کی بے زبان رعایا کو اخبار نکالنے کی نعمت عطا ہوئی اور ۱۸۷۷ء مین اودھ پنچ نے زبان اور ظرافت کے چہرہ سے نقاب اُٹھائی - اس چالیس سال[1] کے عرصہ مین اُردو کے بہت سے اخبار جاری ہو چکے تھے - مثلاً لاہور مین اخبار عام اور کوہ نور کا دور تہا یہ اپنے وقت کے نامور اخبار تھے - دہلی مین اشرف الاخبار کی آواز سنائی دیتی تہی وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ سے جاری تہا- کشف الاخبار بمبئی اور جریدہ روزگار مدراس مین اُردو کا نقارہ بجا رہا تہا- کارنامہ اور اودھ اخبار لکھنؤ سے شائع ہوتے تھے- عرصہ ہوا کہ کارنامہ کا کام تمام ہوگیا- اور وہ اخبار ابہی تک اپنے بڑہاپے کی شرم رکھے ہوے ہی مگر اسکا جو رنگ اب ہو وہی جب تہا- انکے علاوہ اودھ پنچ کی اشاعت

[1] ان اخبارون کے اکثر حالات غشی بالمکند گپتا مرحوم کے اُردو اخبارون کے تذکرہ سے اخذ کیے گئے ہین جو بہارت مترا ور زمانہ مین شائع ہوا تہا۔

کے قبل بہت سے اُردو اخبار اپنی پیدائش اور موت کی منزلین طے کر چکے تھے مگر قابل غور یہ بات ہے کہ یہ اخبار محض خبرون کی تجارت کرتے تھے۔ بجز لارنس گزٹ کے جو کہ میرٹھ سے شائع ہوتا تھا اور جسکی نظر رعایا کے حقوق پر رہتی تھی عام طور سے اِن اخبارون کا نہ کوئی خاص پولٹیکل یا سوشل مسلک تھا نہ کسی مستقل دستور العمل کے پابند تھے۔ اُردو اخبار نویسی کی تاریخ مین اودھ پنچ اور ہندوستانی پہلے دو اخبار ہین جنہون نے اخبار کو محض تجارت کا ذریعہ نہ سمجھا بلکہ مغربی اصولون پر اخبار نویسی کی شان پیدا کی اور اپنا خاص مسلک قائم کیا۔ ہندوستانی کا دور اودھ پنچ کے چھہ سال بعد شروع ہوا اور جسطرح پولٹیکل رشی کے دماغ کا یہ اخبار کرشمہ تھا اسنے بھی اپنے ذات کی طرح پولٹیکل خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اودھ پنچ گو کہ ظرافت کا پرچہ تھا مگر پولٹیکل اور سوشل معرکہ آرائیون سے بے خبر نہ تھا۔ اسکا مستقل سوشل اور پولٹیکل مسلک تھا۔ اس صوبہ مین ہندوستانی کانگریس کا چراغ سمجھا جاتا ہے مگر جن گوشون مین اس چراغ کی روشنی کا گذر نہ تھا وہان اودھ پنچ کی بجلی چکا چوند پیدا کرتی تھی۔ سوشل اصلاح کے معاملہ مین اودھ پنچ لکیر کا فقیر تھا نئی روشنی کے نادان دوستون کی حماقت کا پردہ فاش کرنے کے علاوہ اسکی ذات سے اس تحریک کو کوئی نفع نہین ہوتا۔ ظرافت کے اعتبار سے یہ اپنے رنگ کا پہلا پرچہ تھا۔ اکثر ظریفانہ اخبار مثلاً انڈین پنچ بمبئی پنچ بانکے پور پنچ وغیرہ اس کی تقلید مین نکلے مگر وہ ویسا ہی ٹھوکرین کھا کر ختم ہو گئے۔ زمانہ سے کسی کو شہرت و ناموری کی سند نہین ملی۔ اودھ پنچ کا جادو اُردو زبان پر عرصہ تک چلتا رہا اور اس طولانی زمانہ مین جو خدمات اودھ پنچ سے ظہور مین آئین اُنپر نظر ڈالنے سے اُردو نویسی کی دربار مین ہم اسکا صحیح مرتبہ قائم کر سکتے ہین۔ اودھ پنچ ظرافت کا سرچشمہ تھا اور عام طور سے لوگ اسکے فقرون اور لطیفون پر لوٹ رہتے تھے جو پھبتی اس مین نکل جاتی تھی وہ چھوٹون زبان پر رہتی تھی اور دور دور مشہور ہو جاتی تھی

اگر قوموں کے مذاق سلیم نے جو ظرافت کا اعلیٰ معیار قائم کیا ہے اوسکے دیکھتے ہوے ہم
اودھ پنچ کی ظرافت کو بحیثیت مجموعی اعلیٰ درجہ کی ظرافت نہین کہہ سکتے۔ لطیف ظرافت اور
بذلہ سنجی و تمسخر مین بہت فرق ہے۔ اگر لطیف و پاکیزہ ظرافت کا رنگ دیکھنا ہے تو اُردو زبان
کے عاشق کو غالب کے خطون پر نظر ڈالنا چاہیے۔ اُردو نثر کے اِن جواہرات مین جہان
اور بہت سی لطافت و رنگینی کے جوہر موجود ہین وہان ظرافت کی جھلک بھی کم دلکش
نہین ہے۔ نہ پھبتیان ہین نہ طعن و تشنیع کے جگر خراش فقرہ ہین محض روزمرہ کی باتین ہین
مگر طبیعت کی شوخی متین الفاظ کے پردہ سے جھلکتی ہے اور پڑھنے والے کے چہرہ پر مسکراہٹ
کا نور پیدا کر دیتی ہے۔ باریک اور لطیف مذاق کی رنگینی اور بے ساختہ پن پر جسقدر غور کرو
اتنا ہی زیادہ لطف آتا ہے۔ اودھ پنچ کے ظریفون کی شوخ و طرار طبیعت کا رنگ دوسرا ہے۔
اِن کے قلم سے پھبتیان اسطرح نکلتی ہین جیسے کمان سے تیر ۔ ۔ ۔ ۔ جو مظلوم ان تیرون کا نشانہ
ہوتا ہے وہ روتا ہے اور دیکھنے والے اسکی بیکسی پر ہنستے ہین۔ اِن کے فقرہ دل مین ہلکی سی
چٹکی نہین لیتے ہین بلکہ نشتر کی طرح تیر جاتے ہین۔ ان کا ہنسنا غالب کی زیر لب مسکراہٹ
سے الگ ہے۔ یہ خود بھی نہایت بے تکلفی سے قہقہے لگاتے ہین اور دوسرے کو بھی قہقہے لگانے پر
مجبور کرتے ہین۔ اکثر طبیعت کی شوخی اور بے تکلفی درجۂ اعتدال سے گذر جاتی ہے اور اِنکے
قلم سے بے تحاشا ایسے فقرے نکل جاتے ہین۔ جن کو دیکھکر مذاق سلیم کو آنکھین بند کر لینا
پڑتی ہین۔ ایسا ہونا معیوب ضرور ہے مگر ایک حد تک قابل معافی ہے۔ اودھ پنچ کے
ظریف اُس زمانہ کی ہوا کھائے ہوے تھے جب مذاق و بے تکلفی کا دائرہ ضرورت سے
زیادہ وسیع تھا اور زبان و قلم کی بہت سی بے اعتدالیان ہماری نظر سے نہین دیکھی
جاتی تھین۔ اب زمانہ کے ساتھہ ظرافت کا رنگ بھی بدل گیا ہے۔ اور یہی دنیا کا دستور ہے

ممکن ہی کہ جن باتون کو ہم آج پہول سمجھتے ہین وہ آیندہ نسلون کی آنکھو نمین کانٹے کی طرح کھٹکین ظرافت کے رنگ سے قطع نظر کرکے اودہ پنچ کی یادگار خدمت یہ ہی کہ اسنے اُردو نثر کو اسکا مصنوعی زیور اُتار کر جسمین سوائے کاغذی پہولون کے کچہہ نہ تہا ایسے پہولون سے آراستہ کیا جن مین قدرتی لطافت کا رنگ موجود تہا۔ اودہ پنچ کے پہلے رجب علی سرور کے طرز تحریر کی پرستش ہوتی تہی اور عام مذاق تصنّع وبناوٹ کی طرف مائل تہا اُس زمانے مین جو اُردو اخبار جاری تھے اُن کی زبان ایسی ہوتی تہی جسے ہم محض محبت سے اُردو کہہ سکتے ہین آج نثر اُردو جس سلیس اور پاکیزہ روش پر جاری ہی اسکی ایجاد مین اودہ پنچ کا بہت بڑا حصّہ ہی علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم کے اودہ پنچ کے لکھنے والون مین مرزا مچھو بیگ معروف بہ ستم ظریف حضرت احمد علی صاحب شوق پنڈت تربہون ناتہہ ہجر نواب سید محمد آزاد۔ بابو جوالا پرشاد برق.. منشی احمد علی کسمنڈوی حضرت اکبر حسین صاحب اکبر یادگار نام ہین ان لوگون کے نظم ونثر کے مضامین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ محض اک طرز نو کے موجد ہی نہین ہین بلکہ زبان وقلم کے دہنی بہی ہین۔ ان کی عبارت شوخی وتازگی اور خداداد بے تکلفی سے معمور ہی اور ان کی زبان لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہی۔ نثر کی نامہ نگارون مین طبیعت کے چُلبلے پن اور شوخی کے لحاظ سے اور نیز زبان کی پختگی اور لکھنؤ کی بول چال اور محاورہ کی صفائی کے اعتبار سے ستم ظریف کا رنگ اورون کے مقابلہ مین چوکھا ہی۔ احمد علی صاحب شوق کے مضامین مین ظرافت کی شگوفہ کاری کے علاوہ زبان و محاورہ تحقیقات کا خاص لطف ہی۔ حضرت کسمنڈوی مرحوم کی عبارت خاص طور سے دلکش ہی مگر فارسیت کا رنگ زیادہ ہی۔ ہجر کا رنگ خاص یہ ہی کہ اُن کی ظرافت بمقابلہ اورون کے بدمذاقی اور طعن وتشنیع کے کانٹون سے زیادہ پاک ہی برق کی عبارت مین ظرافت کا

چٹخارہ بہت کم ہی مگر زبان نہایت صاف اور ستھری ہی۔ آزاد کا قلم نواب زادون کی
بیفکری عیش پسندی کا خاکہ کھینچنے مین مشاق ہی منشی سجاد حسین کا طرز تحریر سب سے الگ ہی
مضمون کیا ہین چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے ذخیرے ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ
پڑھنے والا مصنف سے گفتگو کر رہا ہے۔ عبارت اکثر مختلف علوم و فنون کے پیچیدہ
استعارون سے گرانبار نظر آتی ہی مگر بیان کی تازگی کی وجہ سے پڑھنے والے کا
نہین ہوتا۔ ظریفانہ نظم کے میدان مین حضرت اکبر سب سے دس قدم آگے ہین۔ طبیعت کی
خداداد شوخی اکثر زبان کی صفائی سے بازی لے جاتی ہی مگر عموماً سوشیل پولٹیکل اور
مذہبی مسائل کے ظرافت آمیز پہلو جس خوبی کے ساتھ حضرت اکبر نے نظم کئے ہین وہ کسی
دوسرے کو نصیب نہین۔ انکا معیار ظرافت بھی اورون کے مقابلہ مین لطیف تر ہی
اودھ پنچ کی محفل انہین پُر مذاق اور نورانی طبیعتون سے آراستہ تھی اور اب بھی اگر
کوئی شخص اُردو زبان حاصل کرنا چاہے تو اودھ پنچ کے ٹوٹے کھنڈرون کی زیارت
اُسکے لئے ضروری ہی۔ اودھ پنچ کے مضامین کا دائرہ بہت وسیع تھا دنیا کا کوئی مسئلہ
ایسا نہ تھا جو اودھ پنچ کے ظریفون کی گلگاری سے خالی رہتا ہوا سکے علاوہ لکھنؤ کے
طرز معاشرت کی پر مذاق اور دلکش تصویرون سے اسکے صفحے اکثر رنگین نظر آتے تھے۔
محرم۔ چہلم۔ عید۔ شب برات۔ ہولی۔ دوالی۔ بسنت کے جلسے عیش باغ کے میلے
رقص و سرود کی محفلین۔ مشاعرے۔ عدالت کی روبکاریان۔ مرغ بازی۔ بٹیر بازی۔
کے ہنگامے۔ الکشن کے معرکے ایسے مشغلے تھے جو ہمیشہ اودھ پنچ کی ظریفون کی نظر
مین رہتے تھے اور اُن کی طبیعتون کے لیے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ ساقی نامے
بر ہے۔ بارہ ماسے۔ دوہے ٹھمریان۔ غزلین۔ رباعیان۔ وغیرہ۔ نظم کرنے مین اسکے

اکثر نامہ نگار خاص ملکہ رہتے تھے۔ منشی سجاد حسین ہر ہفتہ ایک چھوٹا سا مضمون لوکل علیہ الرحمتہ کے عنوان سے لکھتے تھے جس مین اکثر موسم کی تبدیلیان ایسے ظریفانہ رنگ مین دکھائی جاتی تہین کہ پڑہنے والا ہنستے ہنستے لوٹ جاے۔

زندہ دلی کی یہ تمام تصویرین اودہ پنچ کے بوسیدہ مرقع مین موجود ہین۔ گلدستۂ پنچ کی دو جلدون مین اُنکا پورا نقشہ اُتارنا اتنا ہی مشکل ہی جیسے کہ دریا کو کوزہ مین بند کرنا مگر زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوے جو کچھہ ہوسکا اُسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے علاوہ اودہ پنچ مین شاعری اور صحت زبان کے متعلق اکثر ایسے زبردست مباحثے چھڑے جو مہینون اور سالون تک قائم رہے اور جنکی وجہ سے اُردودان سوسائٹی مین عرصہ تک چہل پہل قائم رہی۔

پہلے معرکہ کا تعلق فسانۂ آزاد سے ہی۔ سرشار مرحوم ابتدا مین اودہ پنچ کے نامہ نگار تھے اور اسکے گہوارہ کے گرد بیٹھنے والون مین تھے۔ جس رنگ کا اودہ پنچ عاشق تہا اُسی رنگ مین وہ بہی ڈوبے ہوے تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ زمانہ کے جس انقلاب نے دنیا کو اودھ پنچ کی صورت دکھائی اسی نے سرشار کی طبیعت کو بہی پیدا کیا۔

اودہ پنچ کے ایک سال بعد فسانۂ آزاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محض اتفاق تہا کہ اودہ اخبار کے اڈیٹر ہونے کی وجہ سے سرشار نے یہ سلسلہ اسی اخبار مین شروع کیا ورنہ فسانۂ آزاد کا دریا بہی اودہ پنچ ہی کے چشمہ سے جاری ہوتا کیونکہ دونون کا مذاق تحریر یکسان ہی اور دونون ایک ہی باغ کے دو پہول معلوم ہوتے ہین۔ مگر اودہ پنچ نے اودہ اخبار کو بنیا اخبار کا خطاب دے رکہا تہا اور اسکے حال پر اودہ پنچ کے ظریفون کی خاص عنایت تہی۔ جب سرشار اودہ اخبار کے اڈیٹر ہوے تو کچھہ روز تک تو

ذاتی مراسم کا پردہ قائم رہا لیکن رفتہ رفتہ طرفین سے طبیعتین بے قابو ہو تی گئین اور آخر کار فسانۂ آزاد پر اعتراضات شائع ہونے لگے۔ اودھ پنچ کا فسانۂ آزاد پر خاص اعتراض یہ تھا کہ جو بیگمات کی زبان اس مین لکھی گئی ہے وہ محلات کی زبان نہین ہے بلکہ ماماؤن اور مغلانیون کی زبان ہے۔ اس قسم کے اعتراضات کے دونگڑے عرصہ تک اودھ پنچ کے بادلون سے برسا کئے اور ظرافت کی بجلیان چمکتی رہین۔ ان اعتراضات کی حقیقت یہ ہے کہ بعض ضرور درست ہین مگر زیادہ تر طباعی پر مبنی ہین۔

اودھ پنچ کا دوسرا وار مولانا حالی کو سہنا پڑا۔ مولانا موصوف کے دیوان کے مقدمہ مین شاعری کے اصلی مفہوم پر بحث کی گئی ہے۔ جب یہ مقدمہ شایع ہوا تو اس بحث نے اودھ پنچ کی بارود کے لئے چنگاری کا کام کیا۔ اودھ پنچ کو مولانا حالی سے دو شکایتین تہین۔ پہلا اعتراض تو یہ تہا کہ مولانا حالی کا شاعری کا مفہوم غلط ہے جسکو وہ شاعری سمجھتے ہین وہ محض قافیہ پیمائی ہے اور فطرتی شاعری کی لطافت و رنگینی سے خالی ہے۔ اختلاف کی دوسری وجہ یہ تہی کہ مولانا حالی نے اپنے مقدمہ مین مصنوعی اور خلاف فطرت شاعری کی جسقدر مثالین دی تہین انکا کثیر حصّہ لکھنؤ کے شعرا کے کلام سے لیا تہا جسکا لازمی منشا اودھ پنچ کے نزدیک یہ تہا کہ لکھنؤ کے شعرا کی توہین ہو۔ ان خیالات کا دلون مین اسنڈنا تہا کہ دیوان اور مقدمہ کے ایک ایک شعر اور ایک ایک سطر پر اعتراضات کی بوچھار شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ بہی مدت تک جاری رہا۔ جس عنوان سے اودھ پنچ کے شہسوارون نے پانی پت[1] کے میدان مین طراری بہری ہین

[1] اودھ پنچ مین کلام حالی پر جو اعتراضات کا سلسلہ جاری تہا اسکے عنوان مین مندرجہ شعر مولانا حالی کے وطن کی مناسبت سے لکھا جاتا تہا ؎ اب ہماری حملون سے حالی کا حال ہے ؛ میدان پانی پت کی طرح پائمال ہے مولف

وہ بعض صورتون مین قابل اعتراض ضرور رہی مگر نفس مضمون کو دیکھتے ہوے یہ ماننا پڑیگا کہ اودھ پنچ کی شکایت بے بنیاد نہ تھی۔

تیسرے ہنگامہ کی رونق داغ کی شاعری سے ہی۔ اودھ پنچ نے داغ کی شاعرانہ عظمت کبھی تسلیم نہین کی۔ اسکا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک طرف تو اودھ پنچ کی ظریفون کے دل مین لکھنؤ اور دہلی کی قدیم رقابت کا زخم ہرا تھا۔ اور دوسرے جانب داغ کے شاگرد اپنے استاد کی شاعری پر تمام لکھنؤ کو قربان کر چکے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاگردون کی بدمذاقی کا خمیازہ غریب استاد کو اوٹھانا پڑا اور اودھ پنچ کے صفحون سے اعتراضات کی چنگاریان عرصہ تک اُڑا کین جنکا رُخ داغ کی شاعری کے علاوہ اسکے حسب و نسب اور صورت و سیرت کی طرف بھی تھا۔ ان اعتراضات سے داغ کی شہرت مین فرق نہ آیا مگر تھوڑے زمانہ تک ہنسنے ہنسانے کا مشغلہ قائم رہا۔

اودھ پنچ کا آخری یادگار معرکہ گلزار نسیم کا مباحثہ ہی۔ اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ لکھنؤ کے مشہور فسانہ نویس مولانا شرر نے گلزار نسیم کی زبان اور شاعری پر اعتراض شائع کیے اور اسی کے ساتھ تاریخی حیثیت سے یہ بھی لکھا کہ یہ مثنوی اصل مین آتش کی تصنیف ہی نسیم کا نام محض فرضی ہی۔ اودھ پنچ نے اپنی پرانی وضع کے مطابق ان اعتراضات کا خاکہ اُڑایا اور سب سے بڑی گرفت یہ کی کہ اگر یہ مثنوی آتش کی تصنیف ہی تو اسمین زبان اور محاورے کی شرمناک غلطیان کس طرح نظر آتی ہین۔ مولانا شرر نے اس اشارہ کو کافی نہ سمجھا اور اس عنوان سے جواب دیا کہ فریقین کی طبیعتین جوش پر آگئین اور اودھ پنچ کی بجھتی ہوئی آگ کچھ ایسی بھڑک اوٹھی کہ اسکی آنچ دور دور تک پہونچی۔ گلزار نسیم کا قصّہ تو درکنار رہا مولانا شرر کی زباندانی اور نثرنگاری پر

اعتراضات شائع ہونے لگے اور عرصہ تک نظم و نثر کی پھلجھڑیاں چھوٹا کیں۔ یہ سلسلہ بھی سال بھر بعد ختم ہوا۔ اس بحث کی غیر لطیف حصہ کے علاوہ نفس مضمون کے متعلق جو مضامین نکلے اُن مین اکثر زبان و محاورہ کی تحقیقات کا خاص لطف موجود ہی۔ ان مباحثون کے علاوہ اکثر دوسرے اخبارون سے بھی اودھ پنچ سے نوک جھونک ہوتی رہی اُن مین اودھ اخبار اور طوطی ہند پر اس کی خاص توجہ رہی۔ زبان و شاعری کی اصلاح کے علاوہ اودھ پنچ کی پولیٹکل خدمات بھی قابل ذکر ہین۔ اودھ پنچ ابتدا سی رعایا کا خادم اور سرکار۔ کا آزاد مشیر تھا۔ کانگرس کے پہلے جو پولیٹکل معرکہ آرائیان پیش آئین اُن مین اسنے ہمیشہ رعایا کا ساتھ دیا۔ الحاق اودھ انکم ٹیکس۔ البرٹ بل وغیرہ کے متعلق اکثر ایسے مضامین لکھے جنکا آج شایع کرنا موجودہ قوانین کے جکڑ بند کو دیکھتے ہوے مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسنے والیان ریاست کی خوشامد سے اپنا دامن پاک رکھا اور ہمیشہ اون کی غفلت و عیش پسندی کا پردہ فاش کرتا رہا۔

اودھ پنچ کی قومی محبت کے وسیع دائرہ مین ہندو مسلمان سب شامل تھے ہندوون کے تہوارون کی آمد کی خوشی مین اودھ پنچ عید اور شب برات کے استقبال سے کم سرگرمی نہین۔ ظاہر کرتا تھا۔ ہولی اور بسنت کے زمانہ مین اسکا پرچہ سُرخ اور زعفرانی رنگ کے کاغذ پر شائع ہوتا تھا اور رنگین مزاج نامہ نگارونکے ساقی نامہ اور ترانے وغیرہ ہفتون تک چھپا کرتے تھے۔ اودھ پنچ ہندو مسلمانون کے قومی اتفاق کا ہمیشہ سے معین تھا اور اگر دونون قومون مین کوئی نزاعی امر پیش ہوتا تھا تو اسے ہنسکر ٹالدیتا تھا۔ انڈین نیشنل کانگرس چونکہ قومی اتفاق کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی لہذا یہ بھی اس پولیٹکل تحریک کا دل و جان سے مددگار تھا۔ اس صوبہ مین

منشی سجاد حسین مرحوم کانگرس کے رکن تھے اور باوجود بہت سے انقلابات کے جنکے دھچکے سے اکثر قدم ڈگمگا گئے منشی صاحب موصوف آخر دم تک اپنی وضع پر قائم رہے۔ ابتدا مین جب سرسید مرحوم نے اپنی زبان وقلم کے جادو سے اہل اسلام کا دل کانگرس کی طرف سے پھیر دیا تھا اُسوقت سوائے اودھ پنچ کے کوئی اسلامی اخبار ایسا نہ تھا جو علیگڈھ کے پولیٹکل پیمبر کا کلمہ نہ پڑھتا ہو۔ ۱۸۸۸ء مین جب سر آکلنڈ کالون سرسید مرحوم اور بعفت کے گنہگار راجہ شیو پرشاد کانگرس کا طبقہ اُلٹنے کی فکر مین تھے اس وقت ہندوستانی کے مضامین اور پنڈت اجودھیا ناتھ مرحوم کی دھوان دھار تقریرون کے علاوہ اودھ پنچ کی شمشیر برہنہ اس قومی تحریک کی تائید مین اپنے جوہر دکھا رہی تھی ۱۸۹۹ء مین جب کانگرس کا اجلاس لکھنؤ مین ہونے والا تھا تو شہر کے چند سن رسیدہ بزرگون نے اسکی مخالفت کا غلغلہ بلند کیا۔ اس مخالفت کی تردید مین ہندوستانی اور ایڈوکیٹ مین پند ونصائح کے دفتر کھل گئے لیکن ان واعظانہ فہمائشون کے مقابلہ مین وہ مضمون زیادہ کارگر ہوا جو اودھ پنچ مین "انڈے بچے والی چیل چلہار" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اکثر مزاج ایسے ہوتے ہین جو بحث ومنطق کے کڑوے گھونٹ نہین قبول کرتے ہین مگر ظرافت کی چاشنی سے راہ راست پر آجاتے ہین۔ اس صوبہ کے پولیٹکل بحث وتحریک مین اس خدمت کا انجام دینے والا اودھ پنچ تھا۔ مذہبی اور قومی رسم ورواج کی اصلاح کی بارے مین اودھ پنچ کا وطیرہ زمانہ شناسی کی رفتار سے الگ تھا۔ اسنے محض علیگڈھ کے پولیٹکل مسلک کی مخالفت نہین کی بلکہ سرسید مرحوم کے نورانی دماغ سے جو مذہبی اصلاح کی شعاعین نکلین اُن پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ علیگڈھ کالج کو لامذہبی کا مرکز

قرار دیکر اسکے بانی کو "پیر نیچر" کا خطاب دیا اور "نیچریہ مذہب" کا مضحکہ اُڑانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا۔ اسی طرح پردہ کی اصلاح اور تعلیم نسوان وغیرہ کے متعلق جو تحریک اہل اسلام مین مغربی تہذیب کے اثر سے پیدا ہوگئی تہی اسکی بہی سخت مخالفت کی۔ پردہ کی رسم کی تائید مین حضرت اکبر کے ذیل کا قطعہ زبان زد عام ہے

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بیبیان　　اکبر زمین مین غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُنسے آپکا پردہ وہ کیا ہوا　　کہنے لگین کہ عقل پہ مردون کے پڑ گیا

اسے پڑھکر اصلاح پسند لوگ اپنے دانت پیسا کرین مگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس سے زیادہ لطیف ظرافت کا نمونہ اودہ پنچ مین مشکل سے ملیگا۔ کاشکے یہ خداداد جوہر اصلاح ورفاہ کی کوشش مین صرف ہوتا۔

اودہ پنچ کی ترقی ووقعت کا راز بہت کچھ اسکے اڈیٹر کی ذات کے ساتھہ وابستہ ہے۔ منشی سجاد حسین کا مزاج عجب صفات کا مجموعہ تہا۔ خلقی ذہانت اور طباعی کے علاوہ زندہ دلی اُنکی گھٹی مین پڑی تہی۔ مصیبت وتکلیف کے زمانہ مین بہی کبہی کسی نے اُن کے چہرہ پر سوائے مسکراہٹ کے افسردگی کی شکن نہ دیکھی بیماری کی زمانہ مین اگر کوئی مزاج پوچھتا تہا تو کہتے تھے کہ زندگی کا عارضہ ہے اور اپنی تکلیفون کا حال اسطرح بیان کرتے تہے کہ سننے والے کو ہنسی آجاتی تہی دوا وعلاج سے مایوس ہو چکے تھے مگر کہتے تھے کہ یہ سلسلہ محض اسلیے جاری رکھا ہے کہ باضابطہ موت ہو۔ بلا علاج مرنے کو بے ضابطہ مرنا کہتے تہے اس زندہ دلی کے ساتھہ تنگ نظری اور تعصب سے کوسون دور رہتے تھے۔ دنیا کے ناہموار و کاواک پہلو اُن کی نگاہون مین خود بخود کھٹکنے

لگتے تھے اور اون کی پر مذاق طبیعت کو بلا لحاظ قوم وملت بیتاب کر دیتے تھے
غیر کا ذکر نہین ان کے دلی دوستون اور عزیزون کو اکثر انکی بذلہ سنجی کا مزا چکھنا پڑا ہی
دوستون کی محبت اور قدر شناسی کی بدولت اُنھین ابتدا ہی مین اتنے ذہین اور
طباع نامہ نگار مل گئے جو ایک وقت مین شاید کسی دوسرے اخبار کو کم نصیب ہوے ہونگے
یہ لوگ محض اودہ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے بلکہ اسکے جان نثارون مین تھے۔ اسے
اپنا اخبار سمجھتے تھے اور کسی دوسرے اخبار مین لکھنا کسر شان سمجھتے تھے۔ مگر کچھہ عرصہ
بعد یہ رنگ قائم نہ رہا۔ بقول شاعر

کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

دس بارہ سال بعد اودہ پنچ کے شباب کی دوپہر ڈھلنا شروع ہوئی اور اس کے
نامہ نگارون کا شیرازہ درہم وبرہم ہونے لگا۔ ستم ظریف ہجر نے مرنے سے پہلے ہی
لکھنا کم کر دیا تھا۔ جوانی کی بیفکری دوسرے نامہ نگارون کا ساتھہ عرصہ تک نہ
دے سکی اور رفتہ رفتہ اودہ پنچ کے صفحے قدیم طرز کے پُرانے مضامین سے خالی
نظر آنے لگے۔ جو کچھہ رہی سہی آب وتاب باقی تھی منشی سجاد حسین کی علالت نے
اُسکا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس مین کلام نہین کہ اس مٹی ہوئی حالت مین بھی اودہ پنچ
کا نام بکتا تھا اور جب کبھی کوئی مضمون اسکے اڈیٹر کے قلم سے نکل جاتا تھا تو اُسکی
دہوم ہو جاتی تھی۔ علاوہ اسکے کبھی کبھی منشی احمد علی شوق نواب سید محمد آزاد اور
حضرت اکبر کے نظم ونثر کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ مگر اودہ پنچ کی
مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی۔ منشی سجاد حسین کی حمیت وغیرت
نے یہ گوارا نہ کیا کہ جب تک اُنکے دم مین دم ہے وہ اسے اپنی آنکھون کے سامنے

بند ہوتا ہوا دیکھین مگر واقفکار جانتے ہین کہ آخر دس بارہ سال مین اودہ پنچ مین سوائے خسارہ کے کوئی نفع کی مد نہ تہی۔ منشی صاحب موصوف نے ایک خط منشی بالکمند گپتا مرحوم کو لکھا تھا جو زمانہ مین شائع ہوا تہا۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودہ پنچ کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے تھے۔ لکھتے ہین

"مکرمی تسلیم۔ خط پہنچا۔ بہت بجا ہے۔ اودہ پنچ مردہ ہاتھون سے اس لئے نکلتا ہے کہ کوئی اُٹھانے والا نہین۔ دو اک سطرون کے سوا نہ ہاتھ سے لکھہ سکتا ہون نہ مُنہ سے بول سکتا ہون۔ کچھہ نوکر ہمت کرکے نکال دیتے ہین دس سال سے فالج مین گرفتار لب گور ہون۔ جب کسی طرف سے اطمینان نہین تو کیا انتظام ہو سکے۔ اخبار صرف اسلیے نکالتا ہون کہ جیتے جی مر نہین سکتا۔ ورنہ اس عارضہ کے ہاتھون ع

مجھے کیا بُرا تہا مرنا اگر ایک بار ہوتا

اودہ پنچ زندہ اخبارون مین نہین کہ اسکا ذکر ہو۔ ہان گذشتہ زمانہ مین کچھہ تہا"

مگر یہ حالت کب تک قائم رہتی۔ آخر کار مرنے سے دو سال بیشتر شکستہ دل اڈیٹر کو اودہ پنچ کا جنازہ اپنے مردہ ہاتھون سے اُٹھانا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ ضعیف جسم مین خون کے دس بیس قطرہ ضرور باقی تھے مگر گرہ مین ایک پیسہ نہ تہا۔ اودہ پنچ چلتا تو کس طرح چلتا۔ گو کہ باوضع اڈیٹر کی باوجود لب گور ہونے کے یہ تمنا ضرور تہی کہ

گو ہاتھہ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی -
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

خیر اودہ پنچ کا جاری رہنا تو درکنار - یہ وہ نازک زمانہ تہا کہ اگر اودہ کا ایک عالی ظرف رئیس جسکی فیاضی ضرب المثل ہی دستگیری نہ کرتا اور دو اک پُرانے دوستون کی محبت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اودہ پنچ کا اڈیٹر نان شبینہ کا محتاج رہکر دنیا سے سدہارتا -

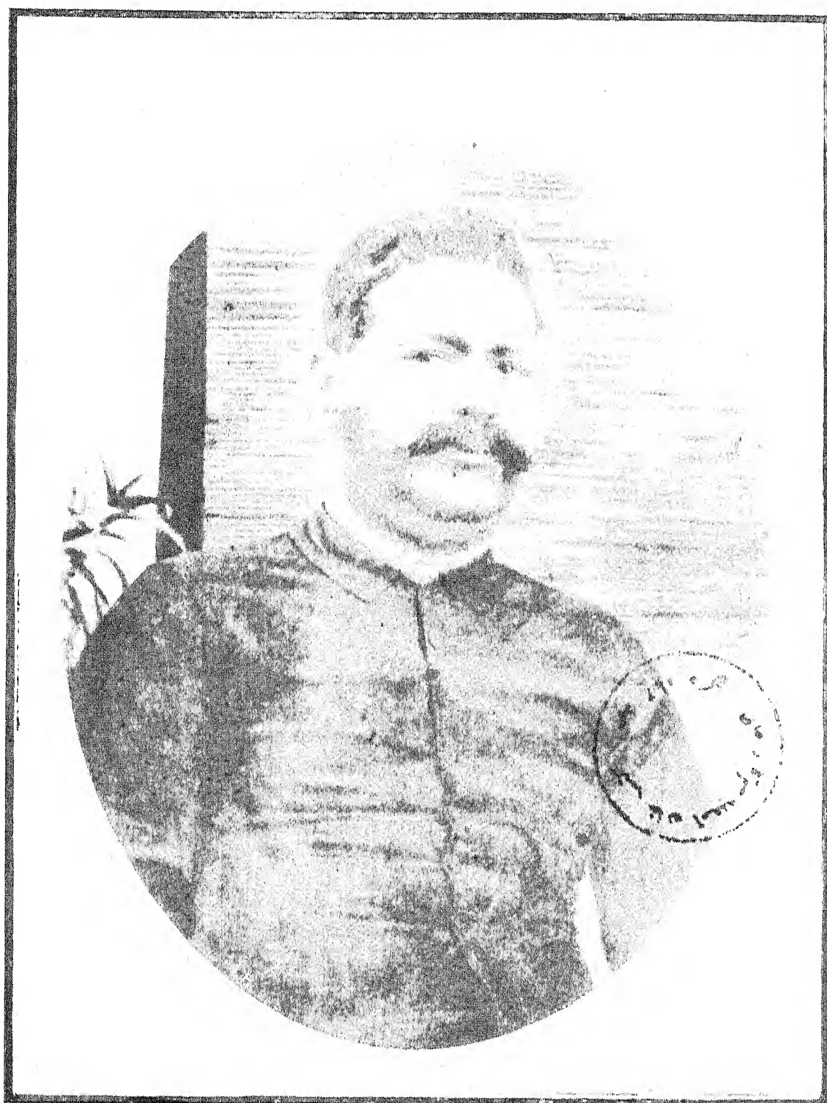
غرضکہ چھتیس ۳۶ سال تک زبان اور قوم کی خدمت کرکے اودہ پنچ نے دنیا کو خیرباد کہا اسوقت اُردو زبان مین بہت سے قابل قدر اخبار موجود ہین مگر اودہ پنچ کی جگہہ خالی ہی اور زمانہ کا رنگ کہہ رہا ہی کہ عرصہ تک یہ جگہہ خالی رہیگی -

مگر اُردو زبان کی تاریخ مین یہ زندہ دلی کا افسانہ ایک یادگار افسانہ ہے اور اسکی یاد قدردانون کے دلون سے آسانی سے فراموش نہین ہوسکتی -

آج اودہ پنچ ہماری نگاہون کے سامنے نہین - مگر اسکے تذکرہ سے سخن سنجون کی محفل خالی نہین - ؎

پھر گئے آنکھون مین مشتاقِ گذشتہ نشہ مین
دورِ جامِ مے مین اکثر ذکرِ خیرِ جم ہوا

چکبست لکھنوی



منشی سید محمد سجاد حسین مرحوم اڈیٹر اودھ پنچ

پیدائش سنہ ۱۸۵۶ء وفات سنہ ۱۹۱۵ء

انڈین پریس الہ آباد

منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم

ایک خوشحال وعالی خاندان سے تھے۔ آپکے والد منشی منصور علی صاحب عہدۂ ڈپٹی کلکٹری پر معمور تھے اور بعد پنشن کے ایک عرصہ تک حیدر آباد مین سول جج رہے۔ آپکے ماموں نواب فدا حسین خان صاحب کہ جو لکھنؤ کے ایک معزز وکیل تھے حیدر آباد مین بعہدۂ چیف جسٹس ممتاز تھے اور ریاست مین آپکا بہت اچھا رسوخ تھا۔ منشی سجاد حسین کاکوری مین سنہ ۱۸۵۶ء مین پیدا ہوئے اوائل عمر مین زیر نگرانی نواب فدا حسین صاحب لکھنؤ مین تعلیم پاتے رہے سنہ ۱۸۷۳ء مین انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور کچھ دنون تک کیننگ کالج مین ایف۔ اے کی تعلیم بھی پائی لیکن طبیعت انگریزی سے اچاٹ ہو گئی اور ایف۔ اے کے امتحان مین شریک نہ ہوئے کالج چھوڑ کر تلاش معاش مین فیض آباد پہونچے اور وہان فوج مین اُردو پڑھانے پر منشی مقرر ہوئے۔ لیکن طبیعت کو اس شغل سے کیا مناسبت ہو سکتی تھی سال بھر کے اندر ہی اسکو خیر باد کہکر اودھ پنچ کے شائع کرنیکا ارادہ کیا۔ منشی محفوظ علی صاحب جو بعد مین ڈپٹی کلکٹر ہوئے اور جنکی عنایت اور توجہ سے ہم کو یہ حالات معلوم ہوئے ہین اس کام مین آپکے شریک تھے اور انہین کی مشورہ و شرکت سے سنہ ۱۸۷۷ء مین اودھ پنچ کی بنا پڑی منشی صاحب نے پنچ کے لئے پہلے ہی سال مین ایسے ایسے سحر البیان وجادو قلم نامہ نگار ڈھونڈھ نکالے کہ جو اُردو علم ادب کے آسمان پر چاند سورج ہو کر چمکے انہین سے پنڈت تربھون ناتھ ہجر۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ نواب سید محمد خانصاحب آزاد۔ سید اکبر حسین صاحب اکبر۔ منشی احمد علی صاحب شوق۔ منشی جوالا پرشاد برق۔ منشی احمد علی کسمنڈوی کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہین۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار بھی اول دو سال تک اپنی قلم جادو رقم سے اودھ پنچ کو سرفراز کرتے رہے لیکن بعد مین آپس مین کچھ الجھن پیدا ہو گئی اور وہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ منشی صاحب علیگڈھ کی تحریک و سر سید کی پالیسی کے اول روز سے مخالف تھے۔ نظام معاشرت مین قدامت پرستی کے قائل و مغربی تہذیب کے دشمن تھے۔ سنہ ۱۸۸۷ء مین

نیشنل کانگرس مین شریک ہوے اور مرتے دم تک اُسکے حامی رہے ۱۹۰۱ء مین پہلی مرتبہ فالج گرا لیکن چند ماہ بیمار رہکر اچھے ہوگئے سنہ ۱۹۰۹ء مین فالج کا دوسرا دورہ ہوا کہ جسنے تندرستی ہمیشہ کے لئے تباہ کردی۔ اسوقت سے بولنے کی قوت قریب قریب بالکل جاتی رہی تہی۔ گو گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تہے لیکن بات سمجھ مین نہین آتی تہی مگر چل پہر سکتے تھے اور دماغ اپنا کام برابر کرتا تہا۔ متواتر علالت۔ ضعف و دیگر مکروہات زندگی کی وجہ سے آخری زمانہ نہایت مصیبت و پریشانی کا گذرا بالآخر ۱۹۱۲ء مین اودھ پنچ بند کرنا پڑا۔ اسکے بعد حالت روز بروز بُری ہوتی گئی اور ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو اس دارالمحن سے کوچ کیا ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنے والے مین

منشی محمد سجاد حسین صاحب اُردو اخبار نویسی مین طرز مذاق و ظرافت کے موجد۔ لکھنؤ کی زبان اپنے رنگ کے اُستاد تھے اودھ پنچ کے ذریعہ سے جو خدمات اُردو لٹریچر کی آپنے کین وجو قابل قدر اضافہ اس زبان مین آپکی کوششون کے بدولت ہوا اس قابل نہین کہ آسانی سے بھلا دیا جاوے۔ آپکی سب سے بڑی خوبی یہ تہی کہ آپنے اپنا دامن شہرت مذہبی تعصب سے خواہ پولٹکس ہو یا لٹریچر ہمیشہ صاف و پاک رکہا اور آزادی و ایمانداری کو کبھی بہولے سے بہی ہاتھ سے نہ جانے دیا جو وضع اختیار کی اُسکو مرتے دم تک نبہایا کسی حالتمین اصول سے مُنہ نہ موڑا۔ بلا کی شوخ طبیعت پائی تہی و بذلہ سنجی وظرافت تو گویا مزاج کا خمیر تہی۔ نہایت پریشانی و تنگی کی حالت مین بہی حتی المقدور خندہ پیشانی رہتے و مذاق سے باز نہ آتے تھے منشی جوالا پرشاد برق مرحوم سے نہایت درجہ کی خصوصیت تہی۔ آپ کے قدردانون مین آنریبل پنڈت بشن نراین در۔ آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خانصاحب بہادر والی ریاست محمود آباد و آنریبل بابو گنگا پرشاد ورما مرحوم کے نامی نامی خاص طور سے قابل ذکر ہین۔

کہلے خط و سربستہ مضامین

نمبر ا

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

مولوی گلیڈ اسٹن صاحب طول عمرہٗ۔ دعاے خیر نصیب شما باد۔ ایسے زمانے مین جبکہ چارون طرف سے ہواے شر و فساد۔ ہر ملک سے سموم بغض و عناد کے جہونکے آرہے ہین۔ تمہارے حق مین اس سے بڑہکر مناسب دنیا مین شاذ ہی کوئی اور دعا ہوگی۔

تم غالبًا واقف ہوگے اور اگر نہین تو اب کان پہٹ پہٹا کر سن لو کہ یہ تمہارا بوڑہا خرانٹ۔ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ فلسفی۔ حکیم۔ مؤرخ۔ پولیٹشن۔ اور خدا جانے کیا کیا دوست۔ ایسا تاریک خیال اور نامنصف نہین کہ محض ضد۔ ہٹ دہرمی۔ استبداد سے کسی معاملے مین اک طرفہ راے قائم کرے۔ اور اوسکے دوسرے پہلو کی طرف سے عمدًا اور ارادتًہ۔ اپنی دوربین اور باریک بین آنکھین بالکل بند کرلے۔ آجکل ہزارون دوست ہین تو لاکہون تمہارے دشمن دشمن اچھا کہتے ہین تو بیشتر برا بہی۔ مگر یہ سب ہوا کے رخ اپنا جہاز راے چلاتے انصاف کا انجن ہرگز کام مین نہین لاتے۔ لیکن یہ تمہارا اور اپنی ملکہ معظمہ کا سچا۔ بے میل۔ پکا۔ سولہ آنے ڈبل۔ دوست۔ خیر خواہ۔ جان نثار۔ اور دہ پیچ ان عیوب سے ایسا دور رہی جیسا روس۔ ایمان۔ یا ہندوستان نمک حرامی سے یہ مصلحت وقت۔ دسترس انجام کار۔ سب باتون پر غور کرتا۔ اور تمہاری ذمہ داریون۔ فرائض منصبی۔ مشکلات عہدہ کو خوب جانتا بوجہتا ہے۔ بیشک تمکو چند آدمیون نے بنالیا ہے۔ مگر واضح رہے دو صورتون مین بنایا جاتا ہے۔

اول جب واقعی اوسمین صفت بنائے جانے کی پائی جاتی ہو۔ اور کھلی بازا اپنے ڈھب کا اوسے پاتے ہون۔
دوسرے اگرچہ وہ فی الحقیقت اس قابل نہو۔ مگر اتفاقاً کچھہ حرکات سکنات یا معاملات کی ظاہری صورت ایسی ہو جائے کہ لوگون کو غلط فہمی واقع ہو۔ بہرنوع دل لگی بازون۔ دور سے تماشا دیکھنے والون کا الو کہین نہین گیا۔ جہان تک میرا تجربہ ہے۔ اور مین تمہارے افعال ماسبق وحال پر انصافانہ غور کرتا ہون۔ کہہ سکتا ہون کہ تم بیچارے درحقیقت ایسے ہرگز نہین جیسا تمکو آجکل لوگ خیال کرتے ہین۔
مگر اسمین بھی کلام نہین کہ تم بن گئے اور خوب بن گئے۔ بخت واتفاق کو کوئی ڈزریلی روک سکتا ہی۔ نہ گلیڈ اسٹن۔ مگر اب تو بدنامی کا ٹوکرا تمہارے ہی سر ہے۔ اور سچ بھی یہہ ہی کہ اُسکے مستحق بھی تم ہی ہو۔ مین نے تمہاری فارن پالیسی کبھی لائق ستائش نہین پائی۔ رفاہ وفلاح۔ آرائش وزیبائش ظاہری ٹیم ٹام۔ اوپری لیس پوت کے واسطے تمہاری ذات مخصوص ہے۔ مگر اسکے لوازم اور مصالحون کی فراہمی اور ترکیب سے تم ایسے محروم جیسے ہندوستانی جودت سے۔ تم پولیٹکل دسترخوان کے اچھے خانسامان اور ہوشیار خدمتگار ہو۔ پکا پکایا کھانا۔ طیار ہانڈی تم خوبی سے چن سکتے ہو۔ مگر ہانڈی پکانے اور چیز طیار کرنے کے نام سے خاک دھول بکائن کے پھول۔ تم نہین جانتے کہ طرح طرحکے کھانون کے واسطے کون کون مصالحہ کیونکر پیسا اور ترکیب دیا جاتا ہی۔ کبابون مین کس چیز سے گلاوٹ آتی ہی۔ پلاؤ کو دم کیسے دیتے ہین۔

فارن پالیسی کا مزعفر اور قنبجن کیونکر خوشگوار چاشنی پیدا کرتا ہی- کہتے ہین جو کوئی چھچھوندر مار ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ سے لذت جاتی رہتی ہی- شاید ایسا ہی ہوا ہو- مگر اب یہ ضرورت بیشک معلوم ہوتی ہی کہ پہلے اچھا باورچی اور رکابدار سب طیار کرے- پھر دسترخوان لگانے اور خاصہ چننے کو تم بلا لیے جاؤ تم ہرگز اس لائق نہین کہ دونون کام تمہارے سپرد ہون- یہ خدمت کچھہ کنسرویٹو ہی خوب جانتے ہین- لیکن سردست کچھہ کرتے دہرتے نہین بنتا- اس دفعہ کی الٹ پھیر مین تمہارا تو وہی حال ہوا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

کہانا طیار- نہ سامان درست- مگر دعوت (جنگ) کی وہ دہوم دہام کہ عالم گونج رہا ہی- (ناخواندہ) مہمان ہین کہ چلے آتے ہین- بلکہ ایک آدھ تو آستین ہاتھہ دہوئے قرار واقعی ہتھے مارنے پر مستعد ہین- نظر غور سے دیکھا جائی تو تمہارا قصور نہین- جن لوگون نے اس دفعہ تمکو بلایا اور وہ نہ سمجھے کہ کہانا تو اس دفعہ رکابدارون نے ہنوز طیار نہین کیا- ہم اونکو باورچیخانے سے کیون نکالے دیتے ہین- اب عین وقت پر کون ہتھیلی پر سرسون جمانے آتا ہی-

اشارہ کنایہ برطرف صاف صاف یہ ہی کہ آجکل تمہارے واسطے بڑے بڑے افکار آموجود ہوئے- گو خزانہ- وفوج وقوم ہر طرف سی اطمینان ہے- مگر سمجھہ لو شیطان مارتا نہین پریشان تو ضرور کرتا ہی- خیر اسکی نوبت خدا نہ لائی- فی الحال اہل الرایون نے تمکو اور بہی بوکہلا رکہا ہی- جو ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی اوٹھاتا ہی- مگر صلاح کی صلاحیت ایک مین نہین- سب اپنے

دل کی آرزو پیش کرتے ہین اور تم جانو صلاح و آرزو مین بہت بڑا فرق ہے
اس لحاظ سے مین اپنے دست و قلم کو تکلیف دیتا۔ اور تمہاری دماغ خراشی
کرتا ہون۔ تم جانتے ہو فارن معاملات آجکل کیسے پیچیدہ ہو رہے ہین۔
مصر اور وسط ایشیا کے معاملات تو سمجھو۔ دو بڑے ستون ہین جو جمعہ مسجد کی طرح
دور ہی سے سر بلند کیے کہڑے ہین۔ باقی ٹرکی کا تذبذب۔ فوج کی حفاظت
مین امیر کی تحاشی۔ برہما مین شیدگی۔ مغربی افریقہ مین جرمن کی بیہودگی
یہ سب امور اگرچہ فرداً فرداً خفیف ہین۔ مگر بہیئت مجموعی اطمینان خاطر کے
دشمن جانی ہین۔ بُرا نہ لگے تو مین صاف کہون کہ اکثر یہ دقتین تمہاری قوم کے
غلط قیاسات اور تفرضات سے پیدا ہین۔ تم نے جو کچھ کسی قوم یا معاملے کی نسبت
رائے قائم کی وہ اکثر غلط نکلی۔ چنانچہ مصر کا معاملہ لیجیے تم بغاوت کو قومی نہین
شخصی سمجھے۔ مگر دیکھا۔ ایک عربی گیا۔ مہدی سودائی (یا سوڈانی) آیا۔ اوسکو زیر
کرو دیکھو کل ہی عثمان دغما موجود ہے۔ عثمان کو بھگاؤ یا گرفتار کرو۔ دوسرے
کوئی انکے بھائی بند بلاے بوغما پیدا۔ پھر آجتک خیال کرو کتنی فتحین پائین۔
کتنی شکستین دین۔ باغیون کو کیسے کیسے کنوین جھکائے لیکن بارہ برس بعد کتے
کی دم وہی ٹیڑہی۔ جب دیکھا مصر کا قوام وہی بگڑا ہوا۔ کوئی بادشاہ ہو۔
صاحب تخت و تاج ہو۔ اُسکو زیر کیا۔ تخت و تاج لے لیا دار السلطنہ پر قبضہ کیا۔
یہان سب اک سرے سے لنگوٹی بند۔ خانہ بدوش۔ ادہر سے بھاگے اودہر ہوئے۔
اودہر سے آئے ادہر ہو رہے۔ بھلا ایسون سے اولجھنا اپنی بات کھونا نہین تو
اور کیا ہی۔ اگر کسی حصۂ ملک کو اونکے حوالے ہی کر دیا تب بھی مطلب حاصل نہوگا

کیا وجہ کہ مہدی ملک مانگتا ہی نہ سلطنت۔ اوسکو تو تجدید اسلام کا خبط ہے۔
اودہر اطمینان ہوا کہ ملّے اور ٹرکی پر لپکا۔

وسط ایشیا مین تمہاری کارروائی چندان قابل اعتراض نہین۔ اوسکی وجہ یہ کہ تم نے کچھ کیا ہی نہین۔ اچھا یا برا کیا کہا جاوے۔ باقی اِس کاہلی سے جو نتائج پیدا ہوئے۔ وہ بلاشبہہ تمکو مجرم ٹھہراتے ہین۔ اسکی وہی مثل "دو کچھ نکرنا بھی بُرائی کرنا ہے" جہانتک تمہارا بس رہا ہاتھ پانوٗن نہ ہلائے۔ مگر ابتو روس منحوس کے سر جا کر شیطان چڑہا۔ ابتو وہ خواہ مخواہ افغانیون کو پچھاتا ہے۔

چونکہ یہ مضمون طویل ہی اور مین سمجھتا ہون تمکو بھی آجکل کام کی کثرت ہی مین اس خط کو ناتمام چھوڑتا ہون۔ اس بحث کو دوسرے خط مین لکھکر ان سب کے علاج بتاؤنگا۔ تم گھبرانا نہین۔ دیکھو اوسان نہ جانے پائین۔ گرنیول ایسے وقت مین کام کا آدمی ہی۔ ڈفرن کی مستعدی قابل صاد۔ زیادہ عمرت دراز باد۔

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

نمبر ۲

مولوی گلیڈاسٹن صاحب ظو کعمرہ۔ دعاے ہمت و جرأت۔
مین اپنے پہلے خط مین وعدہ کر چکا تہا کہ دوسرے ہفتے اپنے خیالات روشن سے تم کو مستفیض کرونگا۔ تم سمجھو کہ پولیٹکل معاملات پر منحصر نہین۔ عموماً ہر کام مین ایفاے وعدہ و راستی تقریر و تحریر فی زمانا جوہر انسانی تصور کی جاتی ہی۔

لہذا زیادہ زحمت کش انتظار نہین رکھتا۔ اور مخاطب کرتا ہون۔
مین نے اپنا سلسلۂ سخن اوس دفعہ وسط ایشیا تک پہونچکر چھوڑا تھا۔
یہ وہ مقام ہی کہ جس نے بہتون کے جی چھوڑا دیے ہین۔ اس سے تم اپنی
طرف کوئی اشارہ نہ سمجھنا۔ میرا دستور ہی کہ ہر کس دنا کس سے بیتے کی دل لگی
نہین کرتا۔ کیونکہ اس سے انسان اپنے ہی دل مین خجل ہوجاتا ہے۔
اور مجھے سردست شخصی۔ قومی۔ ملکی۔ سب مصلحتون سے تم کو بددل کرنا
منظور نہین۔ کیا وجہ ایک تو تم یونہین صورتاً سیرتاً بجھیا کے باوا تھے۔
اوسپر آجکل کی چکر گھنیون نے اور بہی کولہو کا بیل بنا دیا ہی۔ بردا شتہ خاطر تو
ہو ہی رہے ہو۔ اگر ووٹ آو کریڈٹ کی ٹہرائی تو یقینی قوم سے ہنسی خوشی
رخصت ہو۔ ہوارڈن کیسل مین تیشے سے نجاری کرنا شروع کردوگے۔
دل لگی بازون کا کیا بگڑے گا۔ یہان کار سلطنت مین خلل کا اندیشہ ہے
اور سب سے بڑہکر تو یہ سمجہ لو کہ آج تم نے استعفا ر داخل کیا اور کل روسی
ہرات پر قابض۔ وہ لوگ بڑے قابو پرست اور بیباک موقع شناس ہین
تم وقت گذر جانے کے بعد گدی کی طرف چوٹی ڈہونڈہتے ہو۔ وہ دو قدم
آگے سے اوسکی پیشانی والے چار بال اس پہرتی اور چالاکی اور استواری
سے پکڑتے ہین۔ جیسے ہمارے مسٹر ٹیپو کا ڈوریا اپنی نازک بدن زوجۂ
محبوبہ کے جھونٹے۔ جب وہ شخص از راہ غمزۂ و عشوہ کسی دن اوسکے واسطے
کہانا نہین پکاتی۔
اچھا اب مصر سے چلو۔ واقعی اگر تم مین کچہہ انصاف و شرم و کانشنس ہے



پولیٹکل قربانی

اسمٰعیل (پاشا خدیو مصر) ع - راضی ہین ہم اُسی مین جس مین تری رضا ہے

تو تمہارا دل ہی جانتا ہوگا کہ اس ذراسی پھنسی نے کیسا دل باندھا ہے اور زمانۂ تہذیب مین کیا کیا سفاکیان کرائی ہین۔ اسکی وجہ یہ ہی بعض دفعہ پھنسی اپنی جسامت کی وجہ سے تو بہت خفیف سی ہوتی ہی۔ مگر موضع اور موقع کے بدولت بڑے بڑے کاربنکل اور پھوڑون سے گوی سبقت لے جاتی ہے۔ مصر بجاے خود کچھہ نہ سہی۔ اوسکی سوزرائین پاور یعنی سلطان کچھہ تو اپنے ہاتھون اور کچھہ خودغرض دغاباز دوستون کی بدولت چندان قابل خوف وخطر نہین مگر یہ بھی معلوم رہے کہ تمہاری یورپین طاقتین سب مصر کے معاملات مین حصہ بخرہ لگانے کو موجود ہین۔ وہان یورپ کی ناک پر بیٹھکر تم چاہو کہ کوئی ایشیا کی سی کارروائی بے غل وغش کر جاؤ یہ محال ہی۔ دوسری بات یہ کہ ہمکو اپنے زمانۂ طفولیت کا واقعہ یاد ہی۔ کہ ایک دفعہ ہمارے دوستون مین کنکوا لڑتا تھا۔ تم جانو جہان کنکوا لڑتا ہی۔ کٹے کنکوے چھٹانے یونہین ہاتھہ کی صفائی دکھانے کو بازاری لونڈے لاڑی بھی اردگرد اپنی دمڑچی اور دہیلچی کنکیان بڑھائے رہا کرتے ہین۔ ایک صاحب اس بلا کے جلدباز اور عجلت پسند تھے کہ جب تک دوسری طرف چھپکے آپ اونہین کنکیون سے اولجھہ جائین۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے۔ اچھے اچھے شدہ کنکوے اور نفیس مانجھا سب اسی مین صرف ہوگیا ہی۔ اور جب ادہر کا سر پر تڑتڑا یا تو حضرت ہاتھہ لگانے کی جگہہ ہاتھہ ملنے لگے۔

بس مصر کی کارروائی بہت کچھہ اس سے مشابہ ہی۔

ہان یہ سچ ہی کہ یہ ساری گل افشانیان تمہاری ہی جودت طبع کا نتیجہ نہین یہ قضیہ بھی گذشتہ وزارت نے ترکہ چھوڑا ہی۔ اور تم بیچاری کے سرپڑا

لیکن یہ بہی تو سمجھہ لو آخر قوم نے ایسی ہی ایسی خرابیون کی درستی کے واسطے تو تمکو قلمدان وزارت دلوایا- اور تم نے قبول کیا-

علاوہ اسکے بہت سی بے عنوانیان تو خاص تمہارے ہی صدقے مین واقع ہوئین- بہلا جنرل گارڈن کو بہیجکر تم خاموش ہو رہے- پہر اوس بیچارے کی خبر بہی نہ لی- آخر مروا ڈالا اس سے تمہاری کتنی بدنامی ہوئی اب بہی دیکھکر تو سر ہیٹر لمسڈن وسط ایشیا مین جہلا رہے ہین- دیکھو جتنا تمہارا فرقہ کشت وخون سے محترز تہا اوسیقدر اب باعث ہوا ہی-

خیر یہ تو داستان پارینہ ہے- اب مطلب کی یہ بات ہی کہ کرنا کیا چاہیے- خداوندکریم تم کو عقل اور ناصحان مشفق کی بات پر توجہ دے- تو سب کچہہ درست ہو جائے-

اس امر کا تصفیہ کہ آیا مقصد مہم مصر حاصل ہوا کہ نہین تو میرے نزدیک کوئی نہین کرسکتا- ابہی جب کوئی مقصد ہو تب تو دیکہا جاے- وہان سرے سے متزلزل اور مبہم کارروائی تہی- مقاصد بہی اوسیطرح پورے ہوتے رہے- پس اب انتظار ہی کس بات کا کرنا لازم آتا ہی- اب تم اپنی فوج ٹہکانے پہونچاؤ ٹرکی کو اول تو اس لائق نہ کہا- دوسرے اگر کسی حکمت عملی سے چاہو گے کہ اسکی فوج وہان بہجوا دو کہ وہ بہی حیران پریشان ہوتی پہرے- تو یہ سمجھہ لو کہ تم وہی غلطی پہر کروگے جو اس فتنۂ عظیم کی بنا ہے-

شائد تم اپنی بطی الفہمی سے اس بلیغ جملے کو فوراً نہ سمجہو گے- مگر مجھے سردست صراحۃ منظور نہین- مناسب ہوا پہر کبہی بتادونگا-

اب رہی کوئی اور یورپین طاقت خانۂ خود مطلبی خراب۔ ابتو برابر والون کے ساتھہ یہ حال ہے ؎

اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سے منع کرتی تھی
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بی کاروان ہوکر

ہان ایک اٹلی ہے۔ سو میرے نزدیک چہ خفتہ چہ بیدار۔ عقلا کے نزدیک کچھہ نہ سہی۔ مگر حال مین فرانس نے تمکو زک فاش دی۔ فرانسیسی اخبار بند کروا کر مصر سے معذرت کرانا داب شاہنشاہی کے خلاف تہا۔ مگر تم سے ہمکو اول روز وزارت سے ایسی ہی امیدین تہین۔ وزارت سابق مین تم امریکہ والون سے کہا بدے۔ جنیوا مین چند چلتے پُرزے جمع ہوئے اور تمہاری سلطنت کو الباما کا تاوان دینا پڑا۔

وزارت حال پر آنے کے کچھہ روز پہلے تمنے سلطنت اسٹریا کو سخت سُست کہا تہا۔ منسٹری نصیب ہوئے پر تمہاری پہلی حرکت کا تاوان دینا پڑا۔

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

پس مجھے تو بارپاشا سے معذرت کرالی تو کون نئی بات کی۔ جسنے اپنی ٹوپی اتار لی اوسکو اور کا کیا خیال۔

لیکن حال کی پیچیدگیون کو دیکھتے تمنے کمال حلم اور بردباری کی اسپر میرا صاد ہے۔ مین اس کارروائی کا مخالف نہین۔ واقعی ایسا ہی چاہیے تہا۔ کاش خدا تمہاری ایسی ہی موقع شناس عقل رکھے۔ جس وہن اور ڈھرے پر ہو اُسی پر قائم رہو۔

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۳

مولوی گلیڈ اسٹن طولعمرہ۔ آجکل زمانہ ایسی جلد جلد کروٹین بدل رہا ہی اور تم بھی اُسکے ساتھ وہ قلابازیان کہا رہے ہو کہ معلوم نہین اس تحریر کے پہونچتے پہونچتے چمن دہر مین کون کون جدید گل کہلین۔ اور کون انکے شگوفے سر بلند کرین۔ اسی جہت سے میری دو دو باتین تم چٹ پٹ اور سن لو۔ اور اپنا راستہ پکڑو۔ باقی اتفاقات کا چکر تو کسی کے روکے رُک نہین سکتا۔ جو جس کام کے واسطے بنا ہی جب مہلت موقع پائیگا اپنی علت غائی پوری کریگا۔

تم سمجھو۔ مہدی۔ عثمان دیغا۔ زار روس۔ اور اوسکے ارکان سلطنت ارنیل جرنیل۔ علی خانوف۔ کمروف۔ بیوقوف جنگی بے ایمانی پر ذوف آخر عالم اسباب مین جھگڑے فساد قتل غارت ہی کے واسطے آئے ہین کہ میری آپ کی طرح علوم۔ فنون۔ حکمت۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ ترقی کے واسطے جان کہپانے کوشش کرنے۔ یہ مانا کہ تم نے درگذر کرکے معاملہ مختصر کیا۔ مگر حرامزادے کی رسی دراز۔ سردست یہ سلسلہ ختم ہوتا معلوم نہین ہوتا۔ پس جو بات کرو زمانے کے موافق۔ مین نے پہلے خط مین سب تفصیل لکھدی ہی کہ اگر تم مصر کے جھگڑے کو یون چھوڑ بھاگے تو بڑی خطا کی۔ جنکا جنکا بھرم سا تھا مین نے اونکی قلعی بھی کھولدی۔ پس اب سوا اسکے کوئی صورت ہی نہین باقی کہ مصر مین اگریسو پالیسی یعنی فتاحی کی حکمت علمی بالکل ترک کیجائے۔

مہدی وعثمان دیغما وغیرہ کی عداوت سینۂ بے کینہ سے آزاد ہو-اب جسقدر قبض وتصرف مین ہی اُسپر ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھکر پھونک دیجاوے۔ اور اوسی طرح اوسکی محافظت کی جاوے جیسے مرغی اپنی ساری جھول بیٹ کے نیچے چھپائے رہتی ہی-اگر حملہ کرو تو دفاعی- مقابلہ کرو حفاظتی-ساری بلا لینا اور ملک کو اس سے تتر بتر کرکے چھوڑ دینا یہ کس خدا نے بتایا اور کس ایمان نے سکھایا ہے۔ اب لازم ہی سب افواج دو مقام مناسب محفوظ پر جمع رکھو۔ کہ مصر والون کے کام بھی لا سکو اور سرحد ہندوستان کے جھگڑے مین بھی بلا سکو۔

اب رہا روس کا جھگڑا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی کے ساتھہ حسن عقیدت ہوا کرتا ہی-کسی کو اپنے کسی دوست سے ایسی امید ہوتی ہی کہ سراسر خلاف ترصد حرکات دیکھتا جاتا ہی مگر عقیدت نہین جاتی-کوئی بزرگوار اپنی زوجۂ مقدسی کی جانب سے وہ حسن ظن (ز ن نہین) رکھتے ہین کہ آیت حدیث غلط۔ سه

حکم جورو جی بہ از حکم خداست — انچہ جورو جی بفرماید رواست

کسی کو کسی حکیم طبیب ڈاکٹر پر وہ اعتقاد ہوتا ہی کہ صریح حضرت قلم کار تیغ وسنان کر رہے۔ خدا گنج کی نو آبادی کو ہر روز ہزارون کا چالان بھیج رہے ہین مگر یہان مسیحائے دوران حضرت ہی ہین۔ کسی کو کسی وکیل صاحب پر اطمینان ہی۔ کہ معاملہ فہمی سے اسقدر دور جیسے اعمیٰ بینائی سے مگر یہان سارے عالم کا قانون انہین کی نوک زبان پر ہی۔ بعض کو کسی شاعر کا عقیدہ ہو جاتا ہی۔

کہ ساری دنیا مہمل گوئی پہ ملامت کنان ہی مگر آپ کو وہی کلام مرغوب و مطبوع - پس اسی طرح سمجھہ لو تمکو بہی روس کے ساتہہ حسن عقیدت ہی - تمہارا دل و دماغ اتنا وسیع ہی نہین کہ روس کی چالاکیون یا در فریب کے دفتر کا ایک حرف بہی اوسمین سما سکے - تم بیچارے اوسکے فتنہ و فساد کا ادراک ہی نہین کر سکتے - تم مین فر بودیت کا وہ جوش ہی کہ تم جان نہین سکتے - آن سلطنت - صولت و شوکت شہنشاہی - شکوہ و شان قیصری کیا ہی - پہر اوسکی کمی بیشی کا اندازہ تمکو کیا خاک پتہ مل سکتا ہی -

الغرض اس حسن عقیدت نے تمکو تگنی کا ناچ نچار کہا ہی - علاوہ اسکے دو حماقتین تمہاری قوم سے ایسی ہوئی ہین کہ مدت تک اونکا اثر بد تمکو سہنا پڑیگا - اول تو مختلف تعصبات مذہبی - قابو پرستی - تنگ نظری کی بدولت تمہاری دونون پارٹیون نے سلطنت ٹرکی کو ایسا ضعیف اور نحیف کر دیا کہ روس کے ساتہہ کلہ بکلہ لڑنے والا کوئی نہین رہا - یونان کی بادشاہت نئے سرے سے قائم ہوگئی - کرسنڈم مین اسلامی سلطنت خلل انداز تہی وہ قوت مین کم ہوئی - مگر یہ بہی سمجھہ لو تم نے ایک دوست کے ساتہہ گہاٹ کے وقت پر کنائی کاٹی - سلطنت و شہنشاہی کے خلاف کیا - یہ تمہاری کوتہ فہمی ہے کہ دنیا کی بادشاہت کو مذہبی سلطنت سمجھتے ہو - اگر مذہب کو بادشاہت مین ایسا دخل ہوتا تو سارے پیغمبر اور اولیا رشی اور منی بادشاہت ہی کرتے تمنے ایک طرف مذہبی تعصبات پر قہقہہ اوڑایا اور دوسری طرف مذہبی عناد و عداوت کو ہادی بنایا - حال کی جنگ روم و روس مین اگرچہ کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت تہی - اور جو امر فرد گذاشت

ہوا اوسکا عذاب تو اب اوسکی گردن پر- مگر انصافاً کہو کہ تم اوس پالیسی مین کیسے شریک غالب رہے- جھوٹ یا سچ جو کچھ وہ کرنے والے تھے تمنے ہفتہ ہفتہ بھر مین وو دو لمبے چوڑے رسالے شایع کرکے اونکو باز رکھا- بلگیریا کے مظالم رنگنے کو تو آپکا قلم خونین رقم روان دوان تہا- مگر اب فرمائیے بارہ سو افغان سرحد پر کٹ گیا- آپکی کمیشن کی توہین ہوئی- اوسکے ساتھہ کے لوگ بے رحمی فصل سے کہیت رہے- جاڑے پالے کے مارے ٹھنڈے ٹھنڈے ملک عدم کا راستہ ناپنے لگے- مصر اور سوڈان اور خرطوم مین انسانون کی قربانی کرڈالی اوسپر جودت طبع صرف نہین ہوتی- ؎

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست　　بس جان بلب آمد کہ برو کس نگریست

المختصر روس کو غلبہ نصیب ہوا- پھر اسکا نتیجہ کھلا ہی رکھا ہی کہ وسط ایشیا مین کارروائی کرنے کو اب سلطان کو اپنی طرف ملاؤ تو کیا اور جدا رکھو تو کیا- ابتے روس ذرا ذرا سی بات پر اونکو دھمکا کر اپنی طرف سازش پر مجبور کرسکتا ہی- بہت رعایت کی نیوٹرل رہنے دیا- اس حماقت کا خمیازہ تمہاری حیات مین کیا بعد ممات تک انگلستان کو بھگتنا پڑیگا- تمہاری قوم جسقدر ٹرکی سے مغائرت کرتی جائیگی- اوسیقدر غرور لایعنی اور تبختر فضول کے ثمرے اوٹھائیگی-

دوسری خطا یہ ہوئی کہ جب معلوم تہا کہ افغانستان پر ہم قبضہ نہین رکھ سکتے- اوسمین آمدنی نہ منافعہ- قوم پرورش پاسکتی ہی نہ تجارت چل سکتی ہی تو پھر شیر علی خان سے لڑنا- اور کابل قندہار فتح کرنا سراسر فضول تہا- اسمین اتنی بات ہوئی کہ تم شریک نہ تھے- لیکن اول منزل پہونچانے کی خدمت

تمہارے ہی سر پڑی ہی۔ اوہین تم نے اپنی حماقت صرف کی یعنی ساری کارروائی
کالعدم کردی۔ حالانکہ قندہار پر قبضہ رکھنا لازم تھا۔ خیر جو ہونا تھا ہوگیا۔
اب روس نے قدم بڑھایا۔ اور تمہارے کمیشن کی سخت توہین کی۔ مین
اس جگہہ اس سے بحث نہ کرونگا کہ تم سے اس بارے مین کیا عقلمندیان
ہوئین۔ مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو چال تم چلے وہ بری چلی۔ اگر کوئی اچھی
سوچی بھی تو انجام بخوش اسلوبی نہوسکا۔ کمیشن سرحدی کی تجویز ایسی معقول تھی
کہ باید وشاید۔ مگر وہی دم کی کسر رہ گئی۔ جسکا اعادہ فضول ہی۔
اب بعد قبضۂ پنجدیہ و مرد چاک و چرابی بصرہ جو ثالثی کا معاملہ ٹھہرا ہے۔
اسکی نسبت بھی کچھہ نہ کہونگا۔ جو ہونا تھا ہوگیا۔ تمنے میرے اشارات پر عمل
نہ کیا۔ تمہاری قوم اور تمہارا خدا اپنے سمجھہ لیگا۔ اب واقعی انگریزی عظمت
وحشیون کی نظر مین کم کرادی۔ سر پیٹر لمسڈن سا افسر کمیشن روس کے
چالاک اور چلتے پرزے کمروف علی خانوف کے مقابلے مین دوسرا خدا نے
پیدا ہی نہین کیا۔ اب ع
قرنہا باید کہ تا یک لمسڈن از لطف طبع صاحب غیرت شود یا زیرک ڈپلومسٹ
سر بمعنی صاحب نہین بلکہ یہی سر جو آجکل مصر کے مخروطی میناروں اور وسط
ایشیا کے لق ودق میدانون مین ہم آپ ٹکرا رہے ہین۔ اور پیٹر معنے
پیٹنے والا (از علامت فاعل) لمس معنی چھونا۔ ڈن یا دن آواز توپ بندوق۔
پس مطلب یہ کہ ایسا سر پیٹنے والا کہ لمس کرنے سے دن سے چھوٹ جاتا ہی۔
آدمی کا ہے کو چاندی کی بارود ہے۔ خشکی کا تارپیڈو ہی۔ مگر افسوس تمہاری

کاہلی سے روس نے اوسکو محض آتشبازی بنایا۔ کمیشن سمیت بیچارہ جھنک کر رہگیا۔ اور اب اگر چھوٹا بھی تو کمیشن سے مستعفی ہوکر۔ بم کے گولے کی طرح سیدہا اپنے گھر کی طرف راہی ہوا۔ اب اس سگھڑ بھلائی کو تہ کرر کھئیے اور سارے کمیشن کو بلا لیجیے۔ لندن ہو یا ڈنمارک بطور خود کارروائی کیجیے۔ اسکے بعد جب قضیئہ زمین برسر زمین فیصل کرنے کی نوبت آئے تو اپنا کمیشن سینٹ پطرس برگ سے بمعیت کمیشن روس بہیجیے۔ کیونکہ پولیٹیکل معاملات۔ ایک طرف یون بہی دو شخص جب کسی جگہہ اس طرح ملنے کا بندوبست کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک دوسری طرف سے دوسرا چلکر مقام پر پہونچے تو وقت سے خالی نہین ہوتا۔

اب رہی شاہ ڈنمارک کی ثالثی۔ یہ سچ ہے کہ ثالث صاحب کی ایک بیٹی زار روس کو ایک پرنس آف ویلس کو بیاہی ہین۔ دونون سلطنتون سے قرابت قریبہ ہی۔ مگر تم اسقدر ضرور سمجھلو کہ گو وہ بادشاہ اعزاز مین قدیم ہی۔ مگر بادشاہت اور ملک گیری سے بالخلقت محروم ہی۔ (ایسے بادشاہ کے واسطے تمہارا سا وزیر بہت مناسب تہا۔) اوسنے اپنا ہی ملک جہنزون وغیرہ مین دے دلاکر مختصر کرر کہا ہی۔ وہ ملک گیری اور ملک دہی کی لذت سے بالکل ناواقف۔) اسکے علاوہ مین پوچہتا ہون اوسکی نظرون مین روس اور انگلستان بوجہ قرابت کیون برابر ہونے لگے۔ ہان تم کسی جدید منطق سے ثابت کردو۔ کہ جس طرح شہنشاہ روس کو ایک بیٹی بیاہی ہی۔ اوسی طرح ہماری قیصر ہند ملکہ معظمہ کو دوسری۔ تو البتہ مین بہی برابر سمجہون۔ ورنہ بادشاہون مین ایسی باتون کو مانین تو زار روس ہی کیون انگریزون کو ستائین۔

تمہاری کارروائیون سے معلوم ہوتا ہی کہ روس جس حصۂ ملک پر قابض ہوگیا ہی۔ وہ برضامندی امیر کابل اوسی کے سر رہیگا۔ آیندہ کا وعدہ لے لیا جائیگا۔ مجھے افسوس ہی کہ تم فضولیات مین مبتلا ہوکر مقصد اصلی کو اس طرح سٹ سے نکلجانے دیتے ہو۔ جیسے چوہے دان سے چوہا یا ہاتھ سے زندہ مچھلی۔ امیر تو وہ ویران حصۂ ملک جو بقبضۂ روس آیا ۳۰ مارچ کو بیع کر چکے۔ اور تم سے دام بھی راولپنڈی مین وصول کر چکے۔ اونکو پرواہی کیا۔ تم نے جس مصلحت سے افغانستان کو وظیفے دیے۔ تحفے نذر کیے اوسکا خیال تو تمکو لازم ہی۔ اگر روس کو بڑہنے دیتے ہو تو خیر جلال آباد۔ قطع۔ پشاور۔ ڈیرہ جات پر فوج جاکر منتظر روس بیٹھو۔ پھر امیر کی اعانت کی ضرورت۔ نہ وظیفون کی حاجت۔ اور اگر ہمسائگی روس نہین چاہتے تو ایک چپہ زمین نہ لینے دو۔ یا ہرات دہسپرہ کوئی دن آیا ہی چاہتا ہی روس کی سرٹر ہو۔ اور قندہار پر خود قبضہ کرو۔ جی چاہے دام دو تو نکے اپنی خزانے سے دینا۔ روس بیچارہ مفلس ہی۔ سمجھ لینا ڈچس اڈنبرا کی مہر مین رقم مجرا ہوئی۔

اگرچہ جانتا ہون تم میری باتو نکو کم سمجھتے ہو۔ مگر اتنا پھر بتاؤنگا کہ یہ سامان طیاری افواج جاری رکھو۔ اسکی بدولت پارلیمنٹ روپیہ دیگی۔ روس دبیگا۔ افاغنہ تالیان اور بغلین نہ بجائینگے۔ وحشی اقوام عبرت کی نظر سے دیکھین گے۔

چونکہ یہ اخیر خط تہا کسیقدر طویل ہو گیا۔ اب مجھ اور شاگردونکو تعلیم دینا ہی۔ تمکو چندے کوئی خط نہ لکھونگا۔

الغرض اینکہ ان اہم معاملات کے علاوہ اور جو چھوٹی چھوٹی خرخشے ہین وہ بھی اس سستی کے ساتھ خود درست ہو جاینگے

کھلے خطوط اور سربند مضامین

نمبر ۴

بنام ملکہ وکٹوریا قیصر ہند

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا۔ اگرچہ تمہارے ملک وحشم کے آئین وقوانین ملکداری رفتہ رفتہ ایسے ڈھرے پر آرہے ہین کہ حاکم وقت کو انتظام مہام مین خودسری وخودرائی کے منہ زور ہواپر سواری کی نوبت نہین آتی - اور محض زمانہ کی ہوا۔ قوم کی نبض دیکھکر اپنی رفتار مطابق کرلینا ہوتی ہی سلطنت ایک ٹرین ہی جسکا انجن پارلیمنٹ۔ چند چلتے پرزون کی قوت اور کام سی واقف ہوکر مباحث ملکی کی سردی گرمی سے رائون کی سلنڈر کی رفتار پر نظر رکھنا اور ٹرین چلانا صرف کاریست کہ فراست حاکم میخواہد۔ اور باقی دنیا کے سارے بکھیڑے جنجھٹ پارلیمنٹ کے سراور وزرا کے حوالے۔ مگر پھر بھی بندۂ بشر گہوارۂ عالم کے نشیب وفراز زمانے کی سردی گرمی دماغ پر تو کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور پیدا کرتی ہی۔ چونکہ میرے علم ویقین مین تم بھی انسان اشرف البنیان ہو۔ لہذا تمکو بھی ایسے خرخشون سے معرا ومبرا نہین پاتا۔ اور ضرورت دیکھتا ہون کہ بعد تعلیم وتلقین گلیڈاسٹن چند کلمات تمہارے گوش حق نیوش تک پہونچا دون۔

آجکل معاملات کا قوام بہت کچھہ بگڑا معلوم ہوتا ہی۔ اگر فعالۂ اولوالعزمی کی چاشنی اندازۂ اعتدال سے بڑھکر حلاوت ملکداری مین زیادہ ترشی دکھائی تو چندان ناگوار نہین گذرتا۔ کیا وجہ کہ وہ تو ایک باطنی بنگ ہی جو کاسۂ دماغ مین گھٹ گھٹ کر اثر پیدا کرتی اور موجین دکھاتی ہی۔ مگر صلح اور امن کی حالت

منفعلہ کا شربت بزوری معتدل ذرا سی کمی بیشی مین بگڑ جاتا اور خدا جانے کیسی اولٹی پلٹی تاثیرات پیدا کرتا ہی۔ جب کوئی فعل درجۂ لازمی سے گذر کر متعدی ہو جاتا ہی تو ایک شخص کی ذات تک محدود نہین رہتا۔ ممکن ہی کہ بہت سے امور کا وقوع ایک کو ناپسند ہو۔ مگر ضرور نہین کہ دوسرا بھی اوسیقدر کراہت کرے۔ پس انسان لامحالہ چار ناچار طوعًا و کرہًا بہت سے افعال اسی وجہ سے کرتا ہے۔ تم بھی اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہین ہو۔ سب سے اہم اور ضروری کام عمومًا حاکمون اور خصوصًا تمہارے واسطے زمانے اور قوم کی رفتار پر نظر رکھنا ہے۔

زمانے کا چلن آجکل پر کیا منحصر ہے ہمیشہ آگے کی جانب رہا ہی۔ چستی اور سستی عارضی امور ہین مگر میلان اور رجحان اسی جانب ہے

قدم وقت بیشتر باشد

گاہے ماہے وقفہ یا مکث زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ روان ہونے کو ہوا کرتا ہی۔ جیسے آندھی آنے کے پہلے ہوا مین سکون کی سی کیفیت ہو جاتی ہی اوسی طرح جب عالم اسباب مین تولید واقعات کمی پر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مادرگیتی اس دفعہ بڑے بڑے گہن گرج جھول نکالنے والی ہی۔ عقلمند اور انجام بین ہر وقت چوکنا اور ہر کام کے واسطے مستعد رہا کرتے ہین۔ تم بھی ایسی ہی ہو۔ مگر اتنی کسر ہی کہ تمہاری قوم کثرت کامیابی اور فرط سامان سے اسقدر مغرور اور متکبر ہو گئی ہی کہ اب بلا غوض و فکر اور داہنے بائین دیکھے دوسرون کے مقابلے مین اپنی ہر چیز کو اعلیٰ اور افضل سمجھتی ہی۔ اس کے علاوہ

دیگر نتائج کے یہ نقصان ہوتا ہی کہ وقت پر چند ایسے امور ناپسندیدہ و نامطبوع سے سامنا ہو جاتا ہی کہ جنسے طبیعت میل کہاتی ہی۔ نہ گوارا کر سکتی ہے۔

عالی ہمتی اور بلند خیالی اور کارہاے سترگ کرنے کے واسطے خفیف سی لاپروائی اور بلند نظری وہی خدمت انجام دیتی ہی جو راہگیر کو لاٹھی یا چہڑی۔

مگر کون کہہ سکتا ہی کہ بہرام گہاٹ کے پورے لٹھے کی لاٹھی موجب زحمت نہوگی۔

ترقی ہو یا تنزل دراصل دونون ایک اور ایک ہی دو ہین۔ صرف نام کا فرق ہی۔ گیند کو دیکھو اور بتاؤ اوسمین سے کس مقام کو اونچا اور کسکو نیچا کہہ سکتے ہو۔ اسی طرح زمانے کو چکر یا دائرہ یا چرخ جو چاہو کہو۔ دنیا کی ساتہہ رواں دواں ہی۔ یہ محض ہماری فہم ہی کہ مختلف نام پیدا کرتی ہی۔

حیات و ممات صحت و عارضہ ترقی و تنزل چولی دامن کا ساتہہ رکہتے ہین۔ تمہاری قوم تہذیب اور ترقی کے درجے کو طے کر چکی اب اوسکو سنبھلنا چاہیے۔ اور بہت پہونک پہونک قدم رکہنا لازم ہی۔ سارا یورپ اپنے واسطے ایک طوفان عظیم بنا رہا ہے۔ تمہارا ملک اس سے قبل کسیقدر فصل اور مغائرت کے باعث بہت سی آفات مین شریک یورپ نہو سکا۔ اب عنایت خدا سی تمہاری وہ سلطنت ہی جسپر آفتاب غروب ہی نہین ہوتا۔ اب ہر جگہ کی سرد و گرم ہوا کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور پیدا کریگی۔ اگر تمہاری قوم عقیل ہی تو اوسکو لازم ہی کہ

اگر خواہی سلامت برکنارست

پر عمل کر کے پھونک پھونک قدم رکھے۔

لبرل فرقہ باعتبار پولیٹکل مباحث بے شک مجھے پسند ہی۔ مگر اعتدال کی دم ضروری۔ افعال لازمی اسکے بہت اچھے ہوتے ہین متعدی ہین بوجہ تکبر و غرور قومی۔ اور لاپروائی کسبی۔ و دیگر اسباب خفیف و عظیم معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔

ایک اور امر جو تمہاری توجہ خاص کا محتاج ہی یہ ہی کہ یورپ کے ساتھون ساتھ تمہارے انگلستان مین مذہب کی خیالی باغ و بوستان کی ہری ہری سبز و شاداب تنا ور درخت سموم علم نظری و ظاہری کی جھونکون سی جڑ سی اُکھڑ اُکھڑ کر گر رہے ہین۔ صرف تھوڑے سے تناور مندتنے اپنی سخت جانی سے بچ رہی۔ سو وہ بھی امروز فردا مین کوچ کرتے نظر آتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی قوم ظاہری صوری و معنوی طور سی خودسر و آزاد ہو کر بادشاہی کو اچھی نظر سی نہین دیکھہ سکتی جس نے حاکم حقیقی کی اطاعت کا بوجھہ سر سے پھینکدیا وہ حاکم مجازی کو پہلی سلام کر چکا مذہب اب صرف ظاہری مراسم اور آرائش اور زیبائش کیواسطے رہگیا ہی۔ اوسکے اصلی تقدس و تسکین سے مدت ہوئی کہ ناآشنائی ہو چکی ہی۔ اگر کچھہ ہی تو تقدس کی جگہہ وضعداری۔

خلقی و نیچرل رفتار زمانہ کسی کے روکے نہین رک سکتی۔ آگ پانی اور ہوا کسی کی تدبیر سے اپنی قوت ترک نہین کر سکتے۔ مگر انکی قوتون سے کار مفید لینا آجکل کے حکما اور عقلا کا کام ہے۔

المختصر اسی طرح اور بھی چند امور ہین جنکو دوسرے خط مین لکھونگا۔

اب تم جاؤ زار روس کو خط بھیجو۔ مین بھی کائنات کی سیر کو جاتا ہون۔

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۵

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا۔ مین نے اپنے پہلے خط مین دوسرے کا وعدہ کیا تہا۔ اسی جہت سے اگرچہ مجھے سارے دنیا کے بکھیڑون اور تمکو اپنی پارلیمنٹ کے جھگڑون وزرا کی استعفا سے مہلت کم ہی۔ مگر ایفاے وعدہ کرتا ہون۔

سب سے پہلے پیش پا افتادہ مضمون وزارت کا ہی۔ جو کچھ ہوا اور تم نے اور گلیڈ اسٹن نے کیا وہ تو ہو چکا اوسکا ذکر نہین کیا وجہ کہ میری عادت ہے معاملات گذشتہ کو بجز مورخانہ تجربہ کے اور کسی لائق نہین سمجھتا۔ تم نے سالسبری کو وزارت دی۔ اچھا کیا نہ برا۔ آخر تم بیچاری کرتی ہین کیا۔ کنسرویٹیو فرقہ اب ایسا بے سر اور بے ٹکا ہو رہا ہی کہ کوئی ٹھکانا نہین۔ یس ہی ندہون مین کانے راجا تھے۔ اب نظر تعمق سے ملاحظہ کیجیے تو ایسے فرقے کا کمزور ہوتا جانا جو قدیم باتون کا (جن مین شخصی سلطنت بہی شامل ہی) حامی ہو بادشاہون کی ذات کی واسطے فال نیک نہین۔

لارڈ رنڈالف چرچل جو بدقسمتی ہندوستان سے وزیر ہند ہوئے ہین۔ بجاے خود تیز آدمی ہین۔ مگر کم سنی اور درشت گوئی اور بدزبانی مانع ترقی ہی۔

معاملات ہندوستان تمہاری خاص توجہ کے محتاج ہین اور میری راے مین تم ہی اوسکی۔ آجتک تمہارے ملک اور پارلیمنٹ مین جسقدر توجہ ہوئی ہی وہ بالکل ناکافی ہی۔ اور لاپروائی سے مملو۔ یہ سمجھ لو کہ آزادگی

اور شوریدگی قوم کے دست برد سے اعزاز قیصری محفوظ رکھنے کا صندوقچہ
ہندوستان ہی ہی۔ اگر تنکا ہوا کا رخ بتاتا ہی تو ایک شہزادے کی تنخواہ کے
بارے مین قوم کی خست بہت کچھہ سجھاتی ہی۔ یہ اسی ہندوستان کے
جگرے مین جو بادشاہون کا تقدس تک چاہتا ہی۔
بھلا کچھہ تو ہی کہ ہر اولوالعزم کو جہان زمانے نے کسی قدر بہی وسعت
دی اوسنے اسی طرف کو رُخ کیا۔ ظاہر مین اگرچہ مین یہان کا باشندہ
نہین۔ مگر در اصل مین ساری دنیا کا رہنے والا ہون۔ ازل سے اس
ملک کی خوبیان مجھپر اسطرح روشن ہین جیسے بادشاہون مین آجکل
زار روس۔ سکندر نے میرے ہی مشورے پر کاربند ہوکر ادہر کا قصد
کیا تھا۔ مگر افسوس اوسکی فوج نے وہی ارادے ایک دوسرے عنوان سے
برتے جسکے جام سے تمہاری قوم آجکل بدمست ہی۔ اور آخر اوسکا نتیجہ جو
ہوا اوس سے میرا یا سکندر ہی کا دل آگاہ ہی۔ اور تھا۔ جب تک ہندوستان
انگلستان کا ضمیمہ و دُم چھلا بنا رہے گا پارلیمنٹ انگلستان مین اس کا
گیند دہڑ کا ہوگا۔ وہان کا ادنیٰ سے ادنیٰ گورا ہندوستان مین دیوتا
بنکر جہاز سے اوتریگا۔ تب تک ہندوستان ہندوستان نہوگا۔ لاکہہ روپیہ
کی بات تمکو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر شے کی خوبی ذاتی اُسی وقت تک قائم
رہ سکتی ہی جب تک اوسکی ذات مین فرق نہ آئے۔ آم تب ہی تک آم ہی
جب تک املی نہین بنایا گیا ہی۔ پس اسی طرح ہندوستان اوسی وقت تک
ہندوستان ہی جب تک ہندوستان کی ذات مین خلل نہین آیا۔

تہذیب اور ترقی صدق اور راستی کے جانی دشمن ہین مگر کیسے جیسے مار آستین۔ حکما کہتے ہین کہ نیکی کو کسی طمع سے عمل مین لانا نیکی نہین۔ اور اسی کو ایشیائی شاعر یون کہ گیا ہی۔

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی حورون پہ مر رہا ہے یہ.... ست ہی

اصلی نیکی وہ ہی جو از خود بلا ارادہ سرزد ہو۔ پس مہذب دوستی ہرگز طمع اور نمایش کی آلایش سے پاک نہین ہوتی۔ تم مہذبون کے جو لمبے چوڑے عہدنامے اقرارنامے۔ اسٹامپ۔ رجسٹری سے اپنے وعدے کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہو بجنسہ اوس ہندوستانی سبزہ رنگ۔ ملیح دلربا معشوق کی طرح ہو جو انگریزی صابون سے عارض با صفا کو دہو کر آنکھون کے پپوٹے سیاہ کر ڈالتی ہے۔

پس نتیجۂ سخن یہ ہی کہ آجکل کسی کی دوستی اور عہد پر اعتماد نہ کرو عہدنامے چاک کرنے اور اقرار توڑنے دوستی دشمنی کرنے کے واسطے ہوتی ہی۔ انگریزی مثل ٹرسٹ ان گاڈ اینڈ کیپ یور پوڈر ڈرائی۔ (خدا پر بہروسا کرو اور بارود خشک رکھو۔) پر عمل کرو اور دیکھو جنگ گاہ عالم مین کیا تماشا ہوتا ہے۔

جس انسان مین اخلاط متضادہ جمع ہین ممکن نہین کہ ایک کم اور دوسرا زیادہ نہو۔ یہی حال سلاطین کے جبروت و سطوت کا ہی۔ گلیڈ اسٹن اور آرام طلب قوم نے خون صالح اور طاقت اصلی بہت کچھ فضول فصدون اور مسہلون مین نکال ڈالی ہی۔

مثل مشہور ہی آپ کاج مہا کاج۔ تمہاری قوم بڑی خودغرض اور

خود مطلب تمسے تو چاہتی ہی کہ خدمت لے۔ مگر تمہاری خدمت پر چون و چرا کرتی ہی
پس ایک نصیحت آخری تمکو کرتا ہون۔ اگر اوسپر عمل کیا تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔
ورنہ گلیڈ اسٹن کی طرح اس کان سے سن اوس کان سے اوڑا دیا
تو تم جانو تمہارا کام جانے۔ اپنے تاج کے نہایت درخشان اور تابان
جواہر کو پہلے اس ترکیب سے جدا کرو کہ نہ تو اوس فرنگی کی طرح اوسکو صدمہ
پہونچاؤ جسنے اورنگ زیب سی دوستی کے واسطے لیا۔ اور کاٹ چھانٹ کر
ستیاناس کیا۔ اور نہ اپنی تاج کو بدنما بناؤ۔ اوسکے بعد ایک جداگانہ تاج بنوا اور
اوسمین وہ جواہر لگا کر کسی اپنی اولاد کے سر رکھو ہم خوش ہمارا خدا خوش
الکنایۃ ابلغ من التصریح۔

کھلے خط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام مہراجہ کشمیر

مہراجہ صاحب۔ آجکل طویلۂ عالم مین وہ لیتیا ہچ۔ عرصۂ کائنات مین وہ
ہم چخ ہی کہ ہر متنفس محتاج پند و اندرز نظر آتا ہی۔ مگر تم جانو میری نگاہ بلند تو
ازل سے آج تک کبھی نیچی پڑی ہی نہین۔ اور خاصکر جب محل اور موقع دیکھا ہی۔
اپنے مذہب مین آئی پر چوکنا حماقت اور گناہ دونون خیال کیا ہی۔ اسواسطے
آج تمہین سے لگا لگاتا ہون۔ تمہاری اہلیت اور معقولیت جو تم مین حد سے
زیادہ ہی۔ شائد پھڑک مٹا کر اس بوڑھے خرانٹ کی دو باتین سننے دے۔
یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ ایسے باپونکا مرنا جو اولاد کو دولت ثروت۔ ریاست۔

سلطنت چھوڑ جانے والے ہون دنیا مین چندان رنج وتاسف نہین پیدا کرتا۔
بعض جگہ تو ادہر مرنے والے باپ کی نعش پڑی ہوتی تھی۔ اور ادہر صاحبزادۂ
بلند اقبال جشن تخت نشینی مناتے ہوتے تھے۔ ایک جلد باز جلے تن نے بوڑھے
باپ کو اسی بات پر مار ڈالا کہ تم تو مروگے نہین۔ ہم بوڑھے ہوئے جاتے ہین ح
لطف ریاست کب اوٹھائین گے۔ پس اب نہ تو میری صلاح ہی۔ اور نہ غالبًا تمہارا
دل باپ کا غم منانے کو چاہتا ہوگا۔ مضی ما مضی۔ اب ریاست کا جھگڑا۔
ملکداری کا بکھیڑا تمہارے لیے کیا کم ہی۔

تمنے جو کچھہ گدی پر بیٹھتے ہی رفاہ وفلاح کے احکام جاری کیے۔ اوس سے
نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مدت کے سوچے ہوئے ہین۔ بلکہ اسکا بھی پتا چلتا ہی
کہ آجکل کی مصلحت کے موافق بیہودہ دستور اور لایعنی تکلیف وہ مراسم کی قدر
اوسیقدر تمہارے ذہن مین ہی جتنی ہونا چاہیے۔ بات تو اچھی ہی بشرطیکہ
تمہارے دماغ سے نکلی ہو۔

تمہارا ملک دستکاری۔ نفاست میوہ جات۔ لطافت۔ موسم۔ خوبی۔
آب وہوا مین ضرب المثل۔ مگر ساتھی اوسکے بدانتظامی و بدحالی مین شہرۂ آفاق
ہی۔ تمہارے خوشامدیون نے اگر انگریزی یا اور ہندوستانی عملداری کی نظرین
پیش کرکے نیچی آنکھہ اوپر اوٹھوادی۔ عرق خجالت رومال خوشامد سے پونچھدیا۔
تو اس سے نہ شالبافون نے گاڑھی کمائی کا پورا اجورہ پایا۔ نہ مفلوک اور
کنگال مسلمان خوش ہوئے۔

آجکل کی تہذیب کی کنجی یہ مثل ہی۔

ہاتھہ پاؤن بچائے   اور موذی کو ڑخائے

جب تک اسپر عمل ہی مزے سے ڈل مین عیش مناؤ۔ گلمرغ مین جشن اوڑاؤ۔ کس نے پرسد کہ بھیا کون ہو۔ سرحد کا جھگڑا کچھہ تمہین کو بیم ورجا مین نہین رکھتا سارے ہندوستان اور انگلستان۔ اور افغانستان مین بکر کود مچاتا پھرتا ہی۔ ہندؤن مین سانڈ چھوڑ دیتے ہین۔ وہ جانتے ہو کسقدر ظلم کرتا پھرتا ہی۔ بازار مین جدھر رخ کیا دوکاندار کی جان اگاڑی پچھاڑی تڑاکر نو دو گیارہ ہو گئی۔ پس اسی طرح سمجھہ لو علۃ العلل نے روس کو بھی سانڈ دیا ہی۔ اسکے علاوہ نوش مین گزند نیش۔ گلستان شادی مین خار غم۔ شیرینی اُلفت مین چاشنی شکایت۔ بہار حیات مین خزان موت۔ رنگ مین بھنگ۔ کلیل مین غلیل نہو تو لطف کیا آئے۔ قدر منزلت کیا معلوم ہو۔ قدر عافیت کسی داند کہ بہ مصیبتی گرفتار آید۔ صاحب توبۃ النصوح کا قول ہی۔ اگر مرنا نہوتا تو لوگ درختون سے گر کر۔ کنوؤن مین پھاند کر جان دیتے۔ سرکس مین محض تماشائیون کی توجہ مین تحریک پیدا کرنے کے واسطے سہواً وعمداً گھوڑون پر سے گر گر پڑتے۔ اور دوڑتے ہی مین اوچک جاتے ہین۔ یہ سب کیا ہی۔ ہندی ٹکی وضعداری۔ سلامت روی کی چالون مین چہل پہل پیدا کرنا ہی۔ تاکہ دلچسپی ہاتھہ سے جانے نپائے۔ روس او دہر سے آئیگا نہ آئیگا۔ مگر تم یہ سمجھہ لو۔ ٹلیکے کا ڈر شیر کا پتا پانی کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ناؤ مین خاک اوڑاتے۔ یا پانی گندہ کا بہانہ تو بآسانی مل سکتا ہی۔

آجکل رزیڈنٹ کا تقرر بہتون کو چکر مین ڈالے ہی۔ تمہاری جو حالت ہی

وہ کم ہی۔ بر محل کارروائی کرنے والے توگھات کے منتظر ہی رہتے ہین۔ والیان ملک کچھہ آئے دن تو مرتے ہی نہین۔ غالبًا کو ہاگرم ہی پیٹا جائے۔ مگر تم کو مین ایک گر بتائے دیتا ہون۔ تم سب کرنا مگر اوسان نہ کھونا۔ قیام رزیڈنٹ منظور کرنا مگر سمجھ کے۔

جو حماقت عقل سے نادانی جان بوجھکر ہو وہ حماقت ونادانی نہین ہے

من نگویم کہ این مکن آن کن مصلحت بین وکار آسان کن

اب مین تم سے رخصت ہوتا۔ اور تم کو انگریزون کے سپرد کرتا ہون۔ چند نکتے مین نے بتا دیے ہین۔ اور باقی مفصل مشورے تمہاری ابا جان کو اودہ پنچ نے سالہا سال دیے ہین۔ اگر اونپر غور اور عمل کروگے لطف اوٹھاؤگے۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت ع

بر رسولان بلاغ باشد وبس

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام حضور نظام دکن

ڈیر۔ یہ تو مجھے معلوم ہی۔ آپ نے اورون کے نام خط دیکھکر کسیقدر شک کھایا ہوگا۔ مگر تم جانو یہ پُرانا خرانٹ ناصح بہت کچھہ دنیا دیکھے ہوئے ضرورتون اور حاجتون کو خوب پہچانتا ہی۔ جیسی مصلحت وقت دیکھتا ہی کارروائی کرتا ہی یہ سچ ہی کہ تمکو میرے نصائح کی سخت حاجت اور بے انتہا ضرورت ہی۔ اور آج سے نہین جب سے تمہارے وزیر باتدبیر سر سالار جنگ اس جہان سے سدہارے

اور بقول بازاری عوام کے۔

گل گئے گلشن گئے جگ مین دہتورے رہگئے

کا معاملہ ہوا۔ یا جب سے تخت ریاست نصیب ہوا۔ مگر تم جانتے ہو عذر معذرت ور سگھڑ بہلائی کا میدان سلامتی سے اسقدر وسیع ہی کہ عمداً پہلوتہی کیجیے۔ نادانستہ غفلت کی تبلیجیے کچھہ نہ کچھہ بیش ہی ہوسکتی ہی۔ اس لیے اگر مین بہ صحیح اور واقعی بات کہون کہ مجھے پہلے تمہاری طبیعت اور لیاقت اور عقل کا حال دریافت ہونا مقدم تہا تو کچھہ بیجا نہو گی۔ چنانچہ اتنے عرصے کی نگرانی سے یہ مقصد پورا ہو گیا۔

انسانی خوبیون اور بدیون کے اعتبار سے اگر مین تمکو بشریت اور اور انسانیت کا معدن کہون تو مبالغہ نہو گا۔ بلکہ بعض اوقات اپنی طبع وسیع و خلقت گنجائش طلب سے تمہاری انسانیت حیوانیت تک بہی پہونچ جاتی ہی۔ لیکن مین اوسکو بہی بشریت قرار دیتا اور تمکو مستوجب الزام نہین سمجھتا۔ کیا وجہ کہ التزام۔ سامان۔ لوگون کی ہمت۔ نیت۔ صحبت کے اثر سے تم کسی طرح محفوظ نہین رہ سکتے۔ خصوص ایسی حالت مین جب ہر طرح کوشش کی جائے۔ کہ فعالہ کی جگہ صرف انفعالیہ ہی ترقی پکڑے۔ اب بجز اسکے اور چارۂ کار نہین۔ کہ مہام ریاست۔ حالات رعایا۔ کارگزاری اہلکاران مداخل و مصارف خزانہ بغیر عینک کے دیکھو۔ اور پہر جس بات پر دل کا استخارہ واجب آئے۔ اوسپر عمل کرو۔ تم انتخاب دیوان مین ہر انسانی خوبی کو کام مین لائے۔ قدردانی ریاست مصلحت۔ وقت۔ عزت افزائی۔ سب کچھہ کرگزرے۔ اور واقعی

نمک حلال۔ وفادار۔ خیر خواہ۔ عقیل۔ عالی دماغ دیوان کے حقوق کو خوب ادا کیا۔ مگر سہ

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

لاپروائی۔ استغنا۔ گستاخی۔ جو بعض اوقات۔ سوء ادبی کی حد تک پہونچ جاتی ہی۔ سب خاک مین ملائے دیتی ہی۔ تم تو اپنی سی کر گذرے۔ آگے جو جیسا کرے گا۔ ویسا پائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ سکہائے پوت (یعنے بیٹے) دربار نہین جاتے۔ قصہ یون ہی کہ ایک سلطنت مین نہایت لائق ہوشیار وزیر تہا۔ بادشاہ بہی اوسکو مانتے اور بہت معزز جانتے تھے۔ وزیر انجام بین نے اپنی اولاد کی آیندہ بہبود۔ اور وزارت موروثی کرنے کے واسطے مناسب سمجہا کہ سیر لڑکا حین حیات اگر دربار شاہی مین حاضر ہوکر کاربار سیکہا کرے۔ تو غالب ہی بعد میرے میرے آقا اور لڑکے دونون کو وقت نہ پڑے۔ وزارت بہی بلا تکلف خاندان مین قائم رہے۔ مگر سلامتی سے صاحبزادے پورے صاحبزادے ہی تھے۔ باپ تو ریاست کے وزیر تھے۔ صاحبزادے احمقون کے بادشاہ نکلے۔ تاہم وزیر پر تدبیر نے طبیعت انسانی کی تربیت پذیری پر اطمینان کرکے خیال کیا کہ کچھہ نہ کچھہ میرے جیتے جی سیکھہ جائین گے۔ آگے کام چل نکلے گا۔ چنانچہ ایک روز کسلمندی مزاج کا حیلہ کرکے خود تو دربار نہ گئے مگر صاحبزادے کو بہیجدیا۔ اور چلتے وقت امور ذیل بطور ہدایت نامہ پڑہا دیے۔

اول۔ پہلے بادشاہ۔ اور پہر ولیعہد کو نہایت ادب و محبت سے سلام کرنا۔ کیونکہ وہ ہمارے بڑے خواجہ اور یہ چھوٹے خواجہ ہین۔

دوسرے۔ چونکہ تم وزیر کے بیٹے ہو۔ کسی ایسے ویسے مقام پر نہ بیٹھ جانا۔ جب بادشاہ اشارہ کرین کسی اونچی جگہ پر بیٹھنا۔

تیسرے۔ اگر کوئی بات بادشاہ پوچھین تو نہایت نرم اور میٹھی باتین کرنا۔

اب بیٹے حضرت داخل دربار ہوکر کیونکر نصائح آبائی و تعلیمات پدری کو صرف کرتے ہین۔ کہ پہلے جاتے کے ساتھہ ہی بآواز بلند پکارے "بڑے کھوجنیا تھکا (تجھے) سلام اور چھوٹے کھوجنیا تو ہوگا (تجھے بھی) سلام۔

بیٹھنے کا اشارہ پاکر آپ لگے بلند مقام ڈھونڈھنے۔ آخر ایک گوشے مین سامان روشنی کے واسطے ڈیوٹ کی قطع کی چیز رکھی ہوئی تھی۔ آپ اوچک کر اُسپر بیٹھہ گئے۔ بادشاہ نے محض اپنے لائق وزیر کی قدر افزائی کے خیال سے مزاج پوچھا۔ جواب ملا۔ "روئی ریشم۔ سمور۔ قاقم"

دریافت کیا کیا مشغلہ رہتا ہی۔ ارشاد ہوا "یہی لڈو پیڑا برفی"

اب تو بادشاہ سے نہ رہا گیا۔ حکم دیا۔ اس مردود مجنون کو نکال دو دربار سے۔ گھر پر پہونچکر والد بزرگوار نے پوچھا کھو کیسی گذری تو آپ فرماتے ہین۔ اجی بھئی جائیے ابا۔ آپ نے کس دیوانے کے پاس مجھے بھیجا تھا۔ جو جو آپ نے سکھایا سب کمال احتیاط سے عمل کیا۔ مگر بادشاہ ہین کہ کسی طرح خوش ہی نہین ہوتے پہلے تو ہمنے دونون کو سلام کیا۔ آپ نے خواجہ کہا تھا ہمنے مارے محبت کے "کھوجنیا" کہا۔ بیٹھنے کو کوئی اونچی جگہ تھی نہین۔ ایک چوکی بچھی تھی۔ اوسپر بادشاہ خود بیٹھے تھے۔ زیادہ گنجائش نہ تھی۔ آخر کار بعد تلاش ایک کونے مین دیوٹ سب سے بلند رکھی تھی مین اوسپر اوچک گیا۔

مزاج پوچھا۔ مین نے کہا روئی۔ ریشم۔ سمور۔ قاقم۔ سے بڑھکر کون چیز نرم ہوگی وہی مین نے بتایا۔ مشغلہ پوچھا لڈو۔ پیڑا۔ برفی کہا۔ اسپر بادشاہ بہت خفا ہوئے۔ آپ ہی فرمایئے اس سے میٹھی کون شے ہوسکتی ہے۔"

وزیر نے سر پیٹ لیا اور کہا واقعی سکہائے پوت دربار نہین جاتے۔ نتیجۂ سخن یہ ہے تم نے بہی سلام لیا۔ اور باوجود مخالفت بٹھایا۔ مزاج پوچھا۔ مشغلہ دریافت کیا۔ بعد حد ہوچکی۔ آگے جو جیسا نکلے ویسا سمجھو۔

اولاد مین اکثر جسمانی ونفسانی تاثیرات آبائی ہوتی ہین۔ مگر کبھی کبھی نہین بہی ہوتین۔ ملکداری اور ریاست کے امور سترگ کی انجام دہی کے واسطے جابجا بادشاہ تک بدل جاتے ہین۔ وزیرون کو کون پوچھتا ہے۔

اس موقع پر یہو نچکر یہ بہی گوش گذار کرنا ضرور ہے۔ کہ جو کچھ کرنا اپنے بہروسے پر کرنا۔ قدیم فریق پیرانہ سالی اور بوڑہاپے کے مارے سست تدبیر ہورہا ہے سوچتا بہت ہے۔ کر کچھہ نہین سکتا۔ ڈاک کے گھوڑے۔ رکری تلوارین۔ سردیا سے پڑا تے کام نہین دے سکتے۔

دنیا مین ریاست کے انتظام کے واسطے نوکر چاکر ہوتے ہین۔ مگر تہوڑے عرصے سے ریاست نوکری چاکری کے واسطے ہوگئی ہے۔ دوچار چلتے پرزون کی بدولت۔ اونہین کے پہیر بدل سے مہلت نہین ملتی۔ احکام کی خوبی وبدی۔ ریاست کی بہبود وفلاح پر کیونکر نظر ہوسکتی ہے۔ انقلاب مین نفع ذاتی وصفاتی حاصل کرنے والے آئے دن ریاست کا تختۂ انتظامی اُلٹا کرتے ہین۔ اُنکو دوزخ جنت سے کام نہین۔ اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے۔

گھوڑ دوڑ۔ تفریح امراور رؤسا کے واسطے مردانہ کھیل ہے۔ مگر وہی "بوقت فرصت" ہم نے یہ بھی سُنا ہے بعض بعض لوگ عہدونکی سوداگری کرتے ہین۔ اور غالبًا یہی وجہ اور بھی بار بار انتظام بدلنے کی ہوگی۔ خیر سر دست اور کچھ نہین۔ اس تجارت پر محصول چنگی تو تم بھی قائم کردو۔

اور بھی چند مضامین دوسرے قابل تحریر ہین۔ انشاءاللہ دوسرے خط مین لکھے جائینگے۔

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۸

بنام نظام دکن

ڈیر۔ مین اپنے پہلے خط مین تم کو لکھہ چکا ہون۔ کہ تمکو اپنے ہی دل سے استخارہ کرنا چاہیے۔ اوس سے یہ نہ خیال کرو کہ کوئی شخص مشورے کے لائق تمہاری قلمرو مین باقی نہین رہا۔ نہین۔ ہین۔ اور متعدد ہین۔ مگر اون کو پہچاننا۔ اور اونکی مناسبت طبیعت کی لحاظ سے راے لینا اور اوس راے کو میزان عقل مین تولنا تمہارا کام ہے۔ دیکھو تمہارے وزیر مرحوم نے کیسے کیسے متضاد صفات کے حضرات مختلف اقطاع ہندوستان سے جمع کیے تھے۔ مگر ہر ایک سے کام وہی لیتا تھا جس مین اوسکو لیاقت ہوتی تھی۔ یہ سمجھہ لو جسقدر تیز چست چالاک گھوڑا ہوگا۔ اوسیقدر سوار کو اور بھی ہوشیار بیٹھنا ہوگا۔ مین تمکو ایک لٹکا فقیرون کا بتاتا ہون۔ گو یہ آسانی اور مفت میسر آنے کی وجہ سے تم قدر نہ کرو۔ مگر سمجھہ لو کہ کشود کار۔ سرانجام مہمات۔ حصول مقصد

اکے واسطے منتر ہی تو یہی - اور خزانۂ ترقی کے لیے کلید ہی تو یہی یعنے جب غور
کر لیا کہ یہ امر ہماری ذات و صفات کے واسطے مفید ہی - اور اسکو تکمیل تک
پہونچانا ضروری - تو پہر ہر وقت ہر لحظہ ہر جگہ اوسکا خیال رکھنا فرض ہے -
اِسی کا نام دُھن ہی - جب تک اسمین پکے نہوگے ہرگز ہرگز مقصود حاصل نہوگا -
تمہارے وزیر کو بہبود و ترقی ملک کی بہت سی دہنین تہین جنمین وہ سوتے
جاگتے ہر ساعت مستغرق رہتے تہے - تم جانو دنیا مین بجز ایک کے نقصان کے
دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا - پس وہ فکرین ہی اسی طرح کی تہین کہ جہان تمکو
اور تمہارے ملک کو فائدہ پہونچاتین وہان دوسرونکا نقصان بہی کرتین -
پس اب اون حضرات نے موقع اور گہات پاکر ایسے ایسے رخنے اور جہگڑے
بکہیڑے شروع کر دیے کہ تمکو ریاست ملنے پر دُہن نہ بندہنے پائے - گو تم کم سن تہے
مگر نہ ایسے کہ اپنے وزیر کی تدابیر و مساعی واپسی برار کی خبر نہ سنتے ہو - اوس کو
مرتے مرتے یہی دہن رہی - اب انصاف کرو - اوسکے بعد پہر بہی کبہی اسکا چرچا ہوا -
ملک وہی - والی ملک وہی - برار وہی - سرکار وہی - مگر افسوس انگریزی مثل
"کوشش کرو کوشش کرو - اور پہر کوشش کرو" پر عمل کرنیوالا نہین - ممکن ہی تمہارے
دل پر ایسا اثر ڈالا گیا ہو - کہ واپسی برار کا جملہ سنکر رونگٹے کہڑے ہوتے ہون -
یا طبیعت وحشت کی لیتی ہو - مگر سمجہ لو اگر تم کچہ کہو گے تو ایسے ہی مہات سر
کرنے سے ورنہ کٹہ پتیلیون کا ناچ تو عالم مین ہوا ہی کرتا ہی -

ایک اور بات اخیر مین کہتا ہون - کہ غور کا مقام ہی خدا کو عوام اور بعض
خواص خدا کیون مانگتے ہین - صرف یہی وجہ ہی کہ اپنی ذات کسی قدر مختار

اور کسی قدر مجبور پاتے ہین۔ اور اوس سے نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جب ہمارے
اختیارات محدود ہین تو ضرور ہی کوئی ذات ایسی ہو جو بہمہ وجوہ مکمل اختیارات
رکھتی ہو۔ پس وہی ذات خدا ہی۔ غرض یہ کہ جو کچھ ہین یہی لوگ حضرات اختیار
صاحب ہین۔ جو لوگ اسکی قدر کرتے ہین وہ حتی الوسع اپنی ہی اختیارات
وسیع رکھا کرتے ہین۔ تمہاری طبیعت نے بھی دانستہ یا نادانستہ تمکو اسی وادی
پر پہونچایا ہی۔ اب تم کو لازم ہی اپنے ہی اختیارات کا میدان گھوڑدوڑ کے
چکر سے زیادہ وسیع بنائے رکھو۔ اور کسی دوسرے کو عام اس سے وزیر ہو
یا وزیر کا بھائی۔ عزیز ہو یا قریب۔ کسی کو نہ دو۔ میری صلاح تو یہانتک ہی۔
اگر ملک غارت بھی کرو تو اپنے اختیار سے اور خزانہ لُٹادو تو اپنے اختیار سے۔
کسی پیادے کو نوکر رکھو اپنے اختیار سے۔ غرضکہ جو کچھ جا بیجا کرو اپنے اختیار سے۔
ایک بات اور چلتے چلاتے سن لو کہ مالی انتظام تو خیر جیسا ہی ویسا ہی۔
مگر اہل سیف کی جانب بھی تمکو توجہ چاہیے۔ پُرانے اور قدیم طریقے نے تمہارے
خزانے کو سپاہیون کی جیب مین ڈالا۔ نہ تمہارے صندوقون مین رکھا۔ بلکہ
اکثر جمعدارون کے پیٹ کی لپیٹ مین اولجھایا۔ اسکا انتظام بلطائف الحیل
نہایت سہولیت سے کرنا چاہیے۔ کیا وجہ کہ ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اور بھی چند امور باقی ہین۔ اگر فرصت ہوئی تیسرے خط مین گوش گذار
کیے جائین گے۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

حضرتنا - مین نے جو آپ کے نام خطون کی بھرمار شروع کردی ہی - اوس سے مقصود یہ ہے کہ کچہہ دنون یاد کیجیے - جسقدر کم توجہی کی شکایت تہی غالبا وہ رفع ہو گئی ہوگی - اور کچہہ کچہہ آنکہین کہلی ہونگی - کہ ابتک مین نے کیا کیا - اور کیا کرنے کو باقی ہی - لیکن مشکلات و معاملات موجودہ کا جم غفیر ایسا مضطرب الحال بناے ہی کہ آپکو مشکل سے آگے پیچھے نظر پہیر دیتا ہی - خیر یہ تو امور اتفاقی ہین - چارہ ہی کیا ہی - اگر اتنا ہی خیال ہی جتنا میرے خیال مین ہی وہی بہت ہی ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

آدمی کی تلاش عالمگیر اور سعادت علیخان کو عمر بہر رہی - اور ہمیشہ پہیلیان بجہایا کیے - کہ وہ کیا ہی - کہ بہت ہے اور پہر نہین - یعنے انسان - مگر خدا کی عنایت سے کوئی نہ ملا - اس سے یہ نہ سمجہنا چاہیے کہ اوسوقت کوئی بھی انسان نہ تہا - بلکہ بات یہ تہی کہ اونکی طبیعت اور مزاج کے موافق کوئی نہ مل سکا - اسپر کوئی کام اونکا رُک رہا نہ انتظام ملتوی - ایک نے سلطنت کی شاخین - انتظام کی سختیان دُہر تک پہونچا دین - دوسرے نے ایک جدید ریاست کی بنا ایسی قائم کی کہ سلطنت کی حالت نصیب ہوئی پس اسی طرح کام چلانے کے واسطے تم بہی رُکے نہ رہو کسی نہ کسی طرح جہگڑا

چلا جائے۔ چلتی کا نام گاڑی ہی۔

سعادت علی خان کوئی نائب نہ مقرر کرتا تھا۔ اگر لوگ پوچھتے یہی جواب دیتا۔ کہ وہ ریاست ہی ایسی کیا ہی جسکے واسطے نائب کی حاجت ہو۔ مین دیکھتا ہون تمہارے ہان معاملہ بالعکس ہی ریاست اور اوسکی آمدنی سے شائد محض اسوجہ سے ترقی نہین کی جاتی کہ وہ نیابت ہی کیا ہی جسکے واسطے ریاست بڑہائی جاے۔ خیر اسمین اور دیگر امور مین کلیہ یاد رکھو۔ کہ وزارت ریاست کیواسطے ہی۔ نہ ریاست وزارت کے لیے۔

عاشق ومعشوق کے خطوط کیسی احتیاط سے کیون نہ بند ہون ضرور تاڑ لیے جاتے ہین۔ وہ اونکا وزن۔ وہ چارون طرف سے نئی نویلی دولہن کی طرح سمٹا سمٹایا۔ ٹھسا ٹھس بند ہونا۔ وہ گوند کی چار چار تہین۔ وہ سیکڑون تختے کاغذ۔ اور لمبے چوڑے مضامین۔ ارمانون۔ آرزؤن۔ حسرتون کے جم غفیر سے چست اور تنگ لفافے کے گوشے سطح معشوق نوخیز کے سینۂ وبازو کی طرح اوبھرے اور ابھرے بھرے۔ وہ اعلی درجہ کا کاغذ وہ انتہا کی خوش خطی۔ وہ خوشبوؤن مین بسا ہونا۔ وہ بند کرنے کی جگہ پر اکثر پان کی ہلکی سرخی۔ وہ اسم بر خاتمہ۔ وہ دوسرون پر طلاق۔ یہ سب محبت الفت شکوہ وشکایت۔ راز بتاتے۔ لب اور پان خوردہ کی شیرینی ظاہر کرتے ہین۔ مشاق اور نظر باز ع

خط کا مضمون تاڑ لیتے ہین لفافہ دیکھکر

پس ہندوستانی رئیسون کے ساتھہ گورنمنٹ انگریزی کی مراسلہ بازی۔

وہ رزیڈنٹ کا جانا آنا - وہ مراسلہ لانا - وہ تخلیے مین ہی سرگوشیان - وہ اخفا مین اہتمام - جو کچھہ ظاہر کرتا ہی اس بوڑھے خرانٹ پر آئینہ ہی - ہان (سر ہلا کر) اچھا تو ہی - تمہاری خاطر کسکو منظور نہین - خصوص جب تم ناراض بھی نہ کرو - امور ناگوار زبان تک نہ لاؤ - مشرق کے جانیوالے کو سمجھہ لینا چاہیے اگر برابر چلا ہی جائیگا تو ایک دن مغرب مین آنکلیگا -

"اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست"

تمہارے مدارالمہام کے چھوٹے بھائی گھوڑ دوڑ مین (جو تمہارا خاص مشغلہ ہی) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے - اور خود بازی جیتے - اونکو اور تمکو مبارک - اگر حیدر آباد کی مدارالمہامی مین صرف شہسواری درکار ہوتی تو پھر کیا تھا - ترقی و تنزل مدارج کے واسطے حاکم کی توجہ یا کم توجہی کے ساتھہ امور اتفاقی لازمی ہین - پس یہ بھی اونھین امور اتفاقی سے ہی -

مجھکو تو تم جانو ہندوستانی نہ دکنی - پارسی نہ مدراسی - انگریزی نہ ارمنی - مین تو باشندۂ دنیا ہون - میری نظر وسیع مین سب یکسان - پس میری صلاح و مشورت مین کسی کی جنبہ داری کو دخل نہین ہو سکتا - فی الحال ہندوستانیون دکنیون کا چڑھاؤ اوتار ریاست کو ہنڈولا بنائے ہی - تم کو لازم ہی سب مین اپنا مطلب مقدم رکھو - نہ وہ افراط کہ ادہر سے کوئی بھی بال کترا فیرہو وے جہاڑن کا کوٹ پتلون پہن - کہڑے گھاٹ نیچری بن - سید صاحب پیالہ پی چھٹی کے چادر گھاٹ جا او ترا - اور آنکھہ بند کر تمہارے یہان سے تنخواہ - عمدہ جگہہ - کام - سب بگٹٹ چلا آتا ہی - بلکہ اسٹیشن پر ریل سے قدم نیچے رکھا نہین

کہ تنخواہ بیش قرار نے نذر دکھائی۔ عہدے نے سلامی اوتاری۔ اور ترقی
کی چوکڑی پر یہ جادہ جا۔

اور نہ یہ مناسب و مصلحت ہی کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ ہندوستانی نکالی
جائین۔ ایک آغا صاحب ولایت سے ہندوستان تشریف لائے۔ ایک
دوست نے پھلیندرے کھلائے۔ ہندوستان کا یہ میوہ آپ کو بہت لذیذ معلوم ہوا
پوچھا کہان پیدا ہوتا ہی۔ اَم کو آنجا لے چلے تو بڑا مُہربانی ہو۔ دوست صاحب
نے ایک پھلیندرے کے درخت کے نیچے جا کر دکھا دیا کہ لو یہان ٹوٹے ہوئے
سیاہ سیاہ یہ بہت سے پڑے ہوئے ہین۔ جتنے کھائے جائین کھاؤ۔ آغا صاحب
لگے ذوق شوق سے کھانے۔ اتفاق پھلیندرون کے ساتھہ مین کئی بھونرے
بھی مرے پڑے تھے۔ آپ ایک آدھ وہ بھی چکھ گئے۔ وہ جب دانت کے نیچے
پھونچا کر کراہٹ معلوم ہوئی۔ آغا صاحب فرماتے کیا ہین "تم چاہی چر کرے
چاہے مر کرے کالا کالا ہم ایک نہین چھوڑے گا۔ بس کچھہ ضرور نہین
ہندوستانی ہندوستانی ایک نہ چھوڑے۔ ہان افراط تفریط ہر شخص
کے نزدیک معیوب ہی۔

خیر یہ تو ہو چکا۔ ایک ضروری اور اہم ضروری بات لکھکر مین یہ
خط ختم کرتا۔ اور کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہون۔

سنو مثل مشہور ہے جی ہی تو جہان ہی۔ اگر اپنی طبیعت درست مزاج
صحیح ہے۔ تو ریاست سلطنت عیش عشرت۔ شراب کباب۔ سیر تماشے
سب کا لطف ہی۔ بھلا معشوقان پری تمثال۔ دمھوشان خوشخصال

ناے و نوش مستی کا جوش و خروش ۔ کیا مزا دیگا جب ہم پڑے پڑے مسہری پر بالسم کپیبا ۔ اور مرکیوری کے مرکبات کے محتاج نیم کا ٹیرا بلا رہے ہین ۔ تاج پر زر ۔ لباس مکلف کیا اوس چہرے پر بہلا معلوم ہوگا جسکو فساد خون نے تہیج سے اس طرح بگاڑا جیسے گلفام اور بے نظیر کو اندر سبہا اور مثنوی میر حسن کے مصورون نے ان امور کا اثر اعصاب پر اور اعصاب کا اثر دماغ اور جسم لطیف (حواس خمسہ ارادہ وغیرہ) کے افعال پر جو کچہہ پڑتا ہی طب و حکمت گواہ ہین ۔ واجد علی شاہ باوجود لحیم و شحیم ہونے کے انتزاع سلطنت کی خبر سنکر رونے لگے ۔ اسکی وجہ علی نقی خان اور لارڈ ڈلہوزی سے پوچہو ۔

شائد تم فساد خون مین شہزادۂ بسمارک کی مثال پیش کرو ۔ مگر اتنا بہی سمجہہ لو کہ یورپین طرز تعلیم ۔ وخیالات ۔ وسعت معلومات اور کندی جذبات انسانی وہان کیسی ہی ۔ اوسپر بہی دیکہہ لو فساد خون کو افساد عالم اسباب مین کسقدر دخل ہی ۔ جو بات اوسکے دماغ سے نکلتی ہی دنیا مین فتنہ و ہنگامہ پیدا کرتی ہی ۔

اب مین تمکو رخصت کرتا اور سید بلگرامی کو سونپتا ہون ۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۲

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا ۔ غالباً ۔ اس غیر مانوس دعا پر تم مسکراؤ ۔ اور دل مین

سوچو اقبال کا بدل بھوپال کیسا۔ سواسکی وجہ یہ ہی کہ سلامتی سی تمھاری ذات مستجمع صفات مین خداوند تعالیٰ نے تمام خوبیان جو آجکل اقبالمندی کی واسطے لازمی ہین بدرجۂ اتم کوٹ کوٹ۔ اور ٹھونس ٹھونس کر بھری ہین تمھارے حق مین ایسی دعا تحصیل الحاصل ہی۔ رہی بھوپال کی تخصیص وہ خمیر زمانہ دیکھتی ہی۔ اسمین بُرا ماننے کی بات نہین۔ خدانخواستہ کوئی بدشگونی ہی نہ بدفالی۔ صرف احتیاطاً زمانے کا رجحان یاد دلادینا ہی۔

مین اب تو خدا جانے کس عالم مین ہون۔ مگر کوئی زمانہ تھا کہ شجیع اور بہادرون ہی کے گروہ مین مدت تک رہا۔ قوت فعالہ و منفعلہ۔ موجبہ سالبہ۔ اکٹو پیسیو۔ پازیٹو نگیٹو کی ماہیت آدم حوا کی خلقت۔ جنس مذکر و مؤنث کی منزلت سے ازروے فلسفہ و منطق۔ و مذہب۔ و قواعد زبان بخوبی آگاہ۔ اور ایک دوسرے کے مرتبے والتزام۔ میلان طبعی۔ و خواہشات نفسانی سے بہمہ وجوہ واقف۔ زمانہ نزاکت محسوسات۔ و ضلالت استبداد۔ ضعف عقل و قوت جذبات کو اچھی طرح جانتا۔ اور مردانہ شجاعت اور خاطرداری کماحقہ پہچانتا ہون۔ پس جو کچھ مشورہ دونگا سب امور ملحوظ رکھکر۔ تمام باریکیان سمجھکر۔

خدا کی عنایت اور تمھاری اور تمھارے بزرگون کی لیاقت سی تمھاری ریاست اپنی طاقت اعلی سے اچھا برتاؤ رکھا کی ہی۔ تمنے بھی شخصی اور ذاتی طور سے کچھ ہی کیا۔ مگر بحیثیت ایک رئیسہ اور حاکمہ کے وہ کیا جو بڑے بڑے مردون سے نہو سکا۔ مین تم کو تہ دل سے سراہتا۔ اور دست اشراقی سے تمھاری پیٹھ ٹھونکتا ہون۔ مگر تم جانو۔ سے

اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ معلوم ہوگیا ہمین لیل ونہار سے

بڑے سے بڑے درخت - اور چہوٹی سی چہوٹی گہاس - ہوا کے جہوکون یا گرد وغبار کے ہاتہون - صدمہ اوٹہاتے یا تکلیف سہتی ہین مستحکم مکانات کی چہتین - اور سڑے پہوس کی جہوپڑیان - یکسان ٹپک نکلتی ہین - رفیع مہیب عظیم الشان پہاڑ جنکی چوٹیان آسمان سے سرگوشی کرتی ہین - آتشی مادون کی بے اعتدالی سے سینہ چاک ہوجاتے ہین - پس اگر معاملات کا اولجہاؤ تمہاری خاطر نازک پر بار تکدر ڈالے تو چندان متردد و متفکر نہونا چاہیے ؎

نر نج وراحت گیتی مرنجان دل مشو خرم که آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد

تمہاری کارروائی نسبت عقد سید صدیق حسن شخصی اور پولیٹکل لحاظ سے قابل ملامت ہو یا لائق عفو - مگر سردست اوس سے بحث کرنا بے موقع ہی مضیٰ مامضیٰ - ہان جو کچہہ بعد عزل سید صدیق حسن تم نے کیا ہی اوسکو مین ہرگز قابل اعتراض نہین پاتا - حاکمانہ اور معشوقانہ اداؤن مین ابہام اجمال ور اخفا کے ذریعے سے ایسے ایسے مہمات سرانجام پاتے ہین کہ جنکا طی ہونا دوسری طرح سے ممکن ہی نہین - پس سر لیپل گریفن اور سید صدیق حسن کے ساتہہ جو کچہہ برتاؤ ابتک ہی ہر طرح لائق پسند ہی - دنیا مین پالیسی اسی کا نام ہے - اول تو آجکل اسی کی فصل ہی - دوسرے یہ طریقہ تمہاری جنس کی موافق مزاج - وشستہ بہی ہی - عملدرآمد مین بہت کچہہ تکلف بہی نکرنا پڑے گا -

تمہارے کلکتے جانے کی خبر پر سب لوگ کان کہڑے کئے ہوئے ہین -

نازک حالتون مین حکام اعلیٰ سے مل لینا مضطرب اور منتشر دل کو بہت کچھ
تسکین دیتا ہی۔ مگر تمکو لارڈ ڈفرن کی طبیعت اور مزاج پہ پہلے غور کر لینا چاہئے
کہ ایسے ملنے والون سے وہ کیونکر ملتے۔ اور اونکے ساتھہ کس طرح پیش آتے ہین
تم جانو گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے بیس بسوے تو وہ نوبت ہی اسکی
نہین آنے دیتے۔ کہ کوئی اونسے ملکر اپنی غرض ظاہر کرے۔ اور اگر شرماشرمی منڈبھیڑ
ہوگئی تو اہل غرض ٹاپے گاتے۔ یہ شعر پڑھتے بیرنگ واپس آتے ہین۔ ع
بدقت میتوان فہمید معنیہاے نازِ او   کہ شرحِ حکمۃ العین ست مژگانِ درازِ او
مدت سی میرا یہ قول مشہور کہ اقبال اس وجہہ سے بطی السیر اور ادبار سریع السیر ہے
کہ اوسمین اسفل سے اعلیٰ کی جانب صعود۔ اور اسمین اعلی سے اسفل کی جانب
نزول ہوتا ہی۔ اگر تمہارے شخصی شوہر کے اتنے دنون کی قسمت ایک تنفس کی
گردش چشم کے ساتھہ اوس سے پھر گئی تو کوئی تعجب نہین۔ گو مین جانتا ہون یہ
معاملہ تمہارا بخوبی سمجھا بوجھا ہی۔ مگر احتیاطاً گوش گذار کرتا ہون کہ بندہ بشر ہو۔
کہنے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ ریاست
اور مستحقین ریاست کو صدمہ پہونچائے۔ یہ سمجھہ لو سید صدیق حسن تمہارے صرف
شرعی شوہر ہین۔ نہ ریاست بھوپال کے پولیٹکل شوہر شخصی طور سے جو چاہو کرو۔
مگر پولٹیکل امور مین پالیسی ہی برتو۔ گرتے کو اوٹھانا۔ ڈوبتے کو سنبھالنا۔ انسانی
ہمدردی اور جرأت کا کام ہی۔ مگر دو مختلف الاصول حرکات گو نیکی ہی کے
کیون نہون۔ ہمیشہ موجب فساد ہوتے ہین۔ مثلاً۔ انصاف اور رحم۔ انصاف
اگر ہے رحمدلی کجا۔ رحمدلی ہے۔ تو انصاف کدہر۔ اسی طرح۔ خود غرض۔

جابر۔ متعصب۔ شوہر کی اطاعت مین۔ حق رسانی۔ رعایا نوازی۔ معدلت مذہبی آزادی ندارد۔

سردست اسقدر پر خوض کرو۔ آیندہ اور ضروری امور مین مشورہ دیا جائے گا۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۳

بنام بیگم بھوپال

دام بھوپالہا۔ پہلے خط مین مین تمکو چند ابتدائی امور سمجھا اور سُنا چکا ہون کچھہ مضامین باقی رہ گئے تھے۔ جب تک وہ بہی گوش گزار نہ کرلون مجھے چین نہ تمہین تسکین کی امید ہوسکتی ہی۔

جو کچھہ ویسرائے کی ملاقات کی نسبت میری رائے تہی غالبًا اوسکا حال بخوبی ظاہر ہوگیا ہوگا۔ اب تم اندازہ کرسکتی ہوگی کہ دیگر معاملات مین بہی میرے خیالات صحت و واقفیت سے کسقدر نزدیک ہوا کرتے ہین۔

دنیا مین کم وبیش ہر جگہ اور ہر زمانے مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کے ملنے کی جسقدر امید قوی ہوتی ہی اوسیقدر اوسکے حصول مین سعی کرنے کو ہمت زیادہ ہوا کرتی ہی۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے قرائن وہواس ظاہری کی غلطی بعض اوقات ایسے مغالطے پیدا کردیتی ہی کہ محال ممکن اور ممکن محال نظر آنے لگتا ہی۔ عرب کی وسیع کفِ دست میدان بالو کے سمندر یعنی ریگستان مین جہان منزلون بجز خاک کے پانی کا نام ونشان تک نہین وہ صاف شفاف افق وہ

تڑاقے کی دہوپ وہ جلتی ریگ وہ آتشبار سموم وہ جلنا بھنتا آفتاب ـ مسافر
بیچارہ تشنہ لب ہونٹون پر پپڑیان جمی ہوئین ـ حلق مین کانٹے پڑے ہوے
پانی کی تلاش مین آنکہین پہاڑ پہاڑ چارون طرف دیکہہ رہا ہی ـ کہ دور سے
ایک بڑی لمبی چوڑی جہیل صاف شفاف نتہرے ہوے موتی سی پانی سے
لبالب نظر آتی ہی ـ وہ پانی کی آب وتاب وہ کنارے کے درختون کا دوہرا
سایہ اور عکس ـ آنکہون مین تراوٹ ـ دل مین ڈہارس ـ پیدا کرتا ہی ـ اور
وہ بے اختیار ہوکر اوس طرف لپکتا ہی ـ مگر واے نادانی وہان پہونچکر معلوم
ہوتا ہی کہ سُراب ہی ـ بجھے دل ـ ٹوٹی ہمت ـ اور مایوس خاطر سے آہستہ
آہستہ ـ آگے قدم بڑہاتا اور تضیع اوقات ومحنت پر متاسف ـ اور غلطی
پر خجل ہوتا ہے ـ

پس ہر کوشش اور سعی کے پہلے عقل وعلم صحیح کی میزان مین ہر امر تول
لینا چاہیے ـ کہ آیا یہ بیل منڈہے چڑہے گی یا نہین ـ دنیا کے معاملات مختلف
طور سے مختلف مقدار تدبر کے محتاج ہوا کرتے ہین ـ ممکن ہی کہ ایک لااُبالی
اپنا اہم سے اہم کام ـ

نالہ کرتا ہون اثر ہو کہ نہو ڈر کیا ہے وہ مثل ہی کہ لگا تیر نہین تکا ہی

پر عمل کرکے اول جلول طور سے آنکہہ بند کرکے انجام دینے کی کوشش کرے ـ
اگر والیان ملک اور رئیسان عظام ایسی اندہادہند کارروائی سے
کبھی نفع نہین اوٹھا سکتے ـ
پس جس کوشش مین تم ہو جس فکر مین ہو پہلے سوچ لو ـ یہ کام ہونیوالا ہی یا نہین

نپولین کا یہ مقدر صحیح ہی - کہ دنیا مین کوئی کام محال نہین - مگر یہ بھی صحیح ہی
کہ کوئی امر یقینی نہین - یونانیون کی ایک مثل ہی کہ جام شراب اور لب کے
ما بین بہت سی کھنڈتین ہین - جو بات اچھی یا بُری رضامندی یا خوشی
سے کسی قوم پر عرصے تک مُسلط رہتی ہی وہ قوم اوسکی عادی ہو جاتی ہی -
العادت کالطبیعۃ الثانیہ مشہور رہی ہی - پس اسی وجہ سے ہندوستان مین
عموماً گھر کی مرغی دال برابر رہتی ہی اور غیر کی ہرا وابدل مرغوب ہوتی ہے -
مدار المہامی کے عہدے پر کسی انگریز کا تقرر تو کونہ موکو چولے مین جھوکو کے
مطابق ہی - حیدر آباد کے عہدۂ چیف جسٹس کے واسطے اگر یورپین کی لیکاڑی
تو لائق عہدہ دارون کا اپنے اپنے عہدے پر شاکر رہنا - نالائق مدار المہام
مین مردم شناسی کا نہونا - نوجوان رئیس کا ابتلا ہونا موجب ہی - تمتو خدا کی
عنایت سے باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ ہو - بخوبی تمام تمیز کرسکتی ہو کہ
معمولی لیاقت کا ہندوستانی (جسکا ملنا آجکل کی ترقی تعلیم اور سرکاری
ملازمت کے تجربہ کے بدولت کوئی دشوار امر نہین ہی) جو ہندوستانیون کے
طرز خیالات عادات اطوار ضروریات حاجات طبعی سی واقف - جذبات
و تعصبات سے بہمہ وجوہ ماہر ہی - کسی غیر ملک کے لائق سی لائق باشندے
سے بدرجہا بہتر اور بکار آمد ہو سکتا ہی -

یہ بھی بخوبی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نکلے دانت اندر نہین جاتے اگر کوئی
زبردستی مسوڑھے دبا کر پھر اونسے وہی کام لیا چاہے جو پہلے دیتی تھے
تو اوسکو نوک دار جڑون کی خلش زبان کی ذرا ذرا سی ٹھیس پر

روح فرسا درد کا منتظر رہنا چاہیے۔ اگر چہرے کی رویت اور زیبایش کا ایسا ہی خیال ہی تارون سے بند ہوالو یا کمانی بنوالو۔ سگہڑ بہلائی ہو جائے گی۔ اور باقی اللہ اللہ خیر سلّا (صلاح)

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۴

بنام لارڈ ڈفرن

سن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا　　کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

صاحب من۔

جب کسی قسم کی کارروائی کا مصمم ارادہ کر لیا جائے۔ اور کچھہ لحاظ نہ رہے کہ ملک کے مناسب حال ہی یا نہین تو ظاہر ہے کہ موقع افہام و تفہیم گنجایش پند و اندرز اس طرح غائب ہی جیسے برہما سے تیبایا ہندوستان سی اتفاق۔ مگر دنیا کا کوئی فعل بے نتیجہ نہین رہ سکتا۔ آج نہین کل یہان نہین وہان۔ ضرور بالضرور رستہ ضرور کچھہ نہ کچھہ اثر پیدا کرتا ہی۔ ممکن کیا یقینی سہی کہ تمنے آہ و نالے کی طرف سے کانون مین اونگلیان بڑے زور سے ٹھوس لین حالت خستہ کی طرف سے آنکھہ پہیر لی۔ لیکن ع

سدا دور دورا یہ رہتا نہین

دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ ع۔

بہوش باش کہ عالم روا روی ہی

جہان بڑے بڑے راجے مہراجے۔ بادشاہ گذر گئے۔ جنکے پیشاب سی چراغ

جلتا تہا - اوراب اونکا نام ونشان تک باقی نہین اونکی جگہہ خدا جانے کس کس دساور کا ریزہ - کس کس جنگل کا بہالو - کس کس ملک کا جانگلو - کس کس اقلیم کا انسان آکر حاکم بنا - وہان ایک ویسراے جو صرف پانچ سال کو آتا ہی کس شمار قطار مین ہی - پس کون شخص یقینی طور سے کہہ سکتا ہی کہ کبھی کسی زمان و مکان مین اس زمانہ دیدہ سرد وگرم چشیدہ بوڑھے کے - یہ دو جملے محض بیکار اور بیفائدہ ہونگے - اب رہی یہ اسوقت بالفعل - درنیولا - ضرورت اظہار خیالات اوسکی یہ صورت ہی کہ مین کار امروز بفردا نگذار پر عمل کرنے والا - جو مبحث جس زمانے مین پیش ہوتا ہی اوسکی نسبت اوسی وقت کارروائی کرنیوالا ہون - جو کچہہ کہنا ہے کہے دیتا ہون - اپنی وقت پر جاکر اثر پیدا ہوتا رہیگا - اور مین اپنے اوسوقت کے مباحث مین مشغول رہونگا -

طلب الکل فوت الکل مشہور ہی - جو سبکو خوش کیا چاہتا ہی وہ کسی کو نہین خوش کرسکتا - مگر تمکو اپنی ظاہری کامیابیون پر خوش ہونا چاہیے کہ جنسے تمکو مطلب ظاہری تہا جنکی خوشی وناخوشی تمہاری ظاہری حالت پر ایک قسم کا اثر پیدا کرسکتی تہی اون سب کو اپنی اپنی باری سے خوش رکہا - مگر یہ سمجہہ لو - ایمان وانصاف - کانشنس - ذری بیٹہہ سب ہین - جمہور رعا کا دل کارروائیون کا فوٹو ہی - اگر وہان کا حاکم خوش - اور یہ دل دعاگو - اور ایسا فوٹو خوبصورت ہی - توالبتہ موجب فخر ونازش ہی - ورنہ مدقوق کے چہرے پر تو مرتے دم تک روپ روغن رہتا - دماغ مین تادم واپسین قوت باقی رہتی ہی - اگر کوئی اس دہوکے مین رہے تو اوسکی نادانی ہی - ایک عاشق

اپنے معشوق کی نادانی اور اپنے چہرے کی بے محل رونق پر کہہ گیا ہے شعر

اُنکے دیکھے سی جو آجاتی ہی رونق منھ پر　　وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی

رعایا کو ممنون ہونا چاہیے کہ مثل دیگر جابرون کے تمنے جبر یہ سیاست کی ٹرین ہانک دی۔ اور نہ حاکمان بالادست اور محکومان زیر دست کو آئے دن مبتلاے زحمت رکھا ع

قول ہی مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو

اگر چند امور زمانے کی خرابی و فساد سے بگڑتے چلے آئے۔ اور فرض انتظام مین چُرسین پڑتی چلی آئین جنکا درست کرنا اور جھول نکالنا تمہارے سر پڑا تو اس مین تم مجبور تھے۔ یہ اتفاقی بات ہی کہ یہ معاملات اور ایسے ہاتھون سے ا۔ اتفاقات کا کیا علاج۔

جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

تمہاری مستعدی اور جودت بے شک اچھی بات ہی مگر وہین تک کہ کسیکو نقصان نہ پہونچے۔ اوسکے واسطے چٹکی بجاتے فوج فراہم کر لو۔ مگر نہ جھٹ پٹ ٹکس جاری کرنے یا اسی طرح دیگر انتظامات سخت کے لیے۔ جس ترکیب اور عنوان سے خرابی کی حالت درست کرنے کی کوشش کی گئی ہی اوسکو دیکھتے دل سے یہی دعا نکلتی ہی کہ خدا مشکور کرے۔ کیا وجہ کہ ولایت کے کپڑے کا محصول بڑھنے سے رہا۔ نمک کے محصول کا انتظام نمک خوارون کی آسایش کے لحاظ سے پلٹنے سے رہا۔ اخراجات مین کانٹ چھانٹ شاید ممکن ہی نہین۔ فوج کی ترقی۔ افغانستان کی پرورش ۔ شہنشاہی

دہوم دہڑکے اغیرہ وغیرہ کا باب مسدود ہوچکا - پھر آخر روپیہ آئے تو
کہان سے - اور کام چلے تو کیونکر - تمہاری فارن پالیسی لوگ کہتے ہین ویسی
نہین جیسی ادہر چند روز سے تمہارے ہم رتبہ حضرات کی تہی - تم گہاٹ گہاٹ
کا پانی پئیے ہوئے مختلف سلطنتون کے دربارون مین پولیٹکل کُشتیان
لڑے ہوئے - ویسی ریاستون سے برسر حساب رہا کرتے ہو - برہما - کشمیر
بہوپال - نیپال - کی کاروائیان کچہہ کرنے والے ہاتہہ اور سوچنے والے دل
اور متفکر دماغ کے پورے چربے ہین - حیدرآباد دکن کے معاملات ژولیدہ
سے چشم پوشی عقل دوراندیش کی معابازی کا پتا بتاتی ہی - جمہور ہندوستان
کی تحریری اور تقریری رایون پر برہمی کی افواہ اور دیگر انتظامات درست
ودرشت کے اشتباہ نے وہ اثر پیدا کر رکہا ہی جو ڈسپاٹک گورنمنٹ ہیبت
وصولت اپنے ہمراہ رکاب لاتی ہی - جس طرح اولیات مین کوئی فلسفی ومنطقی حجت
واعتراض نہین کرسکتا یعنی دو اور دو کو چار کی جگہہ پانچ یا تین نہین ثابت
کرسکتا - یا مثلث کے دو ضلعے لقیہ تیسرے ضلع سے بڑے کے عوض چہوٹے نہین
کہہ سکتا - اوسی طرح معاملات کی خلقی دور کو کوئی روک نہین سکتا - ممکن ہی
جائز ناجائز کوششون مناسب غیر مناسب تدبیرون سے برائے چندے کسی
نتیجۂ لازمی مین مکث یا دیر واقع ہو - مگر مجال کیا کہ بالکل عدم ہوجائے
یا ہمیشہ کے لیے ملتوے رہے - پس جو جو خلقی نتائج مہذب اور منصف آزادی
پسند اور فائدہ رسان انگریزی حکومت کے ہین ہندوستان مین ایک
نہ ایک دن ضرور بالضرور ظاہر ہونگے - اون کے مخالف تدابیر کرنا

ہمالیہ کی پہاڑیون کو سر کے ٹکّرون سے ہٹانے کی کوشش کرنا-
"پنجۂ سیمین خورا رنجہ" کرنا ہی-
مین تمہاری خوش قسمتی پہ مبارکباد دیتا ہون کہ تمکو لیڈی صاحبہ وہ
نیک دل اور رحیم مزاج ملی ہین کہ جنکے مثل شاید ہی آجتک ہندوستان
مین کسی اعلیٰ عہدہ دار کی آئی ہون-
اب مین تم سے رخصت ہوتا اور تم کو ضمیر و ایمان کی روشنی مین معائنہ
اشباہ کی ہدایت کرتا ہون-

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۵
بنام نظام دکن

حضرتنا- گورنر جنرل کی آمد آمد نے جب رعایاے دکن کے دو لاکھ روپیہ چٹ
کرنے پر ہمت باندہی- ریاست کے چلتے پرزے کیل کانٹے سے لیس ہوے-
دو ایک سست تدبیر پست ہمت بہی بستر پاس سے اوٹھ بیٹھے- شہر مین
ظاہری صفائی- فوج مین نمایشی ٹیم ٹام ہوئی رزیڈنسی مین نئی کچہریون کی
ہانڈی چڑہی- دیوانی کارروائی کے چہرے پر نقرئی پٹ سی ہوشیاری کا پوڈر
لگایا گیا- تو بہلا یہ تمہارا بوڑہا- خرانٹ خیر خواہ- کیونکر نہ سمجہے کہ تم اوسکی صلاح
دوستانہ اور مشورۂ مشفقانہ کی آجکل محتاج ہو-
انگریزی کچہریون کے گرد (اور شاید دیسی عدالتون کے بہی) ایک گروہ
گواہ پیشہ حضرات کا منڈلایا کرتا ہی- کہین کا معاملہ ہو- کسی جگہ کا مقدمہ ہو-

کسی زمانے سے متعلق ہو۔ یہ حضرات دو چار آنون کے عوض آپکی طرف سے
گواہی دینے کو موجود۔ اور اکثر حاکم عدالت کو ان جہوٹی گواہیون سے مغالطہ
عظیم واقع ہوا ہی۔

پس بعض اوقات اسی طرح عدالت جسمہ مین حاکم دماغ ہی حواس خمسہ ظاہریہ
کی جہوٹی شہادت سے دہوکا کہا جاتا ہی۔ جو لوگ اس گرُ سے واقف ہین وہ
نمایشی ترکیبون دہوم دہڑکے کی چاٹ دیگران پانچون گواہون سے اپنے موافق
گواہی دلوا لیتے یا اور کچہہ نہین بیانات مین ایسا اختلاف ہی پیدا کرا لیتے ہین کہ
اپنا مطلب حاصل ہوجاتا ہی۔ یقین ہی تم فضول آرایش وزیبایش۔ ناچ۔ دعوت
تہیٹر۔ گہوڑ دوڑ مین ایسے اولجہ جاؤ کہ اس آمد کی علت غائی تہوڑی دیر کو
بہول جاؤ۔ یا جو چوٹ مدت سے تمہارے دلپر ہی اوس مین خفت وکمی گوارا کرو۔
اور اگر ان سب مہمات کے مقابل مین ثابت قدم ہی رہو تو پردۂ غیض وغضب
تدابیر سے آنکہونپر ایسا ڈالدیا جاے کہ تدابیر معقول اور نامعقول مین تمیز نہ کرسکو۔
تمہارے عادات تمہارے مشاغل۔ تمہارا سن۔ تمہاری گپ چپ۔ یا پاسیو
Passive مشیرون سے مجہے ہرگز ہرگز امید نہین کہ تم بدون میری فہمایش
اور نصیحت کے بطور خود حملہ یا ضبط جذبات کرسکو۔ اسیواسطے مین نے آج
یہ زحمت گوارا کی۔ ورنہ تمکو یاد ہوگا کہ ضروری اور اہم امور کے اصول مدت
ہوئی مین تمکو سمجہا چکا ہون۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہی۔ حصول مطلب
کے واسطے کوشش معقول ومناسب اور ہمت مستقل شرط ہی۔ نپولین سے
بلعہ چہوا اوسکے نزدیک کوئی چیز محال نہین۔ پس مین کیونکر فرض کرسکون کہ تمہارے

مقاصد ملکی پورے نہون گے۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے تمہارے طفلانہ مزاج۔ اور عیاشانہ عادات سے استقلال ہمت کی جانب سے اندیشہ اور تردد ہی۔ مجھے اس امر سے کمال درجہ حیرت ہی کہ باوجود امتداد زمانہ تم آجتک اعلیٰ تر رایون پر یہ امر حالی نہ کرسکے کہ تمہارے اور تمہاری والد بزرگوار اور میر لایق علیخان اور میر تراب علیخان سر سالار جنگ مرحوم کے امزجہ اور نوعیت معاملات۔ فہم و فراست۔ خبط و حماقت میں آسمان و زمین کا فرق ہی۔ تمکو ثابت کرنا چاہیے کہ سب وہان پنیری نہین ہوتے۔ نہ سب مریضون کی بدپرہیزی اونکے پلنگ کے نیچے پڑی ہوئی چیزون سے معلوم ہوسکتی ہی۔

نہ ہر کھینگے والے کا علاج موگری کی ضرب سے ہوسکتا ہی۔

ایک بات ضروری گذارش کردینا اور باقی ہی۔ اگر جامہ ریاست تمہاری قامت زیبا کے واسطے قطع نہوا ہوتا تو انتظام موجودہ پر آزادی سے اعتراض کرنا یا

لہ ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی اوسکے پلنگ کے نیچے نارنگی کے چھلکے پڑے دیکھکر بھانپی اونکے ایک شاگرد صاحب نے بھی اتفاقاً ایک مریض کے یہان دیکھا پلنگ کے نیچے گدہے کے ٹکڑے پڑے ہین۔ آپنے زجر و توبیخ شروع کردی کہ تمنے بدپرہیزی کی ہے۔ وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے آپ ایک نہین مانتے جب وسنے پوچھا کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے۔ تو فرمانے لگے تمنے گدہا کھالیا۔ ا۔ ا۔ ر

لہ ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتائیے اسکے گلے مین خدا جانے کون عارضہ ہوگیا ہے کہ بے انتہا ورم کرآیا اور دانہ پانی موقوف ہے۔ طبیب نے پوچھا یہ کہان چرتا تھا معلوم ہوا تربوز کے فالیز مین۔ فوراً اوسنے لٹاکر دو چار موگریان مارین تربوز ٹوٹ کر حلق مین اوتر گیا اونٹ اچھا ہوگیا۔

ایک شاگرد صاحب بھی دیکھتے تھے۔ اتفاقاً کسی روز ایک کھینگے والا شخص ملا۔ آپ نے اوسکو لٹاکر حلق پر اتنی موگریان مارین کہ وہ مرگیا۔ ا۔ ا۔ ر

اوسپر ناراضی ظاہر کرنا آسان تہا۔ مگر اب تمہارا منصب وہی ہی تمکو یہ امر ہر حال
مین ملحوظ رکہنا چاہیے کہ اعتراضات کے ساتھہ دوسری چلتی ہوئی تدبیرون
اور ہوتے ہوے انتظام کا نشان دنیا بہی فرض ہی۔ مگر افسوس اول تو
نازک اور اہم معاملات کی تمکو فرصت ہی کسدن تہی۔ دوسرے سب کام
تن تنہا دیوان کے ہوتے ہوئے تم کر ہی نہین سکتے۔ اگر ہر ایک ایسا ہی
ہو تو سعادت علیخان کی طرح سب رئیس بدون نائب و دیوان حکومت
کر لیجایا کرین اسپر طرہ یہ کہ حضرت دیوان کچہہ بہی نہ نکلے۔ ڈہول کے اندر خول
اعلیٰ درجہ کے مباحثے جو بڑے بڑے مدبرون کو چکر مین ڈالے ہوے تہے۔
اب خواب وخیال مین ہی نہین۔ بقول احمد مرحوم ع

وہ بات کوہ کن کی گئی کوہکن کے ساتھہ

آپ تم کو اتنا ضرور چاہیے اور بلند پروازیون سے قطع نظر کرکے ریاست
کی ٹوپی سنبہالو۔ زمانہ بُرا ہی۔ وہ تو کہیے بہلے کو دکن مین آرام سے بیٹہے ہو۔
اگر سرحد شمالی کے قرب وجوار مین ہوتے والئی کشمیر کی طرح بوکہلاے ہی
رہا کرتے۔ کونسل آف اسٹیٹ بلاشک اپنے حدود سے باہر قدم رکہتی ہے
اوسکے واسطے دستور العمل مناسب بننے کی کوشش اور کمال سختی کی ساتھہ اوسکی
تعمیل کی نگرانی تمہارا کام ہی۔ مگر خرابی تو یہ ہی۔ افیون کی پینک جب مہلت دے۔
بیلی صاحب کا آنا گورنر جنرل کی آمد کا دیباچہ۔ تمہید براعتہ الاستہلال تہا۔
بیلی صاحب بلاشبہہ حیدرآباد کی مٹی سے بنے ہین۔ اونکی کارروائیان ویسی ہی
ٹہس ہوتی ہین جیسے تمہارے دربار کے خطاب اور عہدون کے نام۔

سُنتے ہین جب گدہون کی کافی تعداد بن چکی اور بہت سا تخم باقی رہا تو ملائکہ نے خداوند تعالی کے حضور مین عرض کیا کہ اسکو کیا کرنا چاہیے - حکم ہوا - انکو صورت انسانی مین لاکر اور کسی بلند مقام پر کھڑے ہوکر زمین پر برسادو - چنانچہ چارمینار سے ان حضرات کی بارش ہوئی غالبًا اونہین مین سے دو چار تمہاری مصاحبت مین آگئے ہین - ورنہ لائق علی خان کی دیوانی ہانڈی اور اتنے دن تک گرم رہے - یعنی چھ -

تمکو یہ بات ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ رئیس ریاست کے واسطے بنا ہی نہ عیش وآرام - لہو ولعب کی واسطے کسی سے - نا چاقی - عداوت - شکر رنجی - کچھہ ہی کیون نہو مگر کوئی وجہ نہین - انتظام ریاست کی باگ چھوڑ دیجاے - ملک کی رونق رعایا کے دل سے فرحت اس طرح قرار ہو جیسے تمہارے دیوان کے دماغ سے تمہاری عظمت - تم خفا ہو - خوش ہو - لڑو جھگڑو - جو چاہو کرو - مگر ملک کی جانب سے غفلت نہ کرو - اور خدا کے یہان گنہگار نہو - مردم شناسی کرو - قدردانی مین مشق بڑھاؤ - ملک کے رنج وراحت کو اپنا رنج وراحت بناؤ - تب حق سے ادا ہوگے - ورنہ پولو مین کرتب دکھانے یا گھوڑدوڑ مین بازی جیتنے سے کچھہ نہین ہوتا - تم رئیس ہو نہ سوار وسائیس -

پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام

میرے پیارے جورو کے عزیز بھائی خدا تمکو نیک راہ پر چلائے جس مین تمہاری بہن پژمردہ رہ کر مجھکو پریشان نہ رکھا کرین افسوس تمہاری بیکاری اور اُسپر شادی کی خواستگاری تمہاری بہن کو تو بڑی خوشی ہی کہ ایک پیاری تربیت یافتہ بھاوج ملیگی مگر بھائی مین ایک سلیچ ملنے کی آرزو مین سالی کو برباد کرنا پسند نہین کرتا۔ تمہارے گلے مین سنت پیغمبر کا طوق پڑنا نہین چاہتا۔ شاید یہ سبب ہو کہ پان کھانا جو مین نے چھوڑ دیا ہی تو سخت سخت گلوریون کی تمنا نہین رہی سلیچ اور نندوئی کے مزاجون کو بھی مین عیب سمجھتا ہون۔ نہین تو اسی پر خوش ہوتا کہ کبھی کبھی دو منہ ہنس ہی لینگے۔ آپکی باجی نے کوئی ایسا نتیجہ بھی نہین دکھایا کہ سلیچ اوسکے غور و پرداخت مین ہاتھہ بٹائین۔ اور وہ میری خدمت کچھہ زیادہ کر سکین جب یہ کچھہ نہین تو مین کیون پسند کرون ہان رہی یہ بات کہ دنیا مین شادی ایک ضروری فعل ہی خدا کی ودیعت اُس سے بڑھتی ہی۔ مرد کو گھر کے کامون سے چھٹی ملتی ہی کمانے مین جی لگتا ہی۔ گھر کا بندوبست ٹھیک ہوتا ہی مگر یہ تو تب ہی ہونا چاہیے کہ جب پہلی کا وقت گذر جاتا ہو اور دوسرے مین فتور پڑتا ہو۔ ہندوستان ایسے گرم ملک مین پچاس برس کی عمر تک مرد اولاد سے مایوس نہین ہوتا۔ تم تو ابھی خیر سے بالغ ہونے مین بھی مشتبہ ہو۔ قانون نابالغی تمکو نابالغ کہتا ہی اور یون بھی پیر نابالغ نہین کہے جاتے۔ ابھی تو تیس برس تک تم خدا کی ودیعت اور نبی کی امت کو بڑھا سکوگے پھر عجلت کیا ہی رہا انتظام خانہ داری تو وہ آپکی ہی نہین انتظام کا ہمیکا ہوگا۔ ظرف سے پہلے ہمیشہ مظروف کی فکر کرنی چاہیے۔ پھر تم پہلے گھر تو بنا لو گھر والی بھی ملجائے گی مین تو کبھی ہندوستان کی اس رسم کو پسند نہین کرتا کہ بھوجن ہو یا نہو مگر وہ ہو!!!

لا جلال الدین نے لکھا ہی کہ شادی اسواسطے دنیا مین انسانی ضروریات کا جزو اعظم قرار پائی ہی کہ انسان کا کوئی ایسا سر براہکار ہونا چاہیے جو کمائے ہوئے مال کو مثل اوسکی ذات کی خرچ کر سکے اور بیجا خرچون سے مال کو محفوظ رکھکر اسکا نگران رہی اور اوس مال کو خرچ کرنے مین حفاظت کو نہین اپنا سمجھے اسی لیے انتظام منزل مین داروغہ خانسامان کی ضرورت پڑتی ہی مگر وہ لوگ کتنا ہی کچھ کرین اپنا مال نہین سمجھ سکتے ہان بی بی جو ایک بڑے فرقہ کی رسم کے بموجب ادہ ہنگ سالے کہلاتی ہی اور اوس سے اس کام کے سوا خدا کی قدرت کی ترقی بھی ہوتی ہی یہ حق رکھتی ہی پس جب انسان کے گھر اور مال ہو تو ضرور شادی کر لے۔

بھائی اب تم بتاؤ کہ تم اسکے مصداق ہو یا نہین۔ اگر نہین ہو تو اپنے ساتھ ایک اور نیک بخت کو کیون خراب کروگے اور اگر روٹی نہ کپڑا اسینٹ کی . . . . بنا ہی تو ہنومزے کرو دس دن اوسکی بعد اونکو پڑوسیون کے سپرد کرکے نوکری کی تلاش مین نکلو جہیز کا زیور زاد راہ کیواسطے کافی ہوگا سال بھر مین وہ پلرہ ماسہ ختم کرینگے تم حیدر آباد اور گوالیار کا سفر جیب زاد راہ چاک جایگا تھکے ماندے گھر مین آنا تکھنو تو خدا بنا ہی دیگا۔ بی بی گٹھری ٹٹول کر نوٹون کے دہوکے مین امیدواری کی عرضیون کی صاف جواب دیکھکر شادی سے بہت خوش ہونگی مالک مکان کرایہ مانگے گا۔ بی بی نے جو قرض لیکر صرف کیا تہا اوسکے تقاضے ہونگے مجبوراً کہین اور جائے گا وہ پھر اوسی مصیبت مین مبتلا اس شادی سے تو کسی . . . . تو تم دو دن کی بعد جس مصیبت مین پڑنا تہا پڑتے وہ تو چین سے رہتی۔ شادی کا کیا نتیجہ کہ تم اور وہ دونون پریشان۔ نہ خدا کی ودیعت بڑھی نہ گھر کا انتظام اگر ایسی ہی شادی کی بڑی خواہش ہی تو لکھنؤ مین جاؤ کسی وثیقہ والی کو پیغام دو بن پڑے تو دونون باتین حاصل ہون نہین تو میری صلاح مانو تو دو برس اور کالج نہ چھوڑو بی اے اور بی ایل پاس کرلو۔

جلد معاش حاصل کرنیکا یہی منشا ہی کہ ادہر ڈپلومہ لو ادہر مخطوبہ رات دن پڑہنے کی جگہہ کچہری اور سونے کے مکرے ہین اپنے اور بی بی دونون کے پیٹ بہرنے کی کوشش کرو پہر دیکہو کیسا جلد دولت والے گہر والے خدا کی قدرت ظاہر کرنیوالے اوس کی ودیعت بدیعت کے بڑہانے والے مشہور ہو جاؤگے اور اس حالت مین تو مین ہرگز شادی کرنیکی صلاح نہ دونگا تمہارے تو باپ کی بہی کوئی دولت نہین ہی اور اگر ہوتی تب بہی مین باپ کی قوت پر شادی کی صلاح نہ دیتا۔

نیچر کا مارشل لا

بہئی واہ قانون قدرت کو دیکہیے کیا افراط تفریط۔ کمی زیادتی نکالی ہی۔ میزان عدل کے پلّے ہین کہ بے ایمان بنیے کے دل کی طرح ڈہیکلی مات کرتے ہین۔ نیچے کو جہکا تو تحت الثری سے بہی پلّے پار۔ اوپر کو اوٹہا تو گنبد گردون پر چتر بن گیا۔ چہتر منزل کی کیفیت دکہادی۔ اک دفعہ لڑکیان پیدا کرنیکا وہ طوفان کہ جدہر دیکہیے ایک ایک دو دو کی جگہہ چار چار ایک مشیمے مین ملفوف بیرنگ چلی آتی ہین۔ ہر حاملہ آدمی کیا چوہی کی اولاد ہوگئی اس کثرت وارادت کو دیکہکر مرد بیچارے لگے چوہیا کا بل ڈہونڈہنے۔ اور اوسی طرح گہبرانے جیسے ریاست دکن مین ہندوستانیون کے جانے سے دکنی بہائی مارے گہبراہٹ کا عورتون کی عوض اونہین کے پیٹ مین چوہے گہس گئے۔ اس طوفان نسائی کا دیکہیے کیا انجام ہو۔ حقوق چہن جانے اور حکومت قوامونی کا فور ہونے کا دہڑکا تو یورپ اور امریکہ کی ترقیان دیکہہ دیکہہ مدت سے دامنگیر حال تہا۔ اب اس خلقی بہرمار سے اور بہی رہے سہے حواس بیترے ہوئے۔ بارے کب تک ایک دفعہ پہیر بدل جو ہوتا ہی تو عزرائیل نے بہی انہین کی جانب نظر توجہ مبذول فرمائی۔ اکی سال پیٹ مین بچہ

کیا رہا ملک الموت حلول کر گئے۔ جان سولی پر ہو گئی۔ زچہ جی کیا بچی گویا بچے کے
ساتھون ساتھہ خود بھی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ اور جو گئی تو قصہ پاک حکیمونکا
قول ہے۔ کہ کارخانۂ قدرت مین جب کوئی چیز اپنی نسل پیدا کرتی ہی۔ تو اوسمین
اپنی جان ڈال دیتی ہی۔ بہت سے حیوانات اور نباتات ایسے ہین کہ ہروقت بارور ہونے
یا بچہ پیدا ہونے اور پہل پک جانے کے مرجاتے ہین۔ ایک دفعہ پہل لانے والے
درختون یا ایک بچہ جننے والون جانورون سے ثبوت کامل ملتا ہی۔ پس اس طرح
انسان بھی اپنی جان اپنے قوے کے مطابق اپنی اولاد کو دیتا ہی۔ جب تک دورۂ قوانین
قدرت کی رو سے انسان مین زیادہ جننے کی طاقت رہی بچے دنا دن ہوا کیے۔ کڑیان
جھیل لین۔ اب انحطاط کا دور دورہ ہی۔ اتھو عورت کا ہیکو سچ مچ کی بچھو ہے۔
کیا سبب کہ بچھو کے بچہ پیدا ہوتے وقت اُسکا پیٹ پھٹ جاتا اور وہ مرجاتا ہی۔
علاوہ اسکے یون بھی مرد کی سرمایۂ راحت ہی۔ اور عالم اسباب مین راحت کی ساتھہ
نیش رنج بھی اسطرح شامل جیسے مسوڑون مین دانت۔ گلاب مین کانٹا۔ پس اسطرح
بھی ان ذات شریف مین نیش موجود۔ تیسرے بوجہ قربت اقرب بھی کہی جاسکتی ہین۔
الف کو عین سے بدل دیجیے اور بچھو کے معنے لیجیے۔ اب فرمایئے انمین اور بچھو مین کیا
فرق۔ طبیعت اور مزاج کی کجی مقتضاے طبیعت کا ثبوت ہی۔ یہی سمجھہ قانون قدرت
نے بھی بچے جننے مین خاصیت عقربی پیدا کرلی۔ اور بھئی ایک بات اور بھی ہے
بڑی بوڑھیان تو آپ جانیے پاؤتولہ باون رتی تُلی ہوئی بات کہا کرتی ہین۔
اگر غور کر کے دیکھیے تو معلوم ہوگا۔ جہان کسی کے بچون کو ایک دو تین کر کے
گنتو۔ اونکو وسواس ہو گیا۔ بدشگونی ٹھہرادی۔ آپ دیکھیے تہذیب اور

انتظام حال کا ستیاناس ہو۔ کہ آئے دن فصل بے فصل۔ وقت بے وقت جب دیکھو مردم شماری کی ڈائن دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹ کھٹا رہی ہی۔ بتاؤ تمہارے گھر مین کئے آدمی۔ کئے بچے۔ کئے بوڑھے۔ کئے جوان کئے لڑکے۔ کئے لڑکیان۔ اور پھر خالی پوچھنا ہی نہین۔ دفتر پر چڑھالیا اور دفتر پر چڑھا کے .... انگریزون کے روبرو پیش کیا۔ اوسنے انگریزی مین ون۔ ٹو۔ تھری۔ جوڑ جاڑ کے تمام دنیا مین گشت کرایا۔ ملکون ملکون ڈھنڈورا پٹ گیا۔ فلانے شہر مین۔ فلانے قصبے مین۔ فلانے گانون مین اتنے مرد اتنی عورت۔ سال مین اتنے بچے جنتی ہین۔ اتنی عورتین گابھن ہوتی ہین پھر آپ جانیے خدا جانے کس کس کی نظر پڑتی ہے۔ کس روسیہ کا جی للچاتا ہی۔ آخر کسی نہ کسی کی نظر ہو گئی۔ اب مرنے کا لگا لگ گیا۔ حضرت عزرائیل کو دیکھیے ایک بولی تین کام کی کیا ترکیب ایجاد کی ہی۔ جس طرح ہمارے سرکار درندہ جانورون پر نر کی بہ نسبت مادہ مارنے سے دونا ڈیوڑھا انعام دیتی ہے کیونکہ وہ تو پیدائش کی جڑ ہے نا۔ اسی طرح حضرت عزرائیل نے عورتون پر چھری پھیرنا شروع کر دی۔ کہ نہ یہ ہونگی نہ انسان برسات کے بینڈکون کی طرح گلی کوچون مین کچ کچا کے پیدا ہوگا۔ نہ مردم شماری کے نقشے آئے دن غلط ہوا کرین گے۔ اپنے ایک دفعہ نقشہ بھر لیا سو دو سو برس کو کافی ہے۔ کبھی کبھی جانچ کر لی۔ فوتی فراری کا نام نکال ڈالا۔ یہ روز کا قلم جاری رہنا تو موقوف ہو گا۔ الغرض بیان مصائب اہل بیت آسان نہ۔

مٹی خراب خلق مین مہر و وفا کی ہی

(عبدالرحمن خان کے خیالات)

اگرچہ اس بات کی تصدیق کسیقدر خطرناک ہی کہ ان بزرگوار کی خیالات ہم تک کیونکر پہونچے مگر کابل کی طرف منہ کرکے ذرا غور و تامل کرنیسے یہ عقدہ اسطرح حل ہوجاتا ہی جیسے نائیٹرک ایسڈ مین چاندی۔ لہذا ہم اپنے ناظرین کو ان مزے دار خیالات کی اطلاع سی محروم نہین رکھتے۔

امیر عبدالرحمن خان

لاحول ولا قوۃ۔ عجب مخمصے مین جان ہی۔ پای رفتن نہ جای ماندن۔ اس ملکداری کی ہوس اور دوستونکی دوستی پر خدا کی مار کہ مفت مین بیٹھے بٹھائے یہ عذاب اپنے سر لیا اپنی مزے سے بسر ہوتی تھی اللہ رازق تھا ہر حال مین دیتا کچھہ آرزو بھی نہ باقی رہی تھی سبطرح کے مزے لے چکے تھے ؎

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

جی چاہا ادہر ادہر کی سیر کی نہین اللہ سی لو لگائی۔ تخت و تاج کے جھگڑے دیکھے تسبیح مصلے کے جلوے نظر آئے دنیا کے بکھیڑون سے مطلب ہی نہ تہا۔ روس بخارا پر قابض ہوا تو ہمکو کیا۔ انگریزون نے شیر علی کو جیتے جی مزار شریف تک بھگایا۔ مارا چہ۔ مگر اس طمع کو کیا کیا جائے نہ رہا گیا ملک خالی ملا۔ گمان ہوا کوئی اور نہ قابض ہو جائے۔ مثل مشہور ہی "خانہ خالی را دیو میگیرد"۔ چلو بہئی تم بھی قسمت آزمائی کرو۔ یہان یہ کیا معلوم تھا انگریز لوگ بیکار سمجھکر سر سے بوجھہ اوتارنیوالے ہین۔ لو صاحب مجھہ بیچارے کی گردن پھنسا ہی تو دی۔ واہ خوب سلوک کیا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید ۔۔۔ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اب ایک طرف انگریزون کی احسانات اور دہمکیان۔ کہین۔ ادہر آؤ۔ ادھر جاؤ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ ایک بولی تین کام یہ کیون ہوا! وہ کیون ہوا!۔

تمہاری سلطنت مین ریچھ کیون آیا۔ لومڑی نے کیون ماند بنایا۔ یا اللہ کیا غضب ہے جان پڑی
چلو اس سی تھوڑا بہت اطمینان ہوا کہ بے صبرا ایوب دور سی غرّے ڈبتے بتانے لگا۔ رعایا ہی
کہ مجھ بھکوے کی ایک نہین سنتی۔ ای لو یہ سب کچھ تو تہا ہی روسیون کو تازہ دل لگی جو سوجھتی ہی
مردہ پر آ جمے۔ .... ہندوستانی بو کھلا گئو۔ کوئی تو کہتا ہی
ہرات پر روس قبضہ کر لیگا تو انگریز قندہار لینگے۔ کچھ حصہ ایران دبائیگا۔ ارے یارو مجھ
بیچارے کو کیون بوکھلا دیا ہی۔ میرا ملک نہوا تمہارے بابا کا مال ہوا۔ اگر روس اور انگریز ونہین
چشمک ہی اپنے سمجھوتہ کر لین میرے ملک پر کیون دست درازی ہے۔ وہی مثل ہوئی
کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ مین حیرت مین ہون آخر کیا کرون۔ روس سی ملتا ہون تو انگریز وہی
دن مین چھٹی کا دودھ یاد دلائینگے۔ نہین تو روسی ملک چھینے لیتے ہین۔ بھئی واہ۔ ع

دونونکی ضد نے خاک مین ہمکو ملا دیا

گھوڑے گھوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے۔ لے بھلا پوچھیے۔ مجھے ان باتون سی کیا مطلب
اپنے انگریز جانین روس جانے ”گوشت خر دندان سگ“ حیرت مین ہون کیا کرون۔
اگر عوام کا قضیہ ہو حاکم وقت سی استغاثہ کیا جائی۔ اب یہ فرمائیے کس دربار مین داد بیداد مچائی جائے۔
صرف ایک احکم الحاکمین ہی وہ قیامت کی دن اجلاس کا دعدہ کرتا ہی۔ چلو۔ ع

تا تو بمن میرسی من بخدا مے رسم

اگر یورپ ہوتا تو اور ہمعصرونسے کہا سنا جاتا۔ یہ کمبخت ایشیا تو یورپین پولیٹکل کالج کے ناہموار
طلبا کے واسطے گیند دہڑکے کا میدان ہی۔ جو جی چاہتا ہی کرتے ہین۔ کوئی بات بیجا ہی نہین۔
اب میرے واسطے سردست سوا اسکے اور کچھ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ جہان تک ہو سکے
انگریزون سے روپیہ اینٹھون۔ پھر دیدہ خواہد شد۔ کسکی رہی اور کسکی رہجائیگی۔

انڈے بچے والی چیل چلہار

بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکھنؤ مرحوم مین جان تازہ
پھونکنے - چہرے کی رونق بڑہانے خرامان خرامان تشریف لائین اور بی انٹی صاحبہ
چپ شاہ کی بالکی بنو ہی بنی - مُنہ مین گھنگھنیان بھرے بیٹھی رہین - اجی توبہ کیجیے
بولین اور بیح کہیت - بولین اس طرح بولین جیسے ارہر کے کہیت مین بہندیت
بٹیر - بلکہ گلا پہاڑ کے - غل مچا کے - سارا شہر سر پر اوٹھا کے - جس مین یہان سے
لندن تک تو خبر ہو جائے کہ لکھنؤ مین بہی کچھہ انٹی بہائی ہین - چنانچہ یون تو عرصے
سے سٹریٹ جلسے ہوتے تھے اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق ادا کرنے یا مستحق بننے کی
کوشش کرتے تھے - مگر جب دیکھا کہ کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آپہونچا ادہر
لفٹنٹ گورنر بہادر بہی شہر مین تشریف فرما ہین اودہر حضور ویسرائے بہی عنقریب
دربار فرمانے والے ہین - چہتری سرکس بہی تماشے کر رہا ہے - الفریڈ تھیٹریکل کمپنی
بہی آتی ہے - ان حضرات کو بہی مثل عارضہ متعدی چل بچی چہوٹی - بے چینی بڑہی
مادہ ہیجان مین آہی گیا - اور ایک بار آنکھہ بند کرکے کچکچا کے "عظیم الشان جلسہ
انٹی کانگرس" کا اشتہار دے ہی دیا - کس کی رہی اور کس کی رہجائے گی، وقت
گذر جاتا ہے - بات رہجاتی ہے - اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو - "منجانب
مسلمانان شہر لکھنؤ تاریخ ۲ - دسمبر ۹۹ء بمقام بلند باغ کانگرس جلسہ سالانہ
لکھنؤ مین ہونیوالا ہے اوسمین کچھہ تجویزین قرار دی جائین گی اور کہا جائیگا کہ وہ کل
باشندگان شہر کی ہین - حالانکہ اس شہر کے قریب قریب کل باشندے

چہ ہند وجہ مسلمان ابتدا سے کانگرس کی مخالفت کرتے آئے ہین لہذا تدارک ہمپر
لازم ہی جسکے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنؤ تاریخ مذکور ۹ بجے اتوار کے
دن مکان انجمن رفاہ عام مین قرار دیا گیا ہی لہذا استدعا ہی کہ وقت معینہ پر عام
حضرات اہل اسلام...... اس جلسے مین مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کے
شرکت فرمائین اور گورنمنٹ کے خیر خواہ بنین"

یون تو اس اشتہار کی کئی باتین ایسی ہین جن مین اکثر گفتگو ہی مگر ایک
بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہی کہ مخالفین کانگرس کے متعلقین کو جو تکلیف
دی گئی ہی اوسکا انتظام کیا فرمایا گیا ہی۔ کیونکہ اپنے انٹی بہائیون سے کچھ بعید
نہ سمجھیے کہ کنجرون کی طرح مع متعلقین جلسے مین آموجود ہون۔ کیا معنے کہ جب اعزا
و اقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بہی آپ نے یاد فرمایا ہی اور یہ بہی
غالبًا دد المشتہر، خمسہ یعنے خان بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم نواب
اغن صاحب۔ مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری۔ حکیم محمد رضا خان بہادر
شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہونگے کہ متعلقین بی گھربسی۔ یعنے گھر کے لوگون
یعنے لڑکون کی والدہ یعنے لے جی یعنی بیگم خانم صاحبہ۔ یعنے جورو جی۔ یعنے زوجۂ
معظمہ طال اللہ پائنچہا و آنچل اللہ و ٹپہا علی رؤس الشوہرین الی یوم الوفات بل
بعد الممات کو کہتے ہین۔ تو ان ذات شریف کے اوٹھہ کہڑے ہونے مین کوئی کسر باقی
نہین رہی۔ جس طرح تھیٹر۔ سرکس۔ گھوڑ دوڑ کے جلسون مین اکثر اتفاق ہوتا ہی
اوسی طرح یہان بہی آدہمکینگی اور یہ بہی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گھر یون شریک ہوگا
تو اوس دن ضرورت کا سامان بہی ہمراہ ہوگا۔ خواصین بیش خدمتین شیرخوار بچہ

جسکے ابہی ٹیکا لگا ہو گا اور دانہ او بہرنے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہو رہا ہوگا۔ پہرا وسکا گہوارہ۔ پالنا۔ جہنجہنا۔ چُسنی۔ انا۔ چہو چہو۔ مع برادر رضاعی اسکے علاوہ بکری کا بچہ۔ چند خرگوش اور چینی چوہے۔ طوطے کا پنجرا جو رینہ کم کرتا ہی اور خاص اس مصلحت سے آئے گا کہ بولنے والون کی بولیان یاد کرے۔ باورچیخانے کا بگلہ۔ انا کے صاحبزادے نطفۂ ناتحقیق کا پالا ہوا لینڈی کتے کا پلہ۔ چہوٹی صاحبزادی کا گلہری کا بچہ۔ بی گربہ خانم مسماۃ پُسی۔ کبوترون کی کابک۔ مرغی کا ٹاپہ۔ بٹیرن کے تہیلے۔ بیگم صاحب کا پاندان یعنے سب کچہ دان۔ آفتابہ۔ آئنہ۔ اُگالدان۔ طشت۔ تسلہ۔ لوٹا۔ ڈہولک۔ بایان۔ مجیرے۔ بچہونے۔ گاؤ۔ بچے کے پوتڑے۔ نہالچے۔ لحاف۔ توشک سلامتی سے سبہی ہوا چاہین۔ بس معلوم ہونا چاہیے اسکا کیا سامان کیا گیا ہی۔ اور ہان بڑی بات تو رہی جاتی ہی۔ یعنے ان سب کا کرایہ کون ادا کریگا۔ بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے لگین کیا وجہ کہ یہ نہایت بدشگونی ہوگی۔ دوسرے اگر یہ جرمانہ دینا پڑا تو متعلقین کیا معنے متعلقین کے متعلقین یعنے شوہران برخوردار بہی گہرسے باہر نہ نکلنے پائینگے۔ پہر اگر مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کو بلانا چاہتے ہین تو پہلے جلسے کی جانب سے ان سواریون کا بندوبست فرمایا جاوے۔ پہر اللہ نے چاہا تل دہرنے کو جگہہ نہ ملیگی۔ سارے انٹی بہائی بقول اہل دکن اپنا اپنا کھٹلا لیے موجود جلسہ ہونگے۔ طاعون والے جلسے ہین تو دو کانین بند تہین اس دفعہ چولہے تک گہرون مین نہ گرم ہون تب کی سند۔ بگڑ جاے اوستاد خالی۔ ایک بات مشتہر صاحبان بہول گئے یعنے متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر

رنڈیون-خانگیون کا کہین ٹہکانا نہ کیا۔ جو ایک کیا معنے ساری دنیا کی متعلقین
ہونے کا پیشہ اوٹہائے ہوئے ہین اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بی چدن-
بی چودہرائن- وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو غالبًا انٹی بازون کیا بڑون
بڑون تک کو ہوگا- پس اُن کی طرف سے آنکہین پہیر لینا یعنی چہ مناسب ہے
بُلوائین اور ضرور بُلوائین اسکے کیا معنی کہ جہان بگہیان- پالکیان-
ڈولیان ہون وہان چو پہلے نہ ہون- واللہ انٹی ونٹی تو چار دن کی بات ہی
سابقہ انہین سے پڑتا ہی- اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچہا تو بہتون سے
برادری ترک ہوجائیگی اور پہر شادی بیاہ ہونا- ناچ گانے کے جلسون مین
رنڈی منڈی ایک نہ آئیگی اور سفردائیون کو جو شکایت ہوگی وہ نمک برجراحت
ہوگی- یہ سمجہہ لین انکی پیشوازی گورنمنٹ ہی اندرونی قوت رکہتی ہی- انکا سکہ
دلون پر چلتا ہی- انکے طبلے کی گمگ نانک ہتی توپ- سارنگی ہنری مارٹنی-
مجیرے مکزم گن سے زیادہ توڑ رکہتے ہین اور بی صاحب تو پوری ڈائنا مائٹ
یا ٹارپیڈو ہی ہین- انکے توڑ کا کیا پوچہنا- بلکہ سچ پوچہو تو یہ لوگ سُرنگ
ہین جلسے اکثر خاندان کے خاندان اوڑ گئے ہین پس ان کی زد سے ضرور
بچنا چاہیے-

راقم

ساتہہ لے دے کے اپنے یارون کو
مینڈ کی بہی چلی مدارون کو

مرزا مچھو بیگ ستم ظریف

مرزا محمد مرتضیٰ نام عاشق تخلص عرف مچھو بیگ ہیچ کی نامہ نگاریت
مین ستم ظریف کے نام سے مشہور تھے۔ آپکے مورث اعلےٰ مرزا
عطاء اللہ بیگ معروف بہ نواب حسین علی خان بہادر اٹک سے لکھنؤ
تشریف لائے تھے آپ کے نانا مرزا اسد علی بیگ پادشاہ اودھ
کی فوج مین کمیدان تھے مرزا صاحب بچپن سے بائیس سال کی عمر تک
نانا کے ہمراہ رہے اور اسوقت تک بجز سپہ گری اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔
لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد بطور خود کافی علمی لیاقت پیدا کر کے مشغلہ
شعر وسخن کی جانب بھی توجہ شروع کی اور رفتہ رفتہ اس فن شریف
مین بھی اسقدر قدرت بہم پہونچائی کہ آپ کی زندگی ہی مین آپکا
نام اُردو زبان کے اساتذا ور محققین کی فہرست مین داخل ہوگیا تھا
آپ مرزا نسیم کے شاگردون مین سے تھے۔

دراز قامت فربہ اندام صحیح وشدید القویٰ جسم وقوت کے اعتبار سے (بقول حضرت حسرت موہانی
شاعرون مین ناسخ ثانی کے نام کے مستحق بنے۔ رنگ البتہ ناسخ کے خلاف گندمی تھا
کھلتا ہوا۔ دوپلی ٹوپی انگرکھا گھٹنا لکھنؤ کی معمولی وضع آپکو بھی مرغوب تھی لیکن آخر عمر
مین کبھی کبھی کوٹ پتلون بھی پہن لیتے تھے۔ لطیف وظریف خوش بیان و
خوش گفتار اپنے چھوٹون سے بھی ظرافت کو دریغ نہ کرتے تھے۔ آپکی ملنے والونمین
پرانی وضع کے لوگون مین اشرف علی صاحب اشرف مرحوم منشی امیر اللہ تسلیم
وغیرہ اور نئی تہذیب کے لوگونمین منشی جوالا پرشاد برق مسٹر حامد علیخان بیرسٹر
اور منشی محمد سجاد حسین صاحب تھے صلح کل و مرنجان مرنج کی یہ کیفیت تھی کہ
مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی لوگون کو آپکے اصلی مذہب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی
کہ سنی تھے کہ شیعہ آپکے شاگردون مین منشی بالمکند گپتا مرحوم اڈیٹر اخبار بھارت



مرزا مچھو بیگ ستم ظریف

انڈین پریس الہ آباد

متر کلکتہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین کہ جس سے آپکی ہمدرد لعزیزی
و بے تعصبی کا ثبوت ملتا ہی۔ حضرت حسرت موہانی کہ جنکے لطف و کرم سے
یہ حالات زندگی مرزا صاحب کی ہم تک پہونچے ہین فرماتے ہین ؎
"آپ کے نظم و نثر کے تمام کارنامے ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے
بعد کے ہین۔ مرزا تسلیم مرحوم بھی اسی زمانے مین دہلی سے
لکھنؤ تشریف لائے تھے انکی صحبت اور شاگردی نے سمند ناز پر تازیانے کا
کام کیا۔ اور آپ کے ادبی مذاق کی خوبیون نے روز افزون ترقی کے ساتھ
پایان کار وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آپ نثر نگاری مین یکتائے روزگار اور
سخن سنجی مین اُستاد قرار پائے۔ لکھنؤ کی مشہور ظریف اخبار اودھ پنچ مین
اسکی ابتدا سے لیکر اپنی آخر عمر تک ۳۳ سال برابر "ستم ظریف" کے فرضی نام سے
ایسے دلچسپ مضامین لکھتے رہے جنکا ادبی اور تنقیدی حیثیت سے ذی مثل
و نظیر ہونا آجتک اہل قلم کے حلقے مین مسلم سمجھا جاتا ہی۔ تذکرہ شعرا کے مانند
جب کبھی اردو زبان کے نثر نگارون کے حالات بھی مرتب کیے جائینگے
اسوقت حضرت عاشق کا نام یقیناً طبقہ اول کے انشا پردازون کی فہرست مین
ممتاز نظر آئیگا۔ لکھنؤ کی زبان اور محاورون کی جتنی تحقیق مرزائے مرحوم کو تھی
اسکا اندازہ انکی مشہور تالیف "بہار ہند" کے دیکھنے سے بخوبی کیا جاسکتا ہی۔
افسوس ہے کہ ملک نے اس لغت کی کافی قدر نہ کی ورنہ اگر اسکے باقی تین
حصے بھی چھپ جاتے تو اُردو زبان کی اصلاحون اور محاورونکا ایک لاجواب
مجموعہ مرتب ہوجاتا۔ مولوی حکیم الدین وکیل اکولا نے علم ادب کے متعلق اودھ پنچ
سے آپکے بعض مضامین کو نقل کرکے "چشمۂ بصیرت" نام ایک کتاب کی صورت
مین چھپوا دیا تھا مگر وہ اب کمیاب ہی۔ گلزار نجات میلاد شریف نظم اور مثنوی
نیرنگ خیال معرفت کے علاوہ آپ کا ایک ضخیم دیوان مشتمل بہ جملہ اصناف سخن
آپ کے خلف رشید مرزا محمد صدیق صاحب صادق کے پاس موجود ہی"

گرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
سرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
برسات مین سب سے بڑہکے چھیچھالیدر
برما بگذشت و روبکاری ہی وہی

سُبحان تیری قدرت۔کیون قبلہ مولوی اودہ پنچ خان صاحب بہادر دنیا بہی بقول چلا ہے بہائیون کے کیا ہی مقام ہی گھڑی مین کچہ اور گھڑی مین کچہ یقین ہے آپ کو یاد ہو گا کہ ابہی کل کی بات ہی مئی جون کا مہینہ (ساتت قرآن درمیان) کیا کیا آتش افروزیان اور گرمیان کرتا تہا۔کس شدت کی کیسی دہوان دہار جلاپے کی گرمی تہی۔اے لیجیے اک ذرا مین ہوا جو بدلی بادل خانصاحب ڈنکے بجاتے مع افواج قاہرہ برشکالی آدھمکے لگا دنا دن مینہ پڑنے پہر لے میرے بہائی ابر ہی کہ دوڑا دوڑ کرتا چو طرفہ سے گہرا چلا آتا ہی پانی کہتا ہی کہ آج برس کے پہر نہ برسونگا موسلا دہار۔چہاجون برس رہا ہے۔ چار ہی دن مین وہ پکار مچ گئی کہ توبہ بہلی ہی۔نالے ندیان دریا سمندر کا کچہ جدہر دیکہو عالم آب کام کاجی پسینے کے بدلے مینہ مین شرابور۔رات کیسی دن کو بجلی بن گہٹائین مست ہاتہیون کی طرح جہومتی چلی آتی ہین۔بجلی کی چمک پہر اوسکے بعد گڑگڑاہٹ کو اور کیا کہیے یا تو آسمانی بم کے گولے چہوٹتے ہین یا فرشتے عالم بالا کی چہتین کوٹتے ہین۔تاریکی وہ کہ ہاتہہ کو ہاتہہ نہین سوجہتا اچھے خاصے

آنکھون والے لاٹھی کے سہارے اندھے حافظ جی بنے چلے جاتے ہین مکانات ایک تو یونہین بڈھے کا دانت بنے ہوئے ہالے ڈولے ہین تھی-اب جو پانی برسا کسیقدر تراوٹ پائی چلیئے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اڑارڑا دھڑیم کر کے پشت بزمین رسید ہوئے-اب مٹی کون اوٹھائے مزدور تو مزاج معشوق کی طرح ملتے نہین-برقنداز بہادر جیسے پولیس والون کی شکایتین ہوئین اور بھی خون کے پیاسے ہوگئے چالان ہی کیے دیتے ہین-دوڑتے دوڑتے پھیپھڑی کیسے ہاتھہ پاؤن تک پھول گئے مگر بارہ بارہ چھ بیس کوس مزدور کا پتہ نہ لگا-بڑی خرابی نہایت مشکلون سے اگر کوئی لولا لنگڑا نصیب ہوا تو رسیان باندھ کے رکھیے نہین رکتا پٹا توڑا لئے بھاگا جاتا ہی-سوا گردن ہلنے کے ہونکارا زبان ہی سے نہین نکلتا سوا نہیّان کے ارسیان چار آنے آٹھہ آنے روپیہ دو روپیہ دس بیس سو پچاس ہزار دو ہزار روپیہ روز لوگے-جی نہین اون ہون یہ بھی وکلا کی تعلیم یافتہ بڑے ڈبلو آختہ ہوئے-لے توبہ استغفر اللہ پاؤن کی طرح زبان بھی پھسل گئی کدھر کی کدھر ہو رہی ہی-اب لاحول لاقوۃ الا باللہ ہان نیت کرتا ہون مین واسطے بیان کرنے حالت پُر ملالت مقدمۂ مذکورۂ بالا جس سے بڑھ کے کوئی مرض لا دوا نہین واسطے دوزخ کے منہ طرف کچہری کی اللہ اکبر-استغفر اللہ-السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ-لیجیے نیت بد ہوگئی نماز توڑنی پڑی پہلے سب سے اتنی بات بطور مقدمہ اور گذارش کرنے کے ہی کہ فصل کا کچھہ قصور نہین کوئی موسم کیون نہو قسمت اپنی اپنی دنیا کی دو رنگی عالم مین مشہور ایک برتاؤ زمانے کا سب کے ساتھہ نہین ہوتا

خوش نصیبون کو اسمین بہی خوشی ہی چین سے گہرون مین بیٹہی ملار گایا کرتے ہین
اک ذراسی بیفکری ہونا چاہیے پہر واہ جی واہ پانچون گہی مین اور سر کڑاہی مین
یہی فصل وہ ہی جسکے لیئے تمنا مرادین مانی جاتی ہین۔ شعرا مین کشتی مرکا
اوتار ابرسات ہی کے گہاٹ پر رہوتا ہی۔ جب سنیئے ؎

تُند و پر شور و سیہ مست زکوہسار آمد میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کا ترانہ۔ اُردو والے ؎

گرہ مین زر ہے رندون کے گہٹا اوٹھی ہی ادہر سے
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین ہن برسے

کے شور غل سے کان پہوڑے ڈالتے ہین۔ نشہ پانی والے بہشتی جوان جب
دیکہیے آسمان ہی کی طرف تکا کرتے ہین۔ معشوق لوگونکا یہ پیار اُمنہی
جتنی باتین ہوتی ہین وہ انہین دنون کے لئے اوٹہا رکہی جاتی ہین۔ جہان
اک ذراسی گہٹا آئی بوندا باندی کا لگا لگا اور گہر گہر کڑہائی چڑہ گئی۔ چہنن
مُنن کی آواز آنے لگی۔ کپڑے رنگ برنگی انہین دنون کے لیئے ایجا دہوے
بی مہندی خانم کی قدر و منزلت شاید سال بہر تک ایسی کبہی نہین ہوتی
جب دیکہو قدمون سے لگی ہین اور عاشق تن رشک وحسد سی ہاتہہ ملتے ہین
جہولون پر لہک لہک کے سال بہر کی دل کی بہڑاس نکالی جاتی ہی۔
لہری بندے جب دیکہو دریا کنارے لال پری سے علیک سلیک کرتے
نشہ پانی کا رنگ جماتے مزے اوڑاتے ہین ہاے ہاے
یا دش بخیر بقول کسے ؎

ہوس گل کی کبہی مثل عنادل ہم بہی رکہتے تہے
کبہی تہا شوق گل ہمکو کبہی دل ہم بہی رکہتے تہے

سب سے بڑہ کے عیش باغ کے میلے جنہین افیونیونکے دلسے پوچھا چاہیئے وہ خاکی پریزادونکے بناؤ بیفکرون خوش نصیبون کے جماؤ۔ تنبولنون اور ساقنون کے ہجوم۔ سودے سلف والون کی دہوما دہوم کہین پٹی دہڑاکا میان بیوی لڑاکا کی پکار۔ کسی طرف شاخین سہال گولیان مزیدار جابجا ہنڈولے گڑے۔ کبڑیون کا ہلڑ۔ ارے میان ملیح آباد لٹا دیا ٹپکے ٹپک پڑے کسی طرف چٹ پٹے سلونی گرما گرم چٹ پڑے۔ کباب ہین بارہ مسالی دال دہی کے بڑے۔ بگہیون کے گرد مالی ہار بیچنے کے بہانے آنکہین سینکتے پہرتے ہین۔ جب سنیے۔ ارے میان بیلا یہ پلنگ توڑ بیلا۔ بیلا محبت ہین کھلا۔ سونگہا اور گلے پڑا۔ کہین جہولے پر جنتی قمریون کا تانین لگانا۔ مفلس شوقینون کا رانین پیٹ پیٹ کے تلملانا۔ یہ بہی آٹہوین دن کا ڈہکوسلا ہی قسمت ورونکو تو برابر چین ہی چین لکھا ہی ہر روز دن عید رات شب برات پھر واہ ری برسات اور واہ ری برسات یہان بلاتشبیہ نقل کفر کفر نباشد بہلے آدمی سے نرے کہرے سائل ہوکے رہگئے۔ جب سنیئے سائل یہ چاہتا ہی سائل بہ عرض کرتا ہی سائل کو اطلاع دو۔ سائل حاضر ہی۔ واہ جی واہ اتنی بڑی سرکار سے خطاب بہی ملا تو بہک منگا کنگلون کا سا۔ طرہ یہ کہ حاصل حصول خاک نہین بلکہ روز لینے کے دینے کچہ اپنی ہی گرہ کا خرچ ہوتا ہی۔ خلاصہ یہ کہ ہم ایسے اور بندگانِ خدا جو معظمہ و مکرمہ بی دیوانی خانم صاحبہ کے چکر سے ننانوی کے

بھیر مین پڑے ہین اونہین دن رات وہی جھگڑا ہی بلکہ گواہی شاہدی اغیرہ وغیرہ کے بجز جھگڑے کو چرخ چون کرکے گھسیٹتا بدا ہے ہان اکثر بیحیائی کے تقاضے پر یہ شعر حسب حال الاپتے ہین ؎

وہی محبوب بھٹیاری جو آگے تھی سواب بھی ہے
وہی لنگا وہی ساری جو آگے تہی سواب ہی ہے
وہی کہانا نہ پینا دس بجے جانا کچہری کا
نصیبون کی وہی خواری جو آگے تہی سواب ہی ہے
وہی دولت کا لٹنا اور وہی خرچے وہی ہرجے
وہی پیسے کی بھرماری جو آگے تہی سواب ہی ہے
وہی کپڑون مین کیچڑ کے چھپکے کائی کے دہبے
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تہی سواب ہی ہے
وہی دیوانون کی سی رات دن گردش وہی چکر
جنون کی گرم بازاری جو آگے تہی سواب ہی ہے
اوسی صورت سے ہے ابتک برے کی جان کا رونا
طبیعت زیست سے عاری جو آگے تہی سواب ہی ہے



قصہ مختصر - کچھ ہی کیون نہو مینہ برسے آندہی آئے - ادھر کی دنیا چاہے اودہر ہو جاے اِن مصیبت کے مارون کو وہی ایک دہندہا - صبح ہوئی اور موم جامے کے ٹکڑے مین کا غذات لپیٹ کر مستعد ہو بیٹھے - اور مینہ کہلنے کا نام نہین لیتا

موسلا دہار پانی پڑ رہا ہی۔ گھبراہٹ مین تیل جلا رہے ہین اولتی تلے مسافر
بنا رہے ہین ٹوٹکے پر ٹوٹکے ہوتے ہین۔ کبھی رات کے تارے دن کی دھوپ کا
وظیفہ۔ کبھی چار مندے چار گندے چار نکر ہا ے۔ بدلی گئی پھاٹ بہوٹ تارے
نکل آئے۔ کی تسبیح جپنا۔ مگر توبہ بھلی ہی بدلی خانم صاحبہ کا اور گھٹا ٹوپ ہوتا جاتا
ہی اب گھڑیال کی آواز جو کان مین آئی تو گنتی شمار کون کرے تن بہ تقدیر
گہر سے نکل کھڑے ہوئے اور سیدھی کچہری کی راہ لی۔ مگر قطع شریف اتنی پاک
و پاکیزہ کہ مئی جون کے جھینے کا ٹھاٹھہ بہی قربان کیا تہا۔ اے واہی واہ۔
پائینچے دونون چڑھے دامن گردانے۔ موزہ باران کوٹ ایک تو نصیب نہین
دوسرے انگریزی وضع بناتے پُرانی شریعت کے خلاف چلیے گھوڑے کی گردنی یا
پُرانی سڑی کملی کا کھڈ ونگا کے دہی مومی بستہ نائی کی سی کسبت یا اپنی قسمت
کی طرح بغل مین دبا کے زیر پائی کے ہوادار پر سوار سٹر پٹر کرتے ہوے چلے اب
ڈوبتے ترتے سڑک پر پہونچ کر نہ کسی کو دیکھتے ہین نہ سنتے ہین۔ اِکّے والے ہوت۔
اکے والے ہوت کی صدا لگا رہے ہین۔ جواب کون دے مینہ کے دہاڑم دھاڑ
مین کان پڑی آواز تو آتی نہین۔ بڑی بڑائی کسی دلگی باز نے اِدھر اودھر
کونے کھدرے سے آواز دی بہی تو کیا دوت دوت۔ یہان اوسی کے سہارے
ڈوبکیان کہاتے ہوئے رینگ چلے۔ اب ہوا کے سنّاٹے دانت کھٹے کیے دیتی ہین
یہان کچہری کا بُھوت سوار ہٹکے سے زیادہ یہ خوف لگا ہوا کہ کہین بیگار ہو جائے
نہین بشتم بشتم گول دروازے تک پہونچ گئے۔ اب اکے تو جمعرات کی سی اوس دہین
بہت مگر خالی ٹٹو پوشش بچھونا ندارد۔ وہ بہی غنیمت است کہکے بے چکائے

سوار ہو لئے اور کہا کہ بہائی اکے والے کہان ہو ہمین کچہری لے چلو کے والے
دو کان مین کہڑے سلفہ اوڑا رہے تھے بولے لیچلنے کو تو ہم نئی دنیا تک لیچلین
لیکن پہلے آپ آسمان پر جا کے پانی کا برسنا بند کرا دیجئے تو کام چلے سڑک تو
دکہائی نہین دیتی آئے وہان سے لیچلو گے ایسے ہم بیدھے ہین کہ بن ناحق
اپنا ہاتہہ مُنہہ توڑ واڈالین۔ بہائی جان ہمارا مقدمہ ہی ہمین دس بجے ضرور
وہان حاضر ہونا چاہیے رات کے دس بجے تک پہر بیکار ہو لیکن حکم دس ہی
بجے کا لگا دیا ہی۔ پہر مقدمہ آپکا ہی ہمین کیا ہم تو بے پانی کہلے خدا ہی بُلائے
تو نہین جاتے اپنا کام کیجئے بڑی جلدی ہی تو اور دو قدم ناک کی سیدھ پر
چلے نا جائیے ہمین فرصت نہین۔ اونہہ جہان ستیاناس وہان ساڑھے
ستیاناس چلو گاڑی پر چلین۔ اری بہائی ایک گاڑی کچہری تک لے چلو۔
بہت خوب آئیے یہان سائیں بن نکل آئیے ابتو نیا کے بہیگ گئے صورت نہین
پہچانی پڑتی ہی لو ہمارے پُرانے وہ ہین گی سواریان ہونگی۔ ارمیان اب
تقریرین نہ کرو ہمین جلدی ہی بس ایک سواری اور گہنٹون کا حساب۔ کیا کہا
گہنٹون کا حساب۔ تو آپ ضرور کچہری پہونچ میان جی ابہی آغا میر کی ڈیوڑہی تک
کرایہ دو روپیہ کا پہیر دیا کہ بہیّا کون اپنے ٹٹوون کی جان لے کہین کچہ اینڈے
بینڈے پاتون پڑ گیا تو اپنا سو روپیہ کا نقصان ہو جائیگا۔ لیکن آپکی خاطر ہی
خیر دو روپیہ دیجیے لے چلین گے پہر غصہ آگیا اور پیدل چل نکلے اونہہ کیا ہمارے
پاتون نہین۔ اجی تو آئیے میان جی یہ بیٹھیے آپ تو خفا ہو چلے آخر کچہ دیجئیگا۔ کچہ نہین
کہتے ہوئے یہ جا وہ جا سڑک پر معہ مبالغہ پونی تین قد آدم پانی گنگا جمنا کا دہارا ہو رہی

چلی چین سے کہڑی پیر لگاتی ملاحی کاٹتے - ایک گاڑی ڈوبتی تیرتی پانی
مین خل خل کرتی نظر آئی دمی جان مین جان پڑی جلدی سے کیون بہائی
لیچلو گے - وہ تو جان جوکھون بہولی بیوپاری کا مال لٹا دیا بہیک کے شوربہ
ہوہی چکی تہی بڑی ڈپٹ سے بولے آئیے اور ایک ریاٹا لگائین مگر چہرہ دار
لگے گا - اجی اور سوا چٹا گلے گلے پانی گھٹنون گھٹنون دلدل منظور اور منظور
چلیئے جھٹ پٹ داخل گاڑی مبارک ہوئی اور جلدی لیچلو کی تاکید شروع
ہوئی قصائی کے پل تک تو تھوڑی ہزار خرابی اس ترکیب سے گھسیٹ لیگئے کہ بادشاہی
زمانے کے سزا ہر ہر قدم پہ پانچ پانچ کوڑے پڑتے تھے اسمین رجعت قہقری کا
وقت آیا کہ بالشت بہر بڑھے تو دو قدم پیچھے کو ہٹے یون بہی جون تون ڈلے
دے دے کر ریل کا پل نانگھے اب تو ہ نہ ہلد نہ جنبد نہ کھسکت زجا
کا زمانہ آگیا یا یان ٹٹو اللہ کرکے زمین دوز ہوا - کوچبین صاحب نے لاکہہ کوشش
ہزار سر مغزن کی - ہیچ نمی شود جنبش چہ معنی دارد لاجنب ولا تجنب جناب
ذرا باہر آکے پہیئے مین ہاتہہ لگا دیجئے - بجا ارشاد ہوا پہیئے مین زور لگانے سے
کیا ہوگا آپ ٹٹو کے پہیئے لگائیے تو کچھہ کام چلے - پہر صاحب عینہ بوندی مین
آدمی تو گرہی پڑتا ہی جانور کی کون کہے - ہٹ تیری کچہری کی دم مین تہ توڑ
کنوئین کا نل کیا تہا کس عذاب مین جان پڑی ہزارون باتین سناتی ہوئے
بگھی سے اوترے پیدل چلنے کا قصد کیا اسمین کوچبان صاحب نے کمر مین ہاتھ
ڈالا کہ ہمارا ہرجہ معہ کرایہ بائین ہاتہہ سے دہر دیجئے اب تو ٹٹو بچتا نظر نہین آتا
سو پچاس روپیہ کا نقصان ہوا بہت خاصے مختانہ بہر دیکیے بہی جان

چھٹتے نظر نہین آتی - بہزار منت خوشامد تہکا فضیحتی آٹھہ آنے دیکے رضامند کیا
اور کچہری کا رستہ لیا - جلدی کا واسطہ گھبراہٹ کی چال ٹیڑہی کوٹھی والی
سڑک تک جاکے پاؤن جو پھسلا لنڈ ہکری کھائی راستہ صاف تہا ادھر ادھر
دیکھہ کے اوٹھ بیٹھے کپڑے لت پت کُہنی لُہو لُہان کہڑے قد سے گرنے کا دہچکا ابھی
سیدھے نہوئے تھے کہ دوسری قلابازی کھائی آپ ہی یا علی مدد کہکے پھر اُٹھے
اور اُلّو کرتے پو قدمے کی چال چلتے ہوے کچہری پہونچے وہان کی کیفیت قابل دید
سعہ مبالغہ کئی ہزار غرض مند اور وہی ذراسی جگہہ بھلا گرمی مین تو ادہر اودہر پکریا
شہتوت کے تلے ٹکاؤ تو کیا پنچھے ٹیک لیتی تھے اب تو بالکل جیسے بورا ہا کتا جدہر جائیے
دوت دبک دیکھو پانی ٹپکتا ہوا ہے لوکا غذ بھیگ گیا - ہان ہان چھینٹین نہ اوڑانا
غرضکہ خدا کے سوا کہین ٹھکانا نہین - اسپرطرہ گھڑی دو گھڑی کا واسطہ ہو تو خیر
جھیل ہی ڈالا جائے - نئے نئے حاکم سویرے سے اجلاس پر آکے جو ڈٹے تو سات بجے
کی خبر لی بس جی پک گیا اُسپر کبھی ایک مقدمہ پیش ہوا کبھی دو - شام کی بعد تھی دستانِ
قسمت سے کہدیا - دال پیش دو چلدوا اپنا سامنہ لیکے پلٹ آئے کہان گئے تھے
کہین نہین کیا کیا خاک دھول پکائن کے پھول کرنا کیسا لکھا پورا کرتے ہین جسبن
مقدمے والے سے پوچھیئے نت نئی آلھا گا تا ہی یہانتک کہ بعضے دو دو کھا چندہ کرکے
سرا بنوانے کی تجویز پیش کرتے ہین کہ بلا سے اتنی ہی راحت ہو جائے گھر سے
باتراب کرکے یہان آرہین گے کبھی نہ کبھی پیشی کی نوبت آہی جایگی - اور کچہ نہین
تو کھانے پینے سونے بیٹھنے کی تو تکلیف نہوگی چین سے بی بھٹیاری کے یہان ٹکے
رہے جب کبھی وقت بیوقت اندھیرے اوجالے پکار ہوئی جلدی سے حاضر ہوکے

جا کھڑے ہوئے اتنے میں موت مرے جاتے ہین خیر لعنت بکار شیطان جب ذرا پیٹ
مین سانس سمائی کپڑے پھر ہرے ہوے تو وکیل صاحب کی تلاش کو نکلی ایک آدھے
شناسا سے علیک سلیک کی وہان خبر سنی کہ آپ کی تو پکار ہوئی تھی اوربھی پیشاب
پانی ہو گیا اب چلے پانؤن کی سی بلی ادہر وکیل صاحب کو دیکھا اودہر تلاش کی
وہ سلامتی سے چہلا وا بڑی جستجو اور تگاپو سے بانسون مین کنوئین اور کنوون مین
بانس ڈال کے وکیل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی ۔غضب ہو گیا قہر ہوا
دیکھتے ہی ساون بہادون سے بڑھ کے برس پڑے ۔ایک گھڑی کی تبائی کہ واہ وا
صاحب تم تو عدالت کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے ہو ۔نکلنے کا نام ہی نہین لیتے ۔
وہ تو کہیے خدا ساز بات ہین اپنی چند مقدمات کا نقصان کرکے آج سویرے منہ اندھیرے
آیا حاکم ہاتھ پر ہاتھ رکھکے بیکار بیٹھے تھے کہ مین نے سلام کیا ۔تخلیہ تو تھا ہی پوچھا
کیون تمہارا آج کوئی مقدمہ ہے ۔بس مین لا اوڑا ۔چنانچہ مین حضور خداوند غریب ور
بات کو بڑہا وادیکے مطلب پر لایا کہ جی ہان ایک فلانا مقدمہ ہے وہ کم بخت بدنصیب
ناشدنی ابھی تک نہین حاضر ہوا ۔وکیل ہون لیکن ابھی تک سوا محنتانہ لینے کے
اور کچھ نہین سمجھا اور نہ آج تیار ہو کے آیا وہ ہوتا تو خیر کچھ کام چل ہی جاتا آپ
مہربانی سے اسکی تاریخ بڑھا دیجیئے کیونکہ مدعی کا بھی کوئی وکیل حاضر نہین آیا
پہلے تو خاموش سکوت مین بیٹھے رہے پھر فرمایا کہ اچھا برخاست کی وقت دیکھا جائیگا
پھر مین نے بہت منت سماجت کی ہاتھ پانؤن باندھے مگر کچھ جواب ندیا اچھا کہا
کیجیئے ۔بس جناب اس حاضر باشی اور پیروی کا محنتانہ شکرانہ داخل کیجئے نہین آج ہی
سیدھے جہنم واصل تحت الثرا کے اندر چلے جاتے ۔بس مجھے کمشنری جانا ہے وہان سے

اور ایک جگہ وہان سے اور کئی مقام پر تمم تاریخ پیشی دریافت کرکے معہ رقم محنتانہ وشکرانہ مکاتبہ آنا
لیجیے بندگی۔ چلیے وہ سبکدوش ہوئی یہان پر ہزار ہزار مرتبہ دروازے کی صدقے ہوتی پہرتے ہین خالی
میدان نہ آج ہوتا ہی نہ کل۔ مگر ہان ایک بات ضروریات سی قابل گذارش ہی کہ باقی بوندی
کی سیلن سی ذرا مقدمات کی گرما گرمی جو سرد یا گئی تہی تو جیسے دیکہیے وہ بہوک یا ئی کبوتر کیطرح
کندسے تولی مستعد بیٹہا ہی جدہر سنیئے اللہ بہیج مولا بہیج کا وظیفہ جپا جاتا ہی جس سے دو چار
ہوئی بڑی لمبی چوڑی مہربانی سی۔ اللہ کہان تہی آج کتنے دنونکے بعد کہائی پڑی۔ تمہارے
کاغذات تیار رکہی ہین۔ واہ صاحب سلام آپکی نقل کئی بار لکہی اور رد ہو ڈالی۔ اجی حضرت
آپکا ترجمہ رکہا ہی اسے تو لیے جائیے بہت خوب بہت اچہا بہت بہتر آپکی مہربانی نوازش
بندہ پروری۔ مذکوری چپراسی آج کیا آپکی پیشی ہی۔ ہم تو بکر ید کے دن مکانپر جاکے گہوم آئے۔
خیر صاحب کہڑے کہڑے سرکا لہو پانؤنمین اوتر آیا خالی ایری پہیری پوچہا گچھی کتر بیونت
جہیل جہال مین چار بجے پانچ بجے۔ ابتو چہکے چہوٹ گئے۔ بہوک کا غلبہ جدا۔ پاخانے
پیشاب کی ضبط کرنیسے جی بولایا ہوا۔ بواسیر کا مرض ہوا کہڑے کہڑے شدت سی درد ہونے لگا۔
بھیگنے کی زحمت نے حرارت کی سی کیفیت پیدا کی۔ ادہر تو برسات کی فصل ادہر رات
ہو چلی ہوا کی خنکی اور بہی ناگوار ہونے لگی بالکل شام کے قریب اتنا حکم ہوا کہ اس مقدمے کی تاریخ
دس مہینے کم سال بہر کو بڑہا دیگئی۔ سائل فریق ثانی کی اطلاع دہی کا خرچہ داخل کرے ثبوت کے
کاغذات ملاحظہ کرنیکو تاریخ اور مقرر ہوگی۔ بالفعل متفرقات کی پیشی مین نواب خان بہادر کی پوشش
ضروری کی واگذاری کی گئی فقط سب بڑہکر پوشش کی لفظ سمجہہ مین نہین آتی آج تک بگہی گاڑی
مینز کرسی کی پوشش سنی تہی نواب صاحب بہادر پر کونسی پوشش پڑتی ہی تو بعد دریافت حال اسکی
اصلیت ثابت ہوئی کہ پوشش سے مراد (پوشاک ضروری) باقی پہر انشاء اللہ بعد پیشی وپیشی

ہو گیا زندگی سے جی بیزار
وقنا ربنا عذاب النار

توبہ سو بہ تلاّ بلاّ دوہائی تہائی چوتھائی - داد بیداد فریاد الغیاث وغیرہ وغیرہ - با اینہمہ کان پکڑ کے اوٹھا بیٹھی بعد ملاحظہ نظر ثانی پھر توبہ کر بندے اس گندے روزگار سے - کیا کہیے اور کیا نہ کہیے - آجتک معہ مبالغہ پونے پانچ کرور برس ہوئے کہ اس عذاب النّار کا مطلب سمجھ کے بیچا پیچ مین نہین آتا - بعضے عذاب لنار کے یہی معنے بھاڑ چولھے کی آگ کہتے ہین - بہتیرے مُلاّ قل اعوذیئے نار دوزخ جو ہمارے معزز مولانا سے عربی کے بقول یونہین سا ایک دوہٹر پنکا ڈراوے دہمکاوے کا آلہ ہے - مان بیٹھے ہین - اکثر بیٹو مر بھکے پیٹ کی آگ یعنے بُھوک پیاس کا عذاب سمجھے ہوئے ہین - بعضے سپاہی پیشہ لڑنے مرنے مورچہ میدان داری کے آدمی بندوق کی نلی سے تعبیر کرتے ہین - غرضکہ اپنے اپنے خیالی پلاؤ کون ایسا ہی کہ نہین پکاتا خاص مطلب سچی بات وہی ہی جو ایک برگزیدہ سن رسیدہ گرم و سرد چشیدہ پہونچے ہوئے اللہ والے بزرگ نے مرتے وقت چُپکے سے کہی تہی کہ بہیا نار سی مراد عورت یہی عذاب وہ ہی کہ جس سے پناہ مانگنی چاہیے بلکہ پناہ بہی مانگے نہین ملتی - غرض یہ کہ چھٹکارا ہی نہین - بھاگے سے بہی جان نہین بچ سکتی اب ضرور ہوا کہ مین تھوڑا تھوڑا سا ذکر بہی کر دون پورا مرقع اوتارنے مین تو شاید کم سے کم کوئی سوا لاکھ جزو کی کتاب ہو ہان دو ایک جملے پتے نشان کے طور پر وہ بہی لب لباب کہدونگا - ہان لے اب پڑھیے - کیا (وقنا ربنا عذاب النار) ای حضرت پہلی قسم

بڑھیا معاملہ چندہ جور و عاشقی معشوقی کا درجہ۔ بیوی شمع پر جیسے پروانہ۔
میان جیسے چاند کے گرد چکور انتہا کے پینگ بڑھے ہوئے اخلاص میل جول
ساری دنیاداری کی باتین ات گت ساتھ دنیاوی سب کام بند میان ذی مصرف
محض۔ گھر مین حوالات کا مزا مجال کیا دالان کے باہر قدم نکالین۔ دوست
آشنا حق ملاقاتی سب کو استعفا۔ نوکری چاکری کا تو ذکر ہی کیا بلا تشبیہ کفر کے
کلمے سے بہی زیادہ بیوپار تجارت گھر کی چار دیواری مین تو ممکن نہین بے دست غیب
یا کیمیا بنانے کے کام کیونکر چلے کہائین کسکے گھر سے اوقات بسری کیونکر ہو لاکھ امیر
سہی بیٹھے بیٹھے تو کنوئین خالی ہو جاتے ہین۔ خرچون بر چون کو آئی تو کہان سے
آئے۔ گھر سے باہر جانا۔ سفر کرنا بغیر سار اٹبر لادے کل اثالہ ساتھ لیے ممکن نہین
پھر کچے بچے چینگا پوٹی ماما اصیل دائی کھلائی آئے گئے ملا کے تین چار کوڑی
آدمی اور ایک دوسرے سے ایسا متعلق جیسے چہرے سے ناک مصارف دن دونی
رات چوگنی ماشاء اللہ ہو نسنے والے کی آنکھون مین خاک روز بروز ترقی پر۔
روزمرہ مین مہاڑ کی کیفیت جو پایا جہان سے جو کچھ ملا جھونک دیا آخر تا بکجا۔
مجبوری کو ہاتھ پاؤن ہلانا چاہا۔ گھر سے باہر قدم نکالنا تھا کہ آفت آگئی۔
بس ہو چکا خوب دیکھا اب وہ ہماری بات کہان صورت سے نفرت ہے۔
رسیان تڑاتے ہین۔ ای صاحب وہ نہین کہتے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ۔ کون کسکا ہوا ہی ایک سی بات ذرا مشکل ہی۔ اگلی ہی کیفیت ہی نگاہ تھی۔
اے مشکلکشا کی قسم وہ آنکھ ہی نہین۔ گھڑی بھر کو گھر مین آتے ہین تو رسیان
تڑاتے ہین گندے تولا کرتے ہین۔ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کیونکر باہر اڑھ جاؤن

کب نظر بچے کہ ہوا ہون توبہ ہے ہمسے تو نگوڑی کبوتری اچھی - جب دیکھو کبوتر
اوسکے گرد پہرتا ہی چونچ سے کہنیچتا جاتا ہی جوبن دیکھتا ہی - اور تو اور اپنے
پیٹ کا دانا اوسکے مُنہ مین اوگل آپ بیچارہ بھوکا رہتا ہی پہر یہ ایک پیار
اخلاص ہی نہین - بچے پالے - تنکے چونچ مین اُٹھالا کے دربے مین گھر بنائے
انڈے سیّا کرے بچون کو پہرائے کبوتری ذرا باہر نکلی اور غون غون - یہ اپنی
زبان مین بُلاتا ہی - زبان تو ہی نہین کہ کہے مطلب یہ کہ تو کیون تکلیف کرتی ہے
یہین چین سے بیٹھی رہو - اور مزا یہ کہ وہ قطامہ اودھر رُخ نہین کرتی بہاگتی ہی
دس دفعہ کی خوشامد درآمد مین ایک دفعہ شاید یہ بہی چونچ سے چونچ ملا دیتی ہوگی
اور بڑی بڑائی اِدھر کی اودھر اِترائی اِترائی دم لٹکائے تیرتی پہرتی ہین -
ابھی کل کی بات ہی - کتان مرتبہ مین نے خود کہا کہ کیون صاحب تمنے تو اب
سب کہین کا آنا جانا اوٹھنا بیٹھنا چھوڑ ہی دیا - دن رات گہر مین کہونٹے سے
لگے بیٹھے رہتے ہو - گہڑی بہر کو تانگین سیدہی کر لیا کرو - اسیوجہ سے کہانا ہضم
نہین ہوتا - ٹل ٹلی چلا کرتی ہی - تو حضور فرماتے تھے کہ صاحب سُنو باہر تم
جا نہین سکتین اب تمہارے دیکھے بغیر چین کیونکر آئے مین کہتا ہون گہڑی بہر مین
تو میرا دل اولٹ جائے نہین معلوم کیا سے کیا ہو جائے کچھ بن پڑتا ہے -
چلیے صاحب وہی ہم ہین کہ پڑے مکھیان مار رہے ہین پورے نو بجے میان
سدہارے تھے یقین ہی بارہ بجنے کو آئے ہونگے - اوس بندۂ خدا نے پہر کے
کروٹ بہی نہین لی یہ بہی نہین معلوم کہ مرتی ہی یا جیتی ہی اسپر کیا بنی اسنے
کچھ کہایا پیایا ہمارے انتظار مین یون ہی بہوکی پیاسی کنڈا ہوتی ہی لگے آگ -

سچ کہتے ہین مردوے اور طوطے کی ایک ذات ہی۔ بیوی بے دید بے مروت آج کے سوالعنت اللہ ہی جو انکا رستہ دیکھے اور بھوکون مرے۔ مین تو اپنی پیارے دیدون کی قسم کل سے تو بجتے بجتے سویرے سے کہا پی مگن ہو کے بیٹھونگی۔ پھر یہ بھی میری ناحق کی بات ہی مان نہ مان مین تیرا مہمان او نہین اسکی پروا ہی کیا ہے وہ نہین معلوم کہان کہان کون کون سی نعمتین کہا کے مونچھون پر تاؤ دیتے ہونگے۔ مگر آج نوج ذ وقت ہی ایسی باتون پر یہ جبھی تک ہی کہ دوسرا خیال نہ کرے جان کے انجان بنا رہے سمجھے کیا آنکھون سے دیکھے اور ٹالے نہین تو ذرا سے مین آدمی کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہی۔ دنکو تارے نظر آتے ہین۔

عورت اگر ضدی پر آئے تو مردوئے کو ناک چنے چبوا دے اور میری ہاتھ مین وہ چٹیا دبی ہی کہ ابھی کہو تو کل ہی سے تگنی کا ناچ نچوا دون کچھ بنائے نہ بنے۔ آنکھون سے دیکھین اور کرم کرم جلا کرین۔ ایک ادنی سی بات کل سوار ہو کے باجی امان کے بہانے سے چھوٹی پھوپھی کے یہان جاؤن اور پندرہ دن کا غوطہ مارون سواری پر سواری جائے اور خالی پھر آئے۔ یو نہین اکیلے پڑے مکھیان مارا کرین۔ پھر آپ سے آپ دو دی توبہ پھٹکار ہی میری باتون پر لے لو وہی سیدہی سمجھ کے ننھی بھولی باتین کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ گھروالے کا ایک گھر نگھرے کے سو گھر۔ وہ تو خود اللہ پیر مناتے ہونگے کہ کہین یہ دفع دفعان ہو تو کھل کھیلون رات رات بھر غائب رہون۔ نوج آگ لگے ایسے خاوند جورو کو کلیجے مین پیپ پڑ گئی آئے دن کی موئی سوختی۔ اس گھرداری کو لوکا۔ سات چھپرون کا پھونس نگوڑی جان جلنے ہی کی ہو گئی۔ سب سے بڑی مصیبت

جھوٹ ہو یا سچ اُلفت محبت کا نام ہی سہی اب بدگمانی بھی لازم و ملزوم بلکہ ضروریات شعر مین سے کہنا چاہیے۔ لیکن نہ اتنی بے تکی نفرت خیز کہ جس سے جی متلائے دِل بُرا ہوتے آنے لگے۔ یہان سیکھا سیکھ پڑوسن کی کہین کسی دوست آشنا کے یہان گئے لڑائی کا سرا نکلا۔ حق ناحق کی تن بھن قسما قسمی ہو رہی ہی قرآن کتاب تسبیح کنٹھا ایک ہی۔ شامت کی مار کسی دوست نے بلوایا یا کہین سے کوئی ملازم خدمتگار رقعہ لیکے آیا۔ چلیے غضب ہوا تیوریان بدل گئین باچھین پھر کنے لگین الٰہی شکر الٰہی شکر۔ چلو اچھا ہوا۔ یہ کوئی نئی ملاقاتی بڑے گھر سے دوست پیدا ہوئے۔ اِنکا حکم اتنی دیر بھی گھر واہے مین بیٹھنے کا نہین۔ پھر تازی تازی دوستی ہی نا ملاقات کے معنی ہی یہی ہین جب تک ملاقاتی دوسری کی ٹانگون مین ٹانگین ڈالے ایک جگہ نہ بیٹھا رہے وہ ملاقات ہی کیا۔ ہمنے تو یہی دیکھا سنا کہ جہان کسی سے رسم و راہ دوستی آشنائی ہوئی وہان فوراً گھر بار تج دیا۔ جورو بچون کو استعفا دے اونہین کے دروازے پر دھونی رما بیٹھے لکیر کے فقیر ہو گئے۔ گلے وقت کی وہ مثل سُنی تھی کہ شادی مبارک نوکری ندارد یہان اولٹی گنگا بہی ہی۔ دوستی مبارک گھرداری ندارد۔ بلکہ جورو جاتا بال بچے سب برخاست۔ ماما او چھوٹی انّا ذرا جا کے ان آدمی صاحب سے اتنا تو پوچھ آ کہ بھائی کہان بلایا ہی کیا کام ہی کچھ خیریت تو ہی۔ بھلا اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ قباحت تو نہین۔ خط چاہی کیسا ہی ضروری بلکہ دوسرے کسی شخص کا فقط یہان کے پتے سے آیا ہی پھر کچھ ہی کیون نہو بغیر کھولے اور پڑھو لیے چین کہان سب سے بڑھو کے شامت کی مار اگر کہین میرے پیاری دوست (تہذیب حال کا فقرہ)

یا جانمن فدا بیت باد کسی بے اٹکل خانمالی خراب نے لکھدیا اور بملاحظۂ اقدس
بیوی صاحبہ معظمہ آیا تو زمین آسمان کے قُلابے ملگئے۔ بہت بڑی بڑی
موٹی جلدون کے قرآن سات سات تلے اوپر رکھکے اوٹھتی ہین کہ یہ خط کسی
عورت کا ہی۔ ہائین نام تو دیکھو نام کو کیا دیکھین دل تو بنا کے احمد محمود لکھدیا
دوسرے کیا مردانے نام رنڈیون کے نہین ہوتے ہین صاحب علیجان امیر صاحب
وزیر صاحب پیاری صاحب حیدر صاحب ایک ہو تو کہا جاے۔ باقی جب قلم
ہاتھ مین ہی تو گوہر خان یا خورشید کا خورشید حسن نہین ہوتا بلکہ اس قوم کے
تو یہی پیارے پیارے ننھے مُنّے نام ہوتے ہین۔ اب لڑائی کیا لینے جانا ہی
آٹھ آٹھ دن تک ہنڈیا چولھا اوندھا پڑا ہی۔ ہزار دقت بڑی منت خوشامد
سے جب سعی سفارش ہوئی تو اِس خانہ جنگی سے نجات ملی غرض کہ آئی دن
کی تو تو مین مین۔ پھر ہانڈی کا سا ادبال ایک مورچہ ہو چکا تھا کہ دوسرا
قلعہ دغنے لگا آج کیا ہی دامن مین پیک کا دہبا کیون لگا ہی۔ کل پچ گلوریان
کہان چبائی گئین کہ ہونٹھون پر لکھوٹا جم گیا۔ جیتی جان عطر کیونکر نہ لگائے
ہون اب تو گلاب کیوڑے کے حوض مین غوطے لگتے ہین۔ بالون مین کنگھی
نہ کرے اور نہائے نہین تو جوئین بہنے لگین۔ کپڑے گرمی مین دوسرے دن
نہ اوتارو تو پسینے کی بو سے ناک نہ دیجائے۔ پناہ بذات خدا اب سنیئے
خدا راس لائے۔ یہ نکھار یہ چکن پٹ بغیر کہین لگن لگے تو ہوتی نہین۔
ماشاء اللہ جب دیکھو جیسے چوتھی چالے کی دولھن پٹیان نبتی ہین گلوری
سے مُنہ کبھی خالی نہین آئینہ تو سامنے سے سرکتا ہی نہین۔ بغلین سونگھ کے

تازے پھولون کی خوشبو آتی ہی اور او بٹنا کہان ملا گیا مائیون ہی بیٹھے تھے
یہ تو اب جوہر کہلتے جاتے ہین جناب امیر کی قسم ہین تو اگر قرآن کا جامہ پہنکے آؤ
تو نہ مانون کچھ نہ کچھ دال ہین کالا ضرور ہی۔ نیند کسی دن شام سے آتی تھی
کبہی دو دو بجے تک آنکھ نہین لگتی۔ ٹھنڈی سانس اکثر اوقات بلا ضرورت
بہی نکل جاتی ہی۔ شعر کا پڑہنا اور اوسکے مضامین کا مختلف ہونا کچھ اختیاری
بات نہین اور نہ کچھ ایسی قباحت ہی بہو کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ ایک سی رہی
اور ایک ہی وقت اشتہا ہوا کرے سوتے مین آدمی بدخواب بہی ہوتا ہے
بڑاتا بہی ہی۔ مشکوک مزاج کو اکثر ہری پرنالی کی چھینٹ سے بہی بغیر نہائے
چارہ نہین۔ نماز بڑے بڑے نمازیون کی ایک کیا دو دو چار چار وقت کی
قضا ہو جاتی ہی۔ آنکھین سحرور مزاجون کی تو ہمیشہ اور یون عموماً گرمیون
کی فصل مین یا کسی گرم غذا کے کہانے سے سُرخ بہی ہو جاتی ہین رنج
ملال انسان کو ہوا ہی کرتا ہی ایک سی طبیعت ہمیشہ رہتی نہین کبہی گدگدی
مین آدمی رو دیتا ہی کبہی چھُریان کہاتا ہی اور ٹھٹھے لگاتا ہی سوتے مین
کروٹ کا ادہر سے اُدہر ہو جانا کوئی ایسے گناہ کی بات نہین پہر سوا موا
برابر مثل مشہور ہی۔ لیکن توبہ توبہ العظمت للہ جتنے سامان عرض کئے گئے
یہ جملہ دفعات مندرجۂ بالا ایک ایک کو تخم فساد کہنا چاہیے اسمین سی جو پُہنسی ہی
وہ ایسا دل باندہتی ہی جسکی حد نہین۔ وہ اوکہنین ہوتی ہین کہ مہینون کلیجے پر
نشتر پڑا کرتے ہین محرم کی مجلسین بلا قید کل فرقے سب تو مومنین ہوا چاہین
پہر ایک شہر کی سکونت اور کچھ نہ سہی تو خالی علیک سلیک صاحب سلامت ہی ہی

بغیر شریک ہوئے بنتی نہین - طوائفون پر سب سے زیادہ محبت کا اطلاق رقعہ
حصہ کیونکر نہ آئے - اب اِدہر آدمی نے پکارا کہ ماما جی حصہ لیجاؤ - یہ بی آبادی
کے یہان کی حاضری یا بی مشتری کے گہر کی قفلی ہے اور قیامت قائم ہوئی
سچ مچ ٹیڑہی کہیر ہوگئی مجال کیا ٹاٹ کا پردہ نا نگہنے پائے مزدوری دستوری
چہ معنی دارد بلاتشبیہ تبرک کی ذرہ شا ہونے لگی - سب سے بڑی اہم لڑائی
پوری قلعہ بندی کوئی لونڈی باندی ماما اصیل پیش خدمت مغلانی اپاری
کہاری ایک آدہے کنے سے درست سنون سے اتری ہوئی نہوئی اور گہر کا مالک
سمجہکے کام کاج بہی ہبک دبک کے کیا پہر کیا پوچہنا لے میرے بہائی کہڑی کہڑے
شہر بدر تو نہین گہر بدر کردی گئی اب کام کی تکلیف ہے تو پیزار کی نوک سے -
ہزارون لاکہون قسمون پر تسکین نہین - دشمنی روز بروز بڑہتی ہی جاتی ہے -
غصہ مین اگر کبہی کوئی امر خلاف مزاج زبان پر آگیا تو نیزے پانی بلند
پہانسی دلوا دینا اور قتل کرا دینا باقی رہجاتا ہے - غرضکہ زندگی تلخ - یہ پہلا
وزن نہایت چاہ پیار الفت محبت والا تہا اب اختلاف مزاج کا ذکر ہی کیا
بقول شخصے ؎

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو — اوٹھکہڑے ہو تو کیا قیامت ہو

دوسری قسم - ہانٹ کی اینٹ چوراہے کا روڑا - بہانمتی نے کنبہ جوڑا -
زبردستی پکڑ دہکڑ کے ماباپ کے حکم بموجب شادی ہوئی اوسپر بیوی جی
بیوقوف وبدمزاج - اپنے گہر کے لاڈون کی پلی ہوئی - پہلی بسم اللہ ہل کے

پہلی نہین چھوڑتین۔ لڑاکا اس غضب کی کہ جسکی انتہا نہین ذرا ہونٹ
ہلائے اور پکڑ ہو گئی۔ کھانا چاہے کیسا ہی خوش ذائقہ ہو بغیر کسی عیب نکالے
کیا ممکن کہ نوالہ اوٹھائین۔ چولھے مین جاے ایسا پتلا شروا۔ ہو ہائی بے مرچ
کی ہانڈی نگوڑی سیٹھی پھیکی نہ جسکا آب و نمک درست نہ مسالہ ٹھیک ہلدی
کی کچاہند چلی آتی ہے چپاتیان ہین کہ گاؤزبان ہین لنبی تانت سی چلی جاتی ہین
او سپر چھید ہائی دہوئین کی بُو آٹا بطخون کے کہلانے کا یا موا گھوڑے کا اروا
ایک گیہون کے چار چار ٹکڑے۔ کپڑا نہ کبھی پسند آیا ہی نہ آئیگا۔ گلبدن۔ مشروع
کہار وے سی بد تر ٹانکین چلی جاتی ہین پھپھولے پڑ گئے۔ ململ۔ تنزیب جھونا
کتے کا کفن سُوت کی تار برابر ملتے ہی نہین۔ اطلس گرنٹ اب نہین معلوم کیسی
جھرجھری پتلی مُنی جانے لگی جسمین روئین تک دکھائی دیتے ہین۔ میان کی
عزت کا پوچھنا ہی کیا موا مونڈی کاٹا جوانامرگ کا خطاب۔ ذرا بات کی اور
کاٹ کھایا۔ مارپیٹ شرفا کا شیوا نہین۔ چشم نمائی خاطر مین کون لاتا ہی بلکہ
بے مارے تو بہ یو نہین کوسم کاٹا بہتان لگائے جاتے ہین۔ مثلاً جلے بھنے کسی وجہ سے
گھر مین آئے۔ پکانے والی ہمیشہ کی پچپانی اُسپر بیگم صاحبہ کی مُنہ لگی ہوئی۔ ہر بات
مین پٹاخ پٹاخ بولے چلی جاتی ہی بندہ بشر ہی مُنہ سے نکل گیا کہ خبردار مُنہ سے
چڑ پڑ نکیا کر جھاڑ کا کانٹا ہو جاتی ہی زبان رکتی ہی نہین مُنہ مین بواسیر ہو گئی
ہی وقت دیکھتی ہی نہ بیوقت جب دیکھو حق ناحق کی ٹائین ٹائین آدمی کو مزاج
دیکھنا چاہیے اب وہ برابر سوال و جواب بلکہ تھوڑا بہت مزاج کو چراغ پاؤن
کرتی جاتی ہی چپ ہی نہین ہوتی مجبوری درجے کو۔ چل چپ رہو۔ زیادہ

بک بک نہ لگا عورت سمجھ کے بن کچھ نہیں کہتا نہیں تو ایسا ٹھیک بنا تا کہ یاد کرتی
چل میرے بھیا اب آؤ تو جاؤ کہاں بیوی صاحب تو کڑک بجلی کی طرح گرج
کے برس ہی پڑین - رونا در کنار کھڑی اور بیٹھی پیٹ رہی ہین ہی ہی میرے
آدمی پہ رکھکے مجھے ذلیل کیا بُرا بھلا کہا - اپنی مان کی ہڈیان چبا ؤن جو آج
اس گھر مین کھڑے پانی پیون - سیانہ نکلوا ؤ کہارون کو بلوا ؤ کیا مجھکو ئی یسی
ویسی بیوار ٹی مقرر کیا - ای توبہ مین اون مین نہین ہون او بدمہری کی بچی
مالزادی بیسوا اشتا کھڑی ہوئی دہگڑے کا مُنہ تکتی ہی ابتک کہار نہین بُلائے
جا جلدی سواری لگوا - مین تخت سلطنت ہو تو یون خاک مین ملا دون -
گھر بار یون ملیا میٹ کردون - لو صاحب خدا کی شان خدا کی قدرت مجھسے
یہ بدزبانیان یہ ذلتین کاہے کو اوٹھین گی - چہ خوش چوری اور سینہ زوری
ایک تو ہم آپ کے نیک و بد سے خبر نہین دن دن بھر جہان چاہین یہ ہنڈلتے
پھرین ہم ہین اور گھر کی چار دیواری سارا دن کوئی ٹھکانا دالان کی دہنیان
پڑے گنا کرتے ہین نہ اچھے کے نہ بُرے کے چُپ چاپ دم سادھے بُرے کے
جند ڑے کو روتے ہین اُسپر یہ غرّے ڈبتّے گھر مین کیا قدم رکھا کہ مُوا اہلا کو گھسا
کسی نے بات کی اور گلا دبانے کو موجود - کیونکر مُنہ مین چھوپا لگائے ہون سے
تون نہ کرے آج کو میری پکانے والی کی دہجیان اوڑا ئین ایک من کے بھتے
من کیے - کل کو مجھے جوتیان لگا ئینگے اِس سے پیچ پی ہزار نعمت کہائی بس
ہو چکا چھوڑو بی بلّی مرغا لنڈورا ہو کے جیے گا ایسے خصم کو جُھلسا مجھہ مین اب
کوفت کہانے کی طاقت نہین رہی بس بہت برداشت کر چکی - آج ہی تک کا

ساتھ تھا۔ چلو چھٹکارا ہوا خانہ آباد دولت ایزاد۔ تمھاری یہ راہ تو ہماری وہ راہ
مین کہتی ہون یہ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین۔ روٹی رزاق کے ہاتھ ہے۔
جہان بیٹھ جائین ادر چار کو دیکے کھائین ایسے کچھ ناخون نہین گر گئے۔ لو صاحب
جب تک مین کچھ خیال نہین کرتی اور سچ تو یہ ہی کہ خیلاپنے سے اپنے خراب ہون
ہزار خرابی تیرے میرے کتنے سے تہوڑی بہت تتّو تھمبو ہوئی نہین تو چراغ پائون
ہوکے بیٹھے پرسے او کھڑی جاتی تہین غرضکہ میان کہین دن تو بیوی کہین
رات ذرا سی بات مین شکائیتین ہین کہ بڑی بازارون مین کودتی پھرتی ہین
محلّے کی کوئی پچپانی آئی اور خلا ملا کر کے سر پہ اٹھالیا۔ اور شکایتون کے
طومار کا دفتر کھلا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ای بیوی خدا اس زندگی سے
موت دے مجھے اپنے پیارے دیدون کی قسم جان تک دو بھر ہی کیا کرون کیا
نہ کرون کدھر سر پیٹ کے نکل جاؤن دل چاہتا ہی کہ گریبان چیرون اور
سر بصحرا نکل کھڑی ہون۔ خصم ہی کہ نگوڑا دل کا زخم۔ مردوا گھر مین کیا آیا کہ
زمین آسمان سر پر اوٹھا لیا کبھی سیدھی طرح بات نہین نصیب ہوتی ہم نہین
جانتے کہ دو گھڑی بیٹھ کے پیار اخلاص سے بات چیت کرنا کس چڑیا کا نام ہی
برسون ساتھ کو گذر گئے آنکھین پھوٹین جو دیکھا ہو کہ میان دھیلے کی مسّی لائے
ہون سرمہ خریدا ہو۔ ارے توبہ مردوے ٹوکرون بھر بھر کے مٹھائی پھولون کا
گہنا خوشی خوشی گھر مین لاتے ہین یہان اسکا ذکر ہی کیا کبھی خواب مین بھی
نہین دیکھا۔ پھر مجال نہین کہ منہ سے آدھی بات تو نکالو۔ ذرا ہون سے
تون کی اور عزرائیل گلا دبانے کو موجود ہی دنیا جانتی ہی کہ میکے کا رستہ

کسی نے نہین بند کیا یہان جمّا جمّا (جمعہ جمعہ) آٹھ ہفتہ نوا توار دس پیر گیارہ منگل بارہ بدھ تیرا جمعرات چودہ دن ہوئے کہ بھابھی امّان کی کچھ خیر خبر تک نہین معلوم کل کہین مجھ بختی کے منہ سے نکل گیا کہ میرا دل بہت گھبراتا ہی جی چاہتا ہی دو چار دن کو ذرا کھڑے ترڑے ہو آؤن پھر چمیگوئیان تہین کہ اللہ دے اور بندہ لے وہ وہ کللاح کی باتین کہ سبحان اللہ ہان ہان کیون نہین بیشک ٹھیک بہت دن گذر گئے - اُخوہ پھر تمہارے گھر والے کہ ہمشہ کی عاشق زار جب دیکھیے دن مین بارہ بارہ آدمی خبر اتر کو چلے آتے ہین تل پھوٹتی خیر صلاح منگائی جاتی ہی - لاحول ولا قوۃ توبہ کرکے کہتا ہون مین تو کبھی ایسون کے نام پر جوتی بھی نہ مارون میرے باپ ایسے ہوتے تو اپنا (یعنی) گنج مین بدلوا ڈالتا یا نخاس مین ٹکے پنسیری کھڑا کرکے بیچتا۔

پھر بہن بولو مجھے برا لگے کہ نہ لگے مین ساری پیری بن آگ جلون کہ نہ جلون لے اب فرمائیے کہ بیوی صاحب کیا ایک قہر خدا ہی۔



پنڈت تربھون ناتھ ہجرؔ مرحوم

پنڈت ترہون ناتھ صاحب سپرو المتخلص بہ ہجر

حضرت ہجر کے والد ماجد کا نام پنڈت شمبھر ناتھ صاحب سپرو المتخلص بہ صابر تھا حضرت ہجر ۱۸۵۳ء مین تحصیل جنیا مین پیدا ہوے تھے۔ مگر زیادہ تر سکونت سے فیض آباد فیضیاب رہا۔ علوم مشرقی کی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب مین حاصل کی انگریزی مین کیننگ کالج لکھنؤ مین ایف۔ اے تک سلسلۂ تعلیم جاری رہا لیکن امتحان کی ناکامیابی نے دل توڑ دیا۔ اس سلسلہ کو ترک کرنا مناسب سمجھا۔ بعد ازان فکر معاش مین اودہ کی مختلف ضلعون مین گھومتے رہے۔ آخر کار گونڈہ مین مستقل سکونت اختیار کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ مگر گردش تقدیر نے چین نہ لینے دیا۔ دو سال گذرے تھے کہ درد زانون کی شکایت پیدا ہوئی۔ مرض نے نہایت طول کھینچا مجبور ہو کر فیض آباد علاج کے لیے واپس آنا پڑا۔ یہان چھ مہینے بیمار رہکر مطابق ماہ مارچ ۱۸۹۲ء حضرت ہجر نے احباب کو داغ مفارقت دیا۔ تخمیناً ۳۹ سال کی عمر پائی۔

حضرت ہجر ان چند حضرات مین ہین جنکی شہرت کا آفتاب اودہ پنچ کے مطلع سے چمکا ہے۔ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ اودہ پنچ کے پہلے خریدار حضرت ہجر تھے اور سال بہر تک قریب قریب ہر پرچہ مین آپ کے ایک دو مضامین شائع ہوا کیے۔

اودہ پنچ کے علاوہ آپ سنجیدہ مضامین مختلف رسالون اور اخبارون مین لکھا کرتے تھے یہ امتیاز زیادہ تر مراسلہ کشمیر۔ مرۃ الہند۔ وکیل ہند وغیرہ کو حاصل ہوتا تھا "ماہیت خواب" "نفس امارہ" "شرقی تہذیب" "مسئلہ ویدانت" وغیرہ پر اکثر معرکے کے مضامین لکھے جنکو عبارت کی سلاست و پاکیزگی اور خیالات کی بلندی کیوجہ سے پسند عام اور قبول خاص کا شرف نصیب ہوا۔

حضرت ہجر کو شاعری کا بھی مذاق تھا۔ قدر بلگرامی (نور اللہ مرقدہٗ) کے شاگرد تھے اردو سے تو انکو خاص انس تھا اسکے علاوہ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ فارسی کا کلام انکا خوب ہوتا تھا۔ اکثر احباب کے جمگھٹے دریا کنارے ہوتے تھے وہان حضرت ہجر برجستہ اشعار تصنیف کیا کرتے تھے۔ غزل کم کہتے تھے مسدس کا رنگ زیادہ پسند خاطر تھا اس قسم کی نظمون مین لسان الغیب کشمیر۔ کچا چٹھا۔ نوحہ کشمیر و فغان کشمیر نے زیادہ شہرت پائی مگر افسوس ہے کہ انہون نے اپنے کلام کی قدر نہ کی خدا جانے یہ کیا قدرت کا راز ہے کہ اکثر صاحب اپنے جوہر کی قدر نہین کرتے۔ انیس مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس طرح قدر تجھے اپنی سخن کی ہو نہیں   مرتبہ مشک کا آہوئے ختن کیا جانے

چنانچہ حضرت ہجر نے کبھی کسی مضمون یا نظم کا مسودہ اپنے پاس نہین رکھا حافظہ خوب تھا نظم کا کلام ازبر رہتا تھا۔ شاید یہی وجہ اس بے توجہی کی ہو۔ لیکن اُنکے مرنے کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر اخبار ایڈوکیٹ و ہندوستانی نے کچھہ انکا کلام جمع کرکے ترتیب دیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ ایک مجموعہ کی صورت پر شائع کیا جائے مگر شومی تقدیر سے وہ بھی تلف ہوگیا۔ ایک مسدس انکا موسوم بہ کجا جتھا اکثر بزرگان قوم کے پاس موجود ہی۔ یہ وہ نظم ہے جوکہ انہون نے ایک قومی جھگڑے کے موقع پر تصنیف کی تھی اسکے پڑھنے سے انکی زباندانی اور جوش طبیعت کا اظہار ہوتا ہی اس نظم مین نہ رنگین بیانی کو دخل ہی نہ زیادہ تر تشبیہون اور استعارون سے کام لیا ہی سیدہی سیدہی باتین ہین مگر گرمی تاثیر سے مالا مال۔ چند بند ہدیۂ ناظرین ہین۔

عداوت کے شعلے کو بھڑکانے والو   جہالت کی زنجیر کھڑکانے والو
دلون کو ضعیفون کے دھڑکانے والو   نیا روز اک جوڑ بھڑکانے والو
یہ کیا نت نئی شعبدہ بازیان ہین
یہ کیا قوم مین رخنہ اندازیان ہین

یا ایک مقام پر بگڑ کر کہتے ہین ؎

اگر لکھنؤ مین تمہین پارسا تھے   بڑے نیک طینت بڑے پارسا تھے
اگر قوم مین تم ہی دہرم آتما تھے   بڑے پاک باطن بڑے پارسا تھے
تو بہتر تھا گھر بار سب تیاگ دیتے
چلے جاتے کاشی مین سنیاس لیتے

یا قوم کی حالت زار کا نقشہ یون کھینچتے ہین۔

ہر اک قدم مین حسد بغض و محن ہے   نہ وہ صحبتین ہین نہ وہ انجمن ہے
بدی پر بہر امسال چرچ کہن ہے   نہ ہے جوش قومی نہ حب وطن ہے
محبت ہے باقی نہ الفت ہے باقی
پڑی قوم مین بس ہے نااتفاقی

محرم الحرام

دل کو میرے شغل غمگساری کا ہے — غفلت مین بھی طور ہوشیاری کا ہے
گردون کو اگر ہے سرکشی کا غرّہ — ہمکو بھی غرور خاکساری کا ہے

یاحضرت! ذری اِدھر مخاطب ہوجیے۔ واللہ۔ واہ مانتا ہون۔ کیون نہو۔ ہم پرتاب گڈھ سے ننگے پاؤن نہار مُنھ سر پر بھوسا اُڑاتے۔ خاک پھانکتے محرمی صورت بنائے آندھی کی طرح چلے آتے ہین اور آپ ہین کہ چپ چاپ مزے سے مُنھ مین گھنگنیان بھرے۔ کانون مین تیل ڈالے۔ لحاف مین دبکے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین۔ اے سبحان اللہ بس آدمی ہو تو آپ سا ہو۔ لے آپ کو واللہ ہے۔ اُٹھیے بھی بعد عشرے کے پیٹ بھر کے سو لیجیے گا۔ اے ہے آپ کا سونا نہ ٹھہرا ہمارا نصیب ٹھہرا کہ ایک مرتبہ جو لمبی تان کے اٹاغفیل ہوتا ہے تو بس گھوڑے ہی بیچ کے سویا۔ اور پھر ع

کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا جھکے اُسے ہم جگا جگا کر

آخر آپ ہین کون۔ کہان سے آنا ہوا۔ الحمد للہ آپ خیر سے جاگے تو مسافرونکا پتا نشان کیا۔

گو صورتِ دریا ہمہ تن جوش ہون مین — لب خشک مین چشم تر ہے۔ خاموش ہون مین
کیا پوچھتے ہو مقام و مسکن کیسا — مانند حباب خانہ بر دوش ہون مین

آخ آہ آپ ہین۔ بسم اللہ۔ آئیے بغلگیر تو ہو لین۔ حضرت یہ محرم مین سفر (صفر) کیسا۔ جی یہ زمانہ ہی اُلٹو انسی ہی بڑے دن کی خوشی اور محرم کے ماتم کو نہ دیکھ لیجیے ماشاء اللہ کیا اجتماع ضدین ہوا ہے۔ ہان یہ تو فرمائیے کیونکر آئے نہ سان

نہ گمان کھٹ سے موجود - ای حضت یہ نہ پوچھیے - آیئے تو اس طرح سے آیئے جیسے
... زمین میں زلزلہ - ہندوستان مین ادبار - مدراس مین
قحط - سلطنت عثمانیہ مین زوال - کابل مین روسیون کی سفارت - ویسی
اخبارون مین اکٹ تو چشم بد دور آپ کی آمد آمد نہوئی قیامت ہوئی - مرگ مفاجات
ہوئی - آئین یہ کیا ؟ حضت -

قدم نامبارکِ مسعود   گر بدریا رود برآرد دود

ابھی کل کی بات ہی اینجانب پرتاب گڈھ مین بیٹھے عید الضحیٰ کی خوشیان
منارہے تھے - لکھنؤ کیا آئے کہ ریل سے اُترتے ہی چھینک ہوئی - پہلے ہی پہل
حضرت محرم سے مصافحہ کرنا پڑا - اور گستاخی معاف آپ بھی بس دل مین دعائین
بھی دیتے ہونگے کہ اچھے آئے تمام شہر مین کہرام مچگیا - محلون مین ٹپس پڑگئی -
ہر سمت سے سینہ کوبی کی آوازین آنے لگین - جس کوچے مین نکل جایئے رونا پیٹنا
مچا ہوا ہی - کیا امیر کیا غریب سب کے ہان ماتم ہو رہا ہی - اشعار بھی پڑھے جاتے ہین
تو سوز اور درد کے اب بھی گھر سے ساعت واعت بچارکے چلاکرینگے - لے اِس
دُکھڑے کو تو ریل بیگ مین تہ کر رکھیے - اور یہ فرمایئے کہ کہان کے سیر سپاٹے کیے -
کیا کیا مزیداریان دیکھین -

بھئی لکھنؤ کا بھی محرم یاد رہے - ہم خرما و ہم ثواب - دنیا اور عقبیٰ دونون کے
فائدے - زیارتون مین قند مکرر کی حلاوت - روحانی اور جسمانی دونون لذتین -
اور ہکو تو آپ بخوبی جانتے ہین -

دارم زکفر و دین بہر یک قدم دو سیر   من میروم بہ کعبہ و دل میرود بہ دیر

رات کے آٹھ بجے ہونگے کہ بندۂ درگاہ کوٹ وپتلون ڈانٹ چھڑی ہاتھ مین لیے سیٹی بجاتے رپ رپ چل کھڑے ہوئے اور آناً فاناً مین دن سے نجف اشرف داخل۔ ای سبحان اللہ روشنی تھی کہ ایک نور کا دریا موجین لے رہا تھا۔ سڑکین صاف اور ستھری دو طرفہ سٹیون پر گلاس روشن۔ مقام پاک ومقدس ہر ایک چیز موزون ومختصر اور پھر کیون نہو۔

ہمشان نجف نہ عرش انور ٹھہرا — میزان مین یہ بھاری وہ سبکتر ٹھہرا
اس پلے مین تھا نجف اور اُس پلے مین عرش — پہونچا وہ فلک پہ یہ زمین پر ٹھہرا

وہان سے جو اُڑنچھو ہوتا ہون تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑے مین جا دھمکا۔ سچ پوچھیے تو داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند نے اچھا نام روشن کیا تھا۔ سورج مکھی کی روشنی قابل دید تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوہ نور دمک رہا ہی۔ وہان سے جو طرارہ بھرا تو جھم سے چوک مین۔ دوکانین سجی ہوئین۔ ایک طرف کولے۔ نارنگی۔ امرود۔ کیلون کے ڈھیر لگے ہوئے۔ دوسری جانب سیب۔ انجیر۔ انار۔ بادام۔ چلغوزے۔ پستے۔ کشمش منقے خوبانی۔ انگور کی تھیلیان اور اخروٹ دھرے ہوئے۔ حلوائیون کے خوانچون مین چاندی کے ورق لگائی ہوئین برفیان۔ جلیبی۔ لڈو۔ پیڑے۔ کھاجا۔ امرتی۔ قلاقند۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ گرما گرم نان خطائی۔ حلوا سوہن۔ گڑاکے دار ریوڑیان مصری کے کوزے۔ قند۔ لوزیات۔ بعنوان شایستہ چُنے ہوئے۔ ایک عجیب لطف دے رہے تھے۔ "نو بہار گوٹا" صدا کان مین آتی تھی آدمیون کا وہ اژدہام تھا کہ معاذ اللہ۔ سڑکین کھچا کھچ بھری ہوئی تھین۔ کھوے سے کھوا

چھلتا تھا۔ تل دھرنے کو جگہہ باقی نہ تھی۔ تھالی اگر پھینکتے تو سروں ہی پر جاتی اور
رائی چھڑکاتے تو زمین پر نہ آتی۔ آپکا کارسپانڈنٹ بھیڑ مین پہونچتے ہی۔ اوپر
اُچکا۔ اُچکنے ہی کی دیر تھی کہ پھر کیا۔ چڑھ مار گولر پاکے۔ چڈھیاں لیتا ہوا
آغا باقر کے امام باڑے تک جاتے کچومر نکل گیا۔ وہ دھکم دھکا ریلم ریلا تھی کہ
الٰہی تیری پناہ۔ جسکا زمین سے پانون اُٹھ گیا۔ بس ہاتھون ہاتھ معلق جارہا ہے
اِس مقام پر اکثر اصحاب کو ہمنے اِدھر اُدھر دست شفقت پھیرتے بھی دیکھا۔ لیکن
ہتھے پر ٹوکنا مناسب نہ جانا۔
وہان سے حیدری کے امام باڑے کی طرف رُخ کیا۔ اور نئے محل کی زیارت
کرتے ہوے پچھلے پاؤن پلٹا۔ بی حیدر جان کے سوز سُنے۔ کیا کیا چھوٹین لی ہین
کہ واہ جی وا۔ وہ رکھب گندھار لڑتی ہوئین ٹیپ کی تانین تھین کہ سُبحان اللہ۔
سبحان اللہ۔ ایک ہی مصرعے کی تقسیم مین مُلتانی۔ سری راگ۔ اور بھیرون کی
چھاؤن دکھائی دی اور پھر کیا مجال کہ پڑھتے وقت چہرے پر شکن آئی۔ ایسا
گلے کا لوچ اور آواز مین سوز و گداز دیکھا نہ سُنا۔ بارہ بجے ہونگے کہ جلسہ برخاست ہوا
اور دروازے سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک سمت سے یہ آواز کان مین آئی کہ بھئی۔

پھرتے ہین جوان بانکے۔ ترچھے۔ ٹوڑے   تاکے کس مہ جبین کو کس کو گھورے
آؤ آؤ حسین آباد چلین   وان ہوتے ہین سال بھر کے وعدے پورے

حسین آباد کے کیا کہنے ہین۔ روشنی چشم بد دور۔ نور علی نور تھی۔ ہر در و دیوار پر
کنول روشن۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مردنگیان۔ ہانڈی گلاس جگمگا رہے تھے۔

٭ شکن کی اب حاجت ہی کیا ہے۔

روسنہرے پتلون کے ہاتھ مین زنجیر اور اُنمین روشنی کے گلاس تیل تبی سے درست اس طرح آویزان تھے۔ کہ شب یلدا مین کہکشان کا جوبن دکھاتے تھے کنوئین پرتپلیونکا وہ نکھار اور رنگ و روغن تھا کہ بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ امسال حسین آباد پر **فضل حسین** تھا جو سب چیزین ایک عمدگی اور قرینے سے تھین۔ انتظام بھی ماشاءاللہ وہ تھا کہ صلے و جلے۔ خدا آیندہ سال بھی یہی رنگ و روپ رکھے۔ صبح ہوتے تعزیون کی سیرین دیکھین۔ انگے کی ضریح میان خدابخش کی بنائی ہوئی اس آن بان سے نکلی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ چاندی کی ضریح ڈھال کے طیار کی گئی ہی۔ کاظمین اور تال کٹورے کے جمگھٹے بھی مدتون یاد رہین گے۔ بڑے بڑے نواب اور اونچی اونچی رنڈیان ننگے سر برہنہ پا اُسی دن دیکھنے مین آئین۔ حضرت رنج والم کا تو نام ہی نام تھا۔ یار لوگون کے اندھیرے اُجالے مطلب براری خوب ہوئی۔

بی گوہر کا بے ساختہ پن بھی نہ بھولے گا۔ وہ اودے پھول گرنٹ کا انگرکھا سبز اطلس کا چست گھٹنا ؎

بر مین تھی لباس چست معقول ۔۔۔ کانون مین سیاہ تھے کرن پھول

ہاتھون مین کلابتون کی لچھیان۔ کریب کی گوٹ دار رضائی عجب ستم ڈھاتی تھی۔

لے حضت اب طبیعت کی کیفیت دگرگون ہی۔

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسی دکھ نے گھیرا ۔۔۔ پھر کرا ہا دل بیمار خدا خیر کرے

اب لکھنا و کھنا خیر صلاح۔ آیندہ سال انشاءاللہ دیکھا جائے گا۔

ذری بانفع پڑھیے گا۔ والسدواہ پنچوٹ بھی کیسر ہوا ہی۔

نشہ کی ترنگ

مہنگا کر آٹا اور سستی کر افیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ای جناب اودھ پنچ صاحب۔ واللہ ہی کل مکتب مین کیاجی خوش ہوا ہی کہ
قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی یہی بار بار دل چاہتا تھا کہ اللہ رکھے منے مرزا کو
ایک دم چھاتی سے جدا نکرون۔ بخدا کسینے سچ کہا ہی تخم تاثیر صحبت اثر۔ باپ پوت پرا پت
گھوڑا کچھ نہین تو تھوڑا تھوڑا۔ پھر آخر اچھے مرزا ہی کے تو صاحبزادی ہین ماشاءاللہ
سے وہ بلا کی طبیعت پائی ہی کہ حضنت کیا عرض کرون مجھ تو رہ رہ کی یہی خیال آتا ہی کہ
یہ دن سن۔ نام خدا اُٹھتی جوانی ہنوز مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور یہ فکر
آسمان پیما خدا چشم زخم زمانہ سی بچائے وہ پیاری طبیعت پائی ہی کہ سبحان اللہ بحمدہ باوجود
صدہا نوکرون کے اچھے مرزا اپنے ہاتھ سے چلم بھر کر دیتے ہین اور پھر مین اُس چلم کی کیا
تعریف کرون جسمین تلے اوپر چار توے اور پھر مزا یہ کہ چارون کی کیفیت نرالی ایک جلا
دوسرا موجود پھر کش شربت کا گھونٹ دھوئین کی یہ لطافت کہ ہوالاول ہوالآخر۔
ہاے لال لال سیجے کو لون کو اس ترکیب سی جماتی ہین کہ تحریر اقلیدس کی جس شکل
سے چاہیے بھڑا لیجیے اگر سر مو فرق ہو تو ہاتھ قلم کر ڈالیے ایک حقہ ہی نہین چانڈو کا
قوام وہ بڑیا تیار کرتی ہین کہ بس اور کیا کہون ہاتھ چوم لے۔ اور یہی اُنکی سی محنت
کوئی کرتو لے جناب سید الشہدا کی قسم کہا کی کہتا ہون کہ افیون کو پانات کی ٹکڑے
مین کم سی کم دو سو مرتبہ تو مقطر کرتے ہین اُسوقت اُسکی رنگت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہی

ہو ہو خون کبوتر بو باس صلّے و جلّے واللہ ہی ایک مرتبہ نگاہ بھر کی دیکھ لیجیے دو دن تک
چسکی کی حاجت نہو اور پھر ہین آپ سے کہون وہ اُنکی تماسے کی پٹ ڈالدیتا
ستم ہی برپا کر دیتی ہی کیا مجال کہ کہین چھینٹا رُکے تو۔ ایک دم مین طبیعت باغ باغ
ہوجاے خیر یہ تو اُنکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی موزونی طبع تو اُنکے حصے مین پڑی ہی
ادھر آپ نی شعر پڑھا اور اُدھر جواب لیجیے۔ اور تو اور شیخ سعدی کی کلام کی تصحیح کرڈالی۔
اور پھر کیسے کیسے مصرعے چپان کئی ہین کہ جنکا جواب نہین۔ اعجاز کہئے تو بجا ہی حضرت آپ پسند
کرین یا نہ کرین ہماری امت والون نی تو یہ دلمین ٹھان لیا ہی کہ اب کریما کے عیوض
یہی اشعار بچون کو پڑھایا کرینگی جسسے دنیا و عقبیٰ دونون ہاتھ لگین۔ حضرت فرماتی ہین۔ کہ

میرے ساقی چانڈو کا چھینٹا پلا — کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا
مزا کیِرکرا ہو گیا دے چرس — ندارم غیر از تو فریاد رس
خوش از چانڈو بازی دگر کار نیست — وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
مدک چون مسِ قلب را اکیمیاست — کہ افیون ہمہ درد ہارا دواست
اگر چانڈو بازی تو کرا ختیار — شود خلق دنیا ترا دوستدار
یہ افیونیون کی کمرِ خم نہین — نہد شاخ پُرمیوہ سر بر زمین
کمر خم ہوئی رہگیا مغز و پوست — تواضع ز گردن فرازا نکوست
مدک کش لگائے اگر دم سنبھل — زند سوز او شعلہ در آب و گل
اِدھر لاؤ حقہ لگاؤ نہ دم — کہ ناگہ شود سر لبر کالعدم
جو افیون پیے ہے وُہی آدمی — نزیبد ز مردم بجز مردمی
میان ہجر پینک مین آٹھون پہر — بغفلت مبر عمر در وے بسر

لسان الغیب کشمیر

سنبھل قومی اعزاز کے کہونیوالے زمانے مین تخمِ حسد بونے والے
جہالت کی چشمے سے مُنہ دہونیوالے خبردار او بے خبر سونے والے
گہٹا کی طرح چھا رہی ہے تباہی
تری قوم پر آ رہی ہے تباہی
ترے ساتھ کیا قوم نے کی بُرائی جو گمنام قہرست ہر جا گمائی
یہ کیا تفرقہ ڈالنے کی سمائی چھٹے باپ سے بیٹے بہائی سے بہائی
بہلا مقتضای ریاست یہی ہے
شرافت یہی ہے نجابت یہی ہے
تری قوم کو اس عداوت نے کہویا جہالت نے کہویا حماقت نے کہویا
بنا گہر ترا تیری عادت نے کہویا تجھے فخر بیجا کی شامت نے کہویا
وہ حالت ہی جسکا سدھرنا ہی مشکل
تہِ آب سے اب ابھرنا ہے مشکل
یہ سودا سمایا ہے کیا تیرے سر مین جو شاخین نکالی ہین جھوٹی خبر مین
ہے بیچ مچی حیف ہر ایک گہر مین لڑائی ٹھنی ہے پدر اور پسر مین
جو چندے رہی یونہین بے اعتدالی
تو پہر قوم کا بس ہے اللہ والی
یہ ذاتی تشخص یہ نخوت کہان تک یہ پندار یہ عُجب ثروت کہانتک

اپنا نون سے اپنے یہ نفرت کہانتک یہ عینڈے لڑانے کی عادت کہانتک

ذرا کہول کر کان سُن اس سخن کو

ہے در پیش چہ آخرش جاہ کن کو

یہ انصاف سے تو نے کیون مُنہ کو موڑا یہ آغوا کا کیون تو نے طوفان جوڑا

خور و نوش کیون اپنے بہائی کا چہوڑا یہ کیون سلسلہ حب اخوت کا توڑا

یہ نفسانیت کیا سمائی ہے سر مین

یہ اخراج جائز ہے کس شاستر مین

بہلا پنڈتون سے بوستہا بہی لی تہی جرائم کی مجرم سے تحقیق کی تہی

کمیٹی مین پستک بہی کوئی کہلی تہی کچہ انصاف بہی ان تہایا دل لگی تہی

یہی طور پنچایتون کا اگر ہے

سزاوار اخراج پہر ہر بشر ہے

جہان ملگئے چار ہمقوم بہائی شکایت کسی نے کسیکی سنائی

تو پہر کسکا اظہار کسکی صفائی وہین فرد اخراج دستخط کرائی

ہوئی گشت شہرون مین اور سبنے جانا

کہ خارج ہوا قوم سے ہے فلانا

یہ اخراج کا گر رہا تازیانہ کہانی رہی یہ یہی گر فسانہ

تو آتا ہے نزدیک وہ بہی زمانہ کہ اوٹھیگا کُل قوم کا آب ودانہ

مزا ہے یونہین نت نیا تفرقہ ہو

یونہین قوم مین تعمیر تخرجہ ہو

مری قوم کے پیارے کشمیری بھائی　　یہ ہٹ دھرمی کیون اتنی دلمین سمائی
گھٹا خوف کی کیون ہی آنکھون پہ چھائی　　سمجھہ بوجھکر کیون ہے بے اعتنائی
ذرا دل مین سوچو تو للہ صاحب
زبان پر ہی کچھہ دلمین کچھہ واہ صاحب

بمجبوری دستخط کا کرنا غضب ہی　　بزرگون پہ الزام دھرنا غضب ہی
اس اخراج سے آپ ڈرنا غضب ہی　　مخالف کے آگے مکرنا غضب ہی
وہی ہوگا قسمت مین جو کچھہ بدا ہی
رضاے خدا راستی مین سدا ہی

یہ غالب ہوئی دینوی تم پہ عبرت　　کہ دنیا کو عقبیٰ پہ دی تو نے سبقت
بڑہی ایسی تخویف بیجا کی عزت　　گھٹائی نگاہون سے ایمانکی وقعت
نہ ہے اور نہو گا یہ مسلک ہمارا
مبارک تمہین دہریہ پن تمھارا

کھلے بندون ہوٹل مین جانا روا ہی　　گلاسون کا منہ سے لگانا روا ہی
برانڈی کی بوتل لنڈھانا روا ہی　　مٹن چاپ کٹلٹ کا کھانا روا ہی
پیو برف بے کھٹکے اسٹیشنو پر
اوڑاؤ لیمونیڈ سوڈا و جنجر

گرو سر کو جھپ جھپ کی گر خم تو جائز　　عبادت کرو الٹی دائم تو جائز
جو گھر ڈال لو کوئی خانم تو جائز　　شکر شیر ہو جاؤ باہم تو جائز
وہی کرتی ہین جنکی کچھہ حوصلی ہین　　جو سچ پوچھو دولت کی سب چوچلی ہین

طوائف سے ہو گر مجو شی تو واجب | بہم ملکے ہو بادہ نوشی تو واجب
امیرون کی ہو خیر کوشی تو واجب | جو دانستہ ہو چشم پوشی تو واجب

مدک چانڈو افیون مے تم کو جائز
دوا ہر اک چیز ہے تم کو جائز

اِن افعال پر نکتہ چینی خطا ہی | رئیسون کو ہر فعل کرنا روا ہی
نہ معلوم کیا کیا دلون مین بھرا ہی | اس اخراج کا اور ہی مدعا ہی

کلب اور اغوا کا ہے اک بہانا
غرض قوم پر ہے دباغت جتانا

ارے جوش قومی کہان ہی کدہر ہی | یہ کیا ہو رہا دیکھ شام وسحر ہی
کبھی تیری انصاف پر بہی نظر ہی | تری قوم کی دیکھ حالت تبر ہی

جو مفلوک ہین یا کہ ہین صاحبِ زر
نگاہون مین تیری تو سب ہین برابر

جو مارل کرج کا تجھے ہے سہارا | دباغت یہ کب ہو گی تجکلو گوارا
اگر تو بہی اسوقت ہمت کو ہارا | چنین خوف بیجا مبارک شمارا

یقین یہ نہین تیری ہمت جو کم ہو
یہ ممکن نہین تو نہ ثابت قدم ہو

کسی نے بہی اخراج ایسا سُنا ہی | کبھی ایسا کشمیریون مین ہوا ہی
سمجھنے کے قابل یہ کل ماجرا ہے | یہ ذاتی عداوت نہین ہی تو کیا ہی
بجہاتی ہین ثالث لگی اپنے جی کی | صدا ہی نہین سنتے ہم مدعی کی

یسی آجکل چارسو گفتگو ہے — کہ یہ قوم بھی حیف کیا جنگجو ہے
اکٹے مرتے آپس مین ہین ایسی خو ہی — بھلا کیون نہو آخرش لکھنو ہے

ولایت کا جو نام تک لے وہ خارج
جو جانے کی ترغیب تک دے وہ خارج

نہ دستخط کرے بند پر وہ بھی خارج — مخالف اگر ہے پسر وہ بھی خارج
موافق نہین گر پدر وہ بھی خارج — کرے جو اگر یا مگر وہ بھی خارج

یہ اخراج کا مادہ پک رہا ہے
ہراک "برطرف" "برطرف" بک رہا ہے

بڑہی اسقدر رہجہانا اتفاقی — گئی چھوٹ آپس کی سب خوش مذاقی
محبت کی بو تک رہی اب نہ باقی — نہین ہوتے بھائی سے بھائی ملاقی

پہنسی قوم ہی ظلمتِ ماومن مین
ترقی کا چاند آگیا ہے گہن مین

نواب سید محمد صاحب آزاد آئی۔ ایس۔ او

مشرقی بنگال کے ایک سربرآوردہ اور دولتمند خاندان میں ۱۸۴۸ء میں ڈھاکہ میں پیدا ہوے۔ اور اوائل عمر میں تعلیم بھی وہیں پائی فارسی و اردو کی تعلیم ایک نامی اُستاد یعنی آغا احمد علی[۱] اصفہانی مصنف موید برہان کے زیر نگرانی پائی آپ اُستاد کے نہایت رشید شاگردوں میں سے تھے۔ اُس زمانہ میں اول تو انگریزی تعلیم کا چرچہ ویسی ہی بہت کم تھا۔ پھر بنگالہ کے مسلمانوں میں تو صرف شاذونادر اصحاب اسطرف توجہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک خط میں فرماتے ہیں "و انگریزی میں مجھے انٹرنس فیل ہونے کی عزت بھی حاصل نہیں ہے ہمارے وقت میں ہمارے شہر کے مسلمانوں کو انگریزی خوانی سے مطلق رغبت نہ تھی۔ میں نے تفنناً چند روز انگریزی پڑھی تھی اور سہ سال کالج بھی گیا تھا اُسکے بعد پھر اپنے خسر معظم نواب عبداللطیف صاحب بہادر مرحوم کی صحبت بابرکت میں کلکتہ میں رہکر کتب بینی سے کسیقدر انگریزی حاصل کی اور پھر نوکری اختیار کرنیکے بعد بشرط ضرورت اپنی انگریزی کی تکمیل کرتا رہا" سرکار انگریزی کی ملازمت عہدہ سب رجسٹراری سے شروع کی لیکن رفتہ رفتہ مختلف مدارج طے کرتے ہوے کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور آخر میں انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہوے۔ دو دفعہ بنگال کونسل کے ممبر منجانب گورنمنٹ نامزد ہوے اور آئی۔ ایس۔ او

---

[۱] غالب مرحوم نے برہان قاطع لغت کی رد میں ایک کتاب موسوم بہ قاطع برہان لکھی تھی اسکے جواب میں آغا احمد علی صاحب نے موید برہان لکھی تھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تیغ تیز سے دیا تھا اور پھر اسکا جواب الجواب آغا صاحب نے شمشیر تیز تر سے دیا تھا اس علمی معرکہ کا پورا قصہ مولانا مرحوم نے یادگار غالب میں بیان کیا ہے۔

کا خطاب پایا سنہ ۱۹۱۲ء مین اپنے فرائض سرکاری سے سبکدوش ہو کر پنشن لے اور آپ کلکتہ مین تشریف فرما ہین اخبار بینی و مضامین نگاری کا شوق شروع ہی سے تہا۔ سب سے پہلے فارسی اخبار دوربین مین کہ جو "مسلم لٹریری سوسائٹی" کا پرچہ تہا مضمون لکھنے شروع کئے۔ یہ نہایت نو مشقی کا زمانہ تہا رفتہ رفتہ اردو مین مضمون نگاری کا شوق ہوا۔ سب سے پہلے اودہ اخبار مین لکہنا شروع کیا اور سنہ ۱۸۷۶ء سے یہ سلسلہ برابر قائم رہا۔ اکثر مضامین آپکے اکمل اخبار۔ دہلی۔ آگرہ اخبار۔ سفیر لدھیانہ۔ اخبار الاخبار مین بہی نکلے مگر آپکے شہرت بہی اودہ پنچ کی شہرت کے ساتہ ہی ہوئی۔ خاصکر آپکا نوابی دربار کہ جو سنہ ۱۸۸۴ء مین بطور ناول کے پنچ مین شایع ہوا تہا نہایت ہی مقبول ہوا۔ علاوہ برین آپ کی ڈکشنری مہذب نامہ و پیام اور سوانح عمری مولانا آزاد ایسے مضامین تھے کہ جنہون نے کافی شہرت حاصل کی۔ اکثر مضامین آپکے ایک جگہ ترتیب دیکر ایک جلد مین کہ جسکا نام "خیالات آزاد" ہے شائع ہوے ہین کہ جنکی قدر بڑے بڑے لوگون نے کی اور دور دور سے آپکے پاس مبارکباد کے خط آئے ہین۔ انگریزی زبان مین بہی آپنے مضامین نگاری کی اچھی خاصی مشق حاصل کی اور بابو شمبہو چندر ڈے کی صحبت سے اس بارہ مین بہت ہی نفع اوٹھایا۔ آپ اخبار رئیس و رعیت مین اکثر ایڈیٹوریل مضامین لکہا کرتے تھے کہ جو اکثر سرکار و رعایا دونونکی نگاہ مین قابل قدر سمجھے گئے۔ غالباً پنچ کے نامہ نگارون مین یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ تا دم آخر آپ نے حق دوستی نبہایا اور برابر کچھ نہ کچھ لکھتے رہے۔



نواب سید محمد خان بہادر آزاد آئی - ایس - او

انڈین پریس الہ آباد

پورانی روشنی کا نامہ وپیام

لندن - رسل - اسکوبار

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ - تسلیم - اُس روز آپنے مجھے کانپور کی اسٹیشن پر آکر رخصت کیا اور احباب نے رنگارنگ کے امام ضامن ہمارے بازو پر باندھکر خیرباد کہا اور آج دیکھیئے بندہ عنایت ایزدی سے لندن مین ایک مکلف اور آراستہ اور ہوادار ہوٹل مین ایک غرور اور مسرت کے زور سے ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھکر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہی اس خط کے مطالعہ سے آپ کو بخوبی معلوم ہوجایگا کہ ہم اپنے قول کے سچے اور اپنے وعدے کے پکے ہین اور شاید قلیل ہی عرصہ مین آپ اور ہمارے وطن کے دوسرے احباب اُسکو تسلیم کرلینگے کہ ہان بعد مدت کے اب اسے ایک شستہ اور تہذیب یافتہ خیالات اور پکے تجربہ اور پختہ عقل اور ہشتادتی عقیدہ کا آدمی اس ترقی انگیز ملک مین آیا ہی کہ جو آیندہ بہار کی ہر قسم کی اصلی اور واقعی حالات اور تمدنی اور اخلاقی خیالات سے اپنے نیم وحشی ہموطنون کو آگاہ کرسکیگا اور جو کہ خدانخواستہ ولایتی اخلاق اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کا دوربین بنے گا - آپ تو جانتے ہین کہ ہم پورانے اسکول کے آدمی ہین اور ہمارے دل مین قدیم مدرسہ اور اُسکے علوم و فنون اور اور پورانے خیالات کا کیسا فیض بخش گنجینہ ہی - اور ہم اپنی وضع کے کیسے پاسدار اور پیار کرنے والی ہین کہین جائین کسی ملک کا سفر کرین مگر کیا معنے کہ اپنی وضع مین فرق آسکے

اور اپنی قطع بدل جاے یہ تو بہروپیونکا کام ہی کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہین اور
اِس ذریعہ سے اپنی روٹی کماتے ہین - بندہ نے ڈوور کے قریب ہی جہاز پر اپنے
ڈبل اوور پر شوکت اور سایہ دار اورکا مدار چونہ مین اپنے کو لپیٹا اُسپر سے ایک
۳ فٹ کا شالی کمربند بھی جڑ دیا اپنی پانسیری دستار علم کو بھی سر پر رکھا اور
سبز رنگ کی بلند ایڑی والی کفش کو بھی ڈانٹا بھر کیا تھا ادھر جہاز سے اُترکر
ریل پر سوار ہوے کہ تماشا بنگئے جسکو دیکھو وہی ہمکو دیکھتا ہی جس لیڈی کی
آنکھ پڑگئی وہ ہمہ تن حیرت بنگئی اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے
کے پاس آرہے ہین بیسون صاحبان عالیشان گاڑی مین گھُسے چلے آتے ہین
لیڈیون نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی بناڈالا اور مین اُن کے اس
استعجاب کو دیکھکر ہر دم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا معلوم ہوتا ہی یہانکے انگریزون نے
آج تک کسی ایماندار متعصب اور خرانٹ مولوی کو اُسکے اصلی لباس اور
شان و شوکت اور ہیئت سے نہین دیکھا تھا اور اسلیئے میری پذیرفتگاری کا
وہ سامان ہوا کہ جو جزیرون کے وحشیون کے لیئے ہوتا ہی خیر انکا جو جی چاہے
سمجھین مگر ہم بھی اپنے دل مین اُنکو کچھ سمجھ لیتے ہین اور اسلیئے کسی فریق کو
جاے شکایت نہین ہی عوض معاوضہ گلہ ندارد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
عقل سلیم بڑے زور سے میرے دل مین اسکی تحریک کرتی ہی اسکے قبل جو
ہندوستان کے لوگ یہان آئے ہین وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہین بلکہ کلکتہ و بمبئی
سے صاحب بنکر اُترے یا سوار ہوے تھے اور اسلیئے وہ لوگ عجائب المخلوقات نہین
تصور کیے گئے اور یہانکے لوگون نے اُنکو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقہ کا

وکیل یا کالے صاحبون کا زندہ یادگار عزت آثار تصور کیا اور اُن کے ساتھ
اُس قسم کا برتاؤ خاص اور عام مجلسون اور صحبتون مین ہوتا ہے کہ جو اپنے
خاص لوگون کے ساتھ ہونا چاہیے مگر یہان کے لوگ بدل اسکے خواہشمند اور متمنی
تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی یہان آوے تاکہ اُس سے بہت دیسی باتین
کہ جنکے بیان کرنے مین نئی روشنی والون کو بہت ہی تامل ہوتا ہی دریافت ہون
اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیون کی شکایت اور حکایت کو اسکی اصلی آب و رنگ
اور دیانتداری کے ساتھ بیان کرے یہان کے قابل اور بیدار مغز وزرا
ہملوگون کے قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور قدیم مدرسون کے
حالات سے واقف ہونے کے بڑے شایق ہین اور اُنکا قول ہی کہ اس قسم کی
معلومات انگریزی دان اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سے نہین سکتے ہین
کیونکہ اول تو انکو خود بھی اپنی خبر نہین اور ثانیا انگریزی تعلیم کے اثر نے ابتدائے
شباب ہی مین اُنکے خیالات پر مغربی تہذیب کی پالش کردی ہی ان وجہون سے
میری خاطر تواضع حد سے زائد ہوتی ہی اور میرے ساتھ یہان کے لوگ اُسطرح سے
پیش آتے ہین کہ جس طرح غیر ملک کے کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے اور میرے ہوٹل کے دروازے پر گاڑیون کا ہجوم رہتا ہی اور ہر شب کو
کسی خاص یا عام جلسہ مین میری دعوت ہوتی ہی شاعر نویلیسٹ محرر ریفارمر
سفرا وزرا ممبران پارلیمنٹ تجار شاطر پادری صاحب لوگ اور بعض بعض دیسی
خاتونان بانام ونشان کہ جو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے اسباب کی مہیا کرنے
اور بہم پہونچانے اور ہندوستان کے باشندون کی ہمدردی کا چراغ یہان کے

لوگون کے دلون مین روشن کرنے کی کوشش کرتی ہین اس حقیر کی ملاقات کو
آتی ہین اور مختلف امور اور مسئلون کے متعلق سوالات کرتے ہین یہان کے علما
اور پادری صاحب لوگ بڑے وسیع الاخلاق منکسر المزاج متحمل اور ذیہوش ہین اور
اسی قسم کے لوگون سے اور خاکسار سے زیادہ ملاقات رہتی ہی ؎

کند ہمجنس باہمجنس پرواز   کبوتر باکبوتر باز با باز

آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہان آئی مہینے دو مہینے کا ہی عرصہ
ہوا اور مین قلم ہاتھ مین لیکر یہان کے حالات اور خیالات اور رسم ورواج
اور طریق معاشرت وتمدن وغیرہ وغیرہ پر رائے دینے کے لیئے اکڑ کر بیٹھ گیا
اور اپنے تئین کے آمدی و کے پیر شدی کا مصداق بنادیا۔ مگر نہین مجھی اس
تھوڑے عرصہ مین یہان کے لوگون کے اندرونی اور بیرونی حالات کے
دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع ملاہی ایسا شاید کسیکو سالہا سال مین
نہین ملیگا کیونکہ میرے رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گذرا ایسے
ایسے مقامات مین ہوتا ہی کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہین۔

یہان کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہین اور نقش آزادی گویا انکے
سینون پر کندہ ہی انکو دولت حشمت اور ریاست کسی چیز کی پروا نہین
مگر جہان انکی آزادی کو کسینے انگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہین آزادی
کے نشہ سے کچھ انگلستانی لوگ ایسے مدہوش ہین کہ اسکی ترنگ مین انھون نے
اپنے سب قسم کے حقوق کو عورتون کے ساتھ بانٹ لیا ہی اور مرد و عورت
کی حالت مین کوئی فرق نہین ہی معاذ اللہ یہان عورتین گھوڑا دوڑاتی ہین

ناچتی ہین غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہین دوکانون مین بیٹھتی ہین خدا جانے اور کتنا دھندا کرتی ہین ہمارے عفت آباد ہندوستان کی عورتون سے اگر یہان کی عورتون کی بے پردگی اور بے شرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کردی جاے تو اُنکو فوراً شرم اور خوف اور غصہ سے اُس قسم کی حارتپ آجاوے کہ جو مثل شاخ چنار انکو جلادے یہان کے مکانات سواریان سب بے پردہ ہین اور یہان کے لوگون کا قول ہی کہ کھلے مکان مین ہوا آتی جاتی ہے اور اسی سے صحت جسمانی مین ترقی ہوتی ہے خیر مردون کے واسطے یہ مکانات بیشک عمدہ ہین مگر نہ کہ ویسے صاف وشفاف کہ جیسے ہمارے دہلی کے اور لکھنؤ کے امرا کے دولتسرائین اور زنانون کے لئے تو یہ مکانات بالکل ناموزون ہین نہ بلند دیوارین نہ متعدد ڈیوڑھیان نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح پردہ دار پائین باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریان نہ محرابی بارہ دریان نہ ہوادار اور پردہ دار کوٹھے مکانون مین فن عمارت کے اصول سے دیکھئے تو کوئی تعریف کی بات نہین ہے کیونکہ صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہوتا ہی اور بڑے بڑے آئینے لگے رہتے ہین البتہ کوچ میز اور کرسیان اور بہی دوسرے سامان آرایش قابل تعریف ہین مگر نہ ایسی کہ اُنکو اپنے نواب زادگان ہند اور والیان ملک کے مکانات اور ایوانون سے ایرانی قالین مخملی گاؤتکیے فیل دندان کی چارپائیان سونے چاندی کے جھاڑون رنگ برنگ کے شیشہ آلات اور طلائی اور نقرئی اُگالدان اور حلبی آئینون سے تشبیہ دیسکین

پورانی روشنی کا نامہ و پیام

مائی ڈیر مولانا ہنوز طلاقت لاحق ہی کہ مین اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوا اور چاے پانی مکھن اور توس پھوس کو اپنے معدہ کے زندہ خورجی مین رکھکر اور اپنی تسبیح کو پلنگ کے ایک کونے پر لٹکا کر لکھنے کی میز پر آبیٹھا - اور نہایت تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہون گو میری ہندوستانی عادات کی پابندی کے سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف ہوتی ہے مگر کیونکہ اپنے اوقات معینہ مین فرق ڈالون اور کیونکر اپنے حکیمانہ خیالات کے مطابق حفظ صحت کی قواعد کو نہ برتون - دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہے اور جہان تک نگاہ کام کرتی ہے صاف یہی معلوم ہوتا ہی کہ ایک عمدہ سلطنت کے فیل و ندان کی سیتل پاٹی بچھی ہوئی ہی دریا مین جہازون کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھا رہی ہی - اور درختون پر مختلف قسم کے خوش آہنگ پرند قدرتی بینڈ باجا بجا رہے ہین - میز کے قریب آتشدان روشن ہی اور اُسمین ولایتی کوئلہ جل رہا ہی اور مین پیور کی عبا اور فلالین کی نیمہ آستین پہنے بیٹھا ہون - ہوٹل کا خانساماں اکثر ہمارے واسطے ہماری پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی پکاتا ہی اور یہودی قصاب کی دوکان سے گوشت لانے مین ہم اُسکو بہت تاکید کرتے ہین اور جبکہ ہم اُسکو یہ حکم دیتے ہین تو وہ مُسکراتا ہوا ہمارے سامنے سے چلا جاتا ہی یہان کے لوگ سحر خیز نہین ہین اور اکثر دس بجے تک سوتے رہتے ہین اور گویا یہان نیند سے چونکنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہی کوئی بھلا مانس تو تڑکے کیا اُٹھیگا شاید یہان کا مرغ سنئے نبّجے کے مثل بولتا ہو -

سحر خیزی کی صفت یہان کے لوگو نمین وو وجہون سے نہین ہے ایک تو یہ کہ انگریز لوگ ہر روز علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہین کرتے ہین اور صبح کو نیند سے چونک کر دنیوی کامون کے شروع کرنے کے قبل نماز نہین پڑھتے ہین اور رات بھر جو آرام اور تسکین اور مسرت سے کاٹتے ہین اسکا شکر بارگاہ ایزدی مین صبح کو بجا نہین لاتے ہین۔ اسوقت ہمارے ہندوستان کی مسجدو نمین جوق جوق مسلمان لوگ صاف لباس پہن اور خوشبو لگا کر جا رہے ہونگے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کا ہمارے معبدون مین غل ہوگا کوئی وظیفہ مین مصروف ہوگا کوئی درود پڑھتا ہوگا کوئی سجدۂ شکرانہ بجالا رہا ہوگا اور کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہان ہر طبقہ اور درجہ کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھرون سے باہر رہتے ہین اور عام مقامات آسایش و آرایش اور تماشا خانون کی سیر کرتے ہین اور اپنے احباب کے حلقہ مین کھیلتے کھاتے اور پیتے رہتے ہین۔ یہان ہر فشن اور پیشہ کے لوگون کے عام مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور کلب گھر علیحدہ ہین مثل فوجی قانونی وزیری سفیری فرانسیسی و جرمنی ہوٹل اور کلب اور پبلک ہوس کے اور شام کے بعد سے تھیٹرون اور ایسے مکانون مین کثرت سے ہر قسم کے لوگ جمع ہوتے ہین اور اپنی اپنی پسند اور مذاق کے مطابق ایک ایک طرح کی تفریح مین مصروف ہو جاتے ہین۔ تماشا خانے کثرت سے ہین اور گنجفہ تاش شطرنج اور میز کے انٹے کا جوا بڑی دھوم سے ہوتا ہے اور ایسے ایسے سور کھلاڑی ہین کہ جنکا لوہا سارے تہذیب یافتہ ملک کے جواری مانتے ہین اور جو اس

ناجائز ذریعہ سے لاکھوں ہی لاکھ کماتے اور اڑاتے ہین۔ کسی ہوٹل کے کسی
کمرے مین دو چار یار تاش کھیل رہے ہین کہین دو چار شطرنج مین غرق ہین کسی
طرف انٹے کی میز پر کھٹا کھٹ انٹی دوڑ رہے ہین کسی جانب بادہ نوشی ہورہی ہے
کہین کافی اوڑ رہی ہو اور کسی گوشہ مین چاے پانی کا سامان درست ہو علاوہ اسکے
وضعدار اور طرحدار مالدار اور رؤسا خاتون اور امرا اور وزراے نامدار کے مکانون مین
خاص خاص دعوت کے جلسے بھی روز ہی ہوا کرتے ہین اور ہر غنچۂ احباب مین مسائل
تمدن یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چھڑتی ہو اور بڑی گرمجوشی سے تبادلۂ خیالات
اور آرا ہوتا ہو اور ہر شخص روزانہ صحبتون اور خاص جلسون مین رائے دینے اور گفتگو
کرنیکے لیے تیار رہتا ہو اور اخبار و نسے اپنی تحویل دماغ مین ہر قسم کے معلومات کا
خزانہ پیشتر سے جمع کر رکھتا ہو۔ جن لوگون کے رہنے کا اپنا خاص مکان یا کرایہ
کی کوٹھی ہو وہ ایک بجے دو بجے اپنے اپنے مکانون مین ہوٹلون تماشا خانون اور
کلبون سے چلے جاتے ہین اور جو خانہ بدوش ہین وہ سہ

درویش ہر کجا کہ شب آمد سراے اوست

پر عمل کرتی ہین۔ سحر خیزی کی مانع جو دو وجوہ میری خیال مین آئی تھے مینے بیان کیے اور شاید
یہ بھی گمان ہوسکتا ہو کہ چون کہ صبح کو یہان بڑی سردی پڑتی ہو اسلیے ہر قسم کے
لوگ اسوقت اپنی اپنی خوابگاہ مین رہنا حفظ صحت کے لئے بہتر تصور کرتے ہین
یہان کے عام مکانات آرامش و رامش اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ ہمنے کھینچی ہو اسکو
دیکھکر تو آپ پھڑک جائینگے اور علی الخصوص ہماری ملک کے وہ امیرزادے کہ جو شبانہ روز
یو بارہ اور تین کانے کہتے رہتے ہین انکے دلونمین لندن کی سیر کا شوق بھر جائیگا مگر نہین

یہان کی عام مکانات تفریح اور ہماری ملک کی مدک خانے اور چنڈو خانے اور
عیش خانون سے آسمان وزمین کا فرق ہی اور کبھی کوئی منصف مزاج اور دوربین ہمارے
ملک کی چانڈو خانے اور عشرت خانی پر یہان کی ہوٹل تماشا خانے اور جوا خانے کو
ترجیح نہین دیگا۔ یہان کارخانہ بہت فوق البھڑک ہی روشنی اچھی سامان اُجلے مگر تسکین
آرام راحت اور ہم لوگونکی خیالات کی مطابق عیش بالکل یہان مفقود ہی۔ ان مکانون
مین سناٹیکا لطف نہین بلکہ ہنگامہ ہی اصلی صفائی کا نام نہین بلکہ کسافت ہی۔
تسکین کا نام نہین بلکہ انتشار اور اضطراب اُسکی جگہہ ہی۔ اور خلاصہ یہ کہ گوشۂ عافیت
کی پوری تعریف صادق نہین آتی ہی غیر اور اجنبی لوگونمین ملنی جلنے سے ذی تکلفانہ تفریح کا
لطف کہان باقی رہتا ہی ہوٹل مین ہر قسم کی لوگ آتی جاتے اور رہتی ہین اور کوئی اُنکو
منع نہین کرسکتا ہی کیونکہ ایسے حکم کے دیتے ہی آزادی پر حرف آئیگا۔ ہمارے چانڈو خانون
مین گو ظاہرا سامان آرایش کم رہتا ہی مگر گوشۂ عافیت کی پوری تعریف اونپر
صادق آتی ہی اور اُنکو کان ومعدن آسایش کہنا بجا ہی۔ ایک نفیس مکان چھوٹے
چھوٹے دروازی اور اُسکے سوا دہوان نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لئے سیکڑون سوراخ
بیسیون روشندان مکلف فرش بڑے بڑے گاؤ تکیے اور چھوٹے چھوٹی گل تکیے
عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونے مین اس طرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ
جلتا ہو۔ اسکے سوا ہر شخص کی سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کی لیے اُگالدان و تانکی
جانیوالو نپر بیٹھنا حرام ہو گیا فوراً آرام سے لیٹ رہا اور چینی کے لئے غریب چانڈو باز
لوگ موجود ہین اُنکی خدمت کی اُجرت نہایت کم ایک چینٹی پر رات بھر خدمت کرین
نیری کی تشتریان بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کہانیکی لیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا

وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی بلند پایہ صحبت حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ
کسیکی ٹانگ اور کسیکا مُنہ کسیکا چونڑ اور کسیکا سر۔ ہر شخص کے لیی خوشبو کی
گلوری تیار اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار۔ اُنکی آزادی یہ ولایت کی آزادی
نہین ہی بلکہ وہ ایسی آزادی ہی کہ دنیا ومافیہا کے خیال سی بکایک دل کو دھو دھا کر
پاک کر دیتی ہی۔ انکسار کا وہ مرتبہ کہ

خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

کی مصداق بنے ہوئی ہین۔ عافیت پسند بھی ایسے کہ کبھی چھینکنے کی آواز تک سٹرک کے
چلنے والون نے نہین سنی۔ قانون کی ایسے ماننے اور جاننے والی کہ مچھر تک پر کبھی بھول سے
ہاتھ نہین اوٹھایا۔ تحمل کا وہ جوش کہ گالی تو گالی جوتی کہانے پر بھی کسیکو نہین مارا
امورات تمدن کی ایسے شایق اور ماہر کہ آج تک روم و روس کی لڑائی کا فیصلہ اونکی
رائے مین نہین ہوا۔ اور افغانستان کی چڑھائی کو تا اینددم تسلیم نہین کیا۔ تیبا بو کو زولوکا
بادشاہ جانتے ہین۔ مسٹر شا کے زنجبار مین انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہین۔
کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا شروع کیا تو دو بجے وہ ختم ہوا۔ قانع
اور صابر اس مرتبہ کے کہ ایک تشتری کھیر کی چاٹ کر دن رات بسر کی۔ مردم آزاری کا
وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کی خیال سی مہینون کپڑی نہین بدلتی ہین منتظم اور خوش معاملہ
اور بامروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے کا پانا بے تکلف ہو جاتے ہین۔ تقدیر پر ایسا
تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑھنی کی خبر سنکر بھی کبھی بالین سے سر نہین اُٹھایا۔
گوشہ نشین ایسی کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ نہین دکھایا۔ شب بیدار ایسے کہ رات بھر تارے گنا
کرتے ہین۔ حفظ صحت کے ایسے عاشق کہ تمام دن مردہ سی بازی لگا کر سوتے ہین۔

پورانی روشنی کا نامہ و پیام

یہان کے تماشاخانون مین بیشک بڑی تیاری ہوتی ہی روشنی کا اہتمام خوب ہوتا ہی اور پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے جاتے ہین اور تماشا کرنیوالے مرد اور عورتین عمدہ عمدہ لباس پہنکر تماشا کرتی ہین اور تازہ بہ تازہ سانگ لاتی ہین اور ایک دم مین پردون کے اولٹ پہیر سے سارے مکان کی ہیئت بدل جاتی ہے ابھی باغ تھا ابھی سمندر موج مار رہا ہی ابھی ہوٹل تھا ابھی دیوانخانہ ہی ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پھر ایک آن مین قبرگاہ بنگیا ہر تماشاخانی اور تھیٹر اور اوپرا مین باجا بجتا ہی اور وہ اوسی قسم کے باجے ہین کہ جنکی آواز وحشت ناک اور سامعہ خراش ہوتی ہی اور جنکے سُننے سے عزت کا خیال دلسے جلد بھاگنے لگتا ہی اور لڑائی کا خوف اور سامان اون کی جگہ آجاتا ہے۔

اور اوپرا مین یہان کی گویا عورتین اور مرد گاتے ہین اور علم موسیقی کے شیدا لوگ وہان اکثر گانا سننے کی غرض سے زیادہ جاتے ہین کم بختی سے ایک روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا اور سامعہ پردہ آفت آئی کہ آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہو رہے ہین اور اوس روز تو شب مارے وحشت کی بندہ کو نیند نہین آئی - ہائے ہائے جسنے چندر بھاگا شیرین جان ہیرا بدو خان اور تان رس خان کو سُنا ہوگا اور جسکے کان کہ بین سر مین سارنگی ستار طبلے کے سامعہ نواز آواز سے آشنا ہونگے اوسکو یہ جنگی باجےکی بھون بھون اور گون گون کی صدا اور چندے بے سُری اور بے تالی اور بد اداز قوی ہیکل عورت و مرد کا چلاّنا کیا خاک بھائیگا یہان کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو

ہم اور اس سے سہل اور عمدہ طور سے آپکو نہین سمجھا سکتے ہین فرض کر لیجئے کہ
جاڑون کی رات مین کسی پورانی مقبرہ کی کسی نئی قبر مین کسی سڑی ہوئی لاش
پر چند لگیدڑ عالم غصہ مین اپنے اپنے حصہ کے واسطے لڑتے ہون اور اُس قبر
سے جو ایک مُہیب ا ور وحشت ناک اور سامعہ گداز آواز نکلتی ہی اور دور تک
جاتی ہی اور ارد گرد کے رہنے والون کی نیند کا ستیاناس کرتی ہی اگر اوپر
آکے باہر سے کھڑا ہو کر کوئی ہمارے ملک کا آدمی گانا سُنے تو پہلے اُسکو ایسا ہی
خیال ہوگا کہ بیچ کسی قبر گاہ مین مصروف جنگ وجدال ہین - دو آدمیونکا باہم ملکر
یا دوسرے سے لپٹ یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علٰحدہ کودنے اور دوڑنے کا
نام ناچ ہی تال گت کا بالکل خیال نہین ہی واللہ اگر کا لکایا بندادین یا ہمارے
جہان پناہ کو یہانکے لوگ ناچتے ہوئے دیکھین اور اُنکی توڑے کی آواز انکے کان تک
پہونچے تو یہ لوگ کبھی ناچنے کا نام تک نہ لین تہانے اور اُسکے نکات اور اُسکے کمالات سے
انگریز بالکل ناواقف ہین اور شاید مشکل سی اُسکا مفہوم اُنکے خیال مین آویگا خوب
زور سے جوتون کو صحن پر مارنا یہ ایک ناز ہی - سفید سفید بد قطع دانتون کا بیموقع
نکالنا یہ ایک نخرا ہی - ہاتھون کو زور سے دبا دینا یہ ایک ادا ہے - سر کو جھکا کر پھرتی
سے سلام کرنا یہ ایک غمزہ ہی اور انھین بھلوانی ناز و نخرے کا شہید یہان ایک عالم ہی
یہ نہین کہ ادھر بی مشتری نے اپنے خمدار ابرو کو چمکایا اور بیس امیرزادے شہید ہو گئے
بی زہرہ نے تبسّم کا قصد کیا بجلی چمک گئی - بی گوہر نے پائچون کو ہاتھ سے اُٹھایا
اور ایک عالم نے عالم بدحواسی مین کمر کے بچنے کی دعا مانگی خدا کمر کو بچائے -
بی حیدر نے ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور پٹنہ کے چند خانہ ساز نواب زادے

مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ بی ننھی نے سنہری دوپٹہ کو سر پر سے ہٹا دیا اور دو چار بابو کو ٹولہ مین یکبہی سے لڑہک گئے۔ بی امانی جان نے محبت انگیز ادا سے کسیکو گالی دیدی اور نوج کہکے لبونپر اُنگلی رکھی اور ڈھاکہ کے چوک مین قیامت آگئی بی طوقی نے بنارس مین کسی مہاجن بچے یا رئیس زادے کو مصنوعی غصہ کی ادا سے مُفتری کہا اور وہ اپنے ذہن مین (نا یٹ) ہوگیا ہماری ہندوستان کی معاشیق اور پریوشون کی چلبلی بانکپن سیماب مزاجی۔ برق وشی اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدردان کچھ ہماری ہی ملک کی نازک خیال صاحب دماغ روشن دل اور صاحب مذاق لوگ ہین۔ یہ بیچارے آلو کے کھانے اور بھیڑی کے چرانے والے ان باتونکو کیا جانین مگر ہان یہ بہی ہر ملکے و ہر رسمے اور

ع ہرکس بخیال خویش خبطے دارد

اِسکا خیال بہی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے پہلے خط مین لکھا ہی حُسن تو یہان ہملوگون کے خیالات کی مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہی اور حسن فرنگ حُسن فرنگ جو مدت سے سُنا کرتے تھے اُسکی کچھ بہی تصدیق نہین ہوئی بلکہ یہان آنے پر اُسکو بالکل اُلٹا پایا گو آئین قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہانکی عورتون (جنکو حسین بننے اور اپنی کو خوبصورت دکھانیکا جنون ہی) کے ساتھ بڑی بے انصافی اور بیرحمی کی ہی مگر اُسکے جبر و نقصان کرنے سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر نہین ہین بالائی تدبیر مصنوعی اشیا۔ اور صنعت کے زور سے جہانتک کہ ممکن ہی حسن کی تیار کرنے مین کوشش کیجاتی ہی اور (باربر) یعنے حجام اور طرح طرح کی رنگین اور زرکار لباس سی بہت کچھ اُس خصوص مین مدد ملتی ہی اور سرخ اور اسفید سفوف رنگ کی چمکانے اور دمکانے کے لیے چہرہ پر سے انتہا ملا جاتا ہی اور زر کثیر لباس وغیرہ کی تیاری مین خرچ ہوتا ہی

ہم اِس قسم کی معصومانہ بوالہوسی اور زرریز خام خیالی پر کوئی اعتراض نہین کرتے ہین
بلکہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسکے جواز کا فتوی دیدین کیونکہ دنیا مین کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو ایسا نہین ہی کہ جو اپنے کو دوسرون کی آنکھ اور پسند مین
خوبصورت بنانے اور دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور نرکھتا ہو اور آینہ کے
سامنے جاکر سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لیتا ہو مگر ہان اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ
عورتین اس مالیخولیا مین زیادہ مبتلا ہین اور سب سے زیادہ پھر ولایت کی
عورتین کہ جو گھنٹون آئینہ اور شانہ سے اپنی زیبایش اور آرایش کے بارے مین شورہ
کرتی ہین اور انصاف کی نظر سے دیکھئے تو فقط ولایت کی عورتین ہی اس مرض
مین مبتلا نہین ہین بلکہ ہر ملک کی لوگونمین یہ خواہش تھوڑی بہت پائی جاتی ہی
ہمارے ملک کے ایک ایک بانکو امیرزادے ایک سیدھی مانگ کی نکالنی مین کتنا وقت
لگاتے ہین اور اُنکے بالون کی سنورنی اور درست ہونیمین کئی درجن مصاحبون کے ہاتھ
ٹوٹتے ہین اور ہمارے لکھنؤ کی بیگماتون کی چوٹی کے گوندھنے مین کئی پہر لگجاتے ہین
اور کتنی مغلانیون اور کتنے مکسون کی ضرورت ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش
اور زیبایش اور بننے سنورنے کے اسباب آج اس ملک مین مہیا ہین اور جو کچھ
کہ یہان نہین ہی وہ بھی صبح و شام ممالک فرانس سے ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو
حسن ساز رنگ ساز اور درزیون کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہین اور
یہان کی بیم لوگ اِن مدون مین بیدریغانہ خرچ بھی کرتی ہین مگر ان سب
سامان اور ان کارخانے والون کی کاریگری سی چوڑا چہرہ گھام نقشہ بھورے
بال کرنجی موٹی ناک بی ترکیب گات کیونکر درست ہو سکتی ہی اور اِن قدرتی

نقصون کو کون نکال سکتا ہے ہان جہانتک انکے چھپانے اور اون کو خوشنما کر کے دکھانے کی ترکیب ہو وہ کی جاتی ہو اور اُس سے فی الجملہ ایک تسکین کی صورت ہی ہمارے ملک کی ماہ وش اور پریرو بیگمون کا گندمی کُندنی اور سبز رنگ کہ جنمین ملاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہے اون کا کتابی چہرہ نستعلیق نقشہ طرّہ طرّار زلف تابدار غزال کی سی آنکھین ستوان کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہان کی میم لوگ خواب مین بھی دیکھ پائین تو فرط رشک سے جل جائین اور فرط غیرت اور غصہ سے پھر اپنے کو مصنوعی چیزون کی مدد سے بنانیکا کبھی قصد نہ کرین۔

یہان کی عورتین اکثر قوی الجثہ ہین اور اُنکے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت ہوتے ہین کہ اگر ہمارے ملک کی کسی بیگم کو یہان کی کوئی عورت پکڑلی تو غالبًا کوئی اُسکا عضو اُکھڑ جاے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔

مائی ڈیر مولانا آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو عورات کہ دو تین سیر گوشت روز کھاتی ہون دس پانچ پیالی چاہ اوڑاتی ہون۔ دو چار بوتل شراب (گو کلاریٹ و بیر ہی سہی) کا گلہ گھونٹتی ہون اُنکی تیاری کا کیا حال ہوگا معشوق کی تعریف مین یہ بھی کہا جاتا ہو تمھارا معشوق کے اسٹون وزن مین ہو اِس نئی تعریف کو سُنکر تو آپ واللہ کانپ جائینگے اور اگر بیگمات سن پائین تو قہقہہ لگا کر چھت اُڑا دین ہمنے بعض تماشا خانون مین بعض ایسی قوی ہیکل خاتون کو بھی دیکھا ہی کہ اگر دو چار بیگم کو گٹھڑی مین باندھ کر اُن کے سپرد کر دیا جای تو وہ بے تکلف بغل مین داب کر کوس بھر لیجا سکتی ہین۔ ہمارے محلات کی

نازکبدن اور سیمتن بیگمون کے لیئے تو کریپ کا دوپٹہ گران ہوتا ہی گرنٹ کے لہنگے کا اُٹھانا اُنکو دشوار ہی آب روان کی کرتی تنک اُن کے بدن کو کاٹتی ہی سیٹ کی کلائی سے اُنکا شانہ تک ٹوٹا جاتا ہی شال کو کسی بکس مین بند کرنے یا اُٹھانے مین ہانپنے لگتی ہین پان کی وزنی گلوری اکثر ہاتھ سے گر جاتی ہی خاصدان کے اُٹھانے سے چینون قیفہ اور شانہ پر مومیائی ملی جاتی ہی مخملی تکیہ کی رگڑے سے اکثر رخصار پر خون جم جاتا ہے۔ اپنے دو تین مہینے کے لڑکے کو دمین لینے سے دم چڑھ آتا ہی۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہان یہان کے لباس کی کیفیت (جسمین ہزارون روپیہ صرف ہوتا ہے) بھی تھوڑی سی سُن لیجیئے ایک قسم کا دم دارگون ہوتا ہے اور جبکہ اوسکو میم لوگ پہنتی ہین تو دُم کے پکڑنے کے لیئے ایک خوبصورت چھوکری یا چھوکریان بھی ساتھ رہتی ہین اور اونکو بھی رنگین لباس پہنایا جاتا ہی اور وہ آہستہ دُم دارگون والی میم کے ساتھ چلتے ہین اور اِس لباس کے ساتھ عورتون کو دیکھنے سے ہمین اپنے ملک کا پیچدار فانوس یاد آتا ہی اس دم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے مین برسون گفتگو رہی ہی اور بڑی بڑی تحریرین لکھی گئی ہین کیونکہ یہانکی عورتین قابل ہین اور قدرت تحریری و تقریری دونون رکھتی ہین پھر جب اُنکی دم کاٹنے کی تحریک کوئی کریگا تو وہ کیون نہین لڑینگی مگر جن دُم کی دشمنون نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ کامیاب نہوئے اور خود فیشن کو بدلتے بدلتے وہ دُم آگے سے چھوٹی ہوگئی

مولانا آزاد کی پُرانی روشنی کی نئی ڈکشنری

لفظ	معنے
ہندوستانی بی بی	اپنے شوہر کی عاشق شیدا اور فدائی - اپنے بچّون کی انّا کھلائی اور دائی عفت کی دیوتا محبت کی تصویر مروّت کی اوتار - انسانی باغ زندگی کی تازگی کے لیئے جان نواز اور فرحت آثار ہولے بہار گھر کی رونق گھر کی زینت گھر کا بھرم - عزیزون اور جملہ متوسلین کے لیئے ہمیشہ رواں ہمیشہ شاداب اور ہمیشہ لبریز چشمۂ کرم عصمت کے سراپا عزت وحمیت گلستان کی ہزارداستان بلبل - سچّی قناعت - اسلامیانہ صبر اور درویشانہ توکل کے صاف اور خوشرنگ بادۂ گلرنگ کے مینا کی قُلقُل - خالص اور بے لوث دینداری کا محفوظ گنجینہ عصمت عفت اور مروت کا قومی دفینہ - بالخلقت دوسرون کی وقف خدمت وچارہ سازی - بالطبع عـزیزون کے لیئے سرگرم جان نوازی وہ غنچۂ کہ ہوائے محبّت خالص کے چلنے پر جسکی شگفتگی کا دارومدار ہی - وہ سرسبز اور باور شجر جو اپنے سایۂ عنایت ومحبت کے جاگزینون پر بغیر کسی قسم کی خصوصیت اور قید کے ہر فصل مین ایک رنگ سے رحمت بار ہی - وہ سپاہی معرکۂ زندگی مین صبر و قناعت جسکی آبدار تلوار ہی - وہ منتظم جزرسی پیشبینی اور وابستہ آید بکار کے اصول پر جسکا ہر کاروبار ہی - زندگی کے ہر طوفان بلانشان اور

مصیبت سامان مین مردون کی طوفانی طبیعت کے لیئے لنگر کا کام
دینے والی - اونکی ہر واقعی اور مصنوعی مصیبت اور رنج مین اظہار خواہش
ہمدردی و چارہ جوئی مین لب تر ہونے کے قبل پاک محبت اور صادق
ہمدردی کا درد فرسا اور غم تراش لبریز جام دینے والی - اپنے گھر کے
چراغون پر رات بھر اپنی صحت سے بے پروایانہ قطع نظر کر کے پروانہ وار نثار
ہونیوالی رونے اور ضدی لڑکون کی پر اثر اور پر شور و شر آواز کی فطرتی
جگونی کے بجنے پر رات بھر مین دس دس بار بیدار ہونیوالی - وہ انسان
اولاد کی تمنا جسکی سب سے بڑی حاجت ہی - بے اولادی جسکے لیئے سخت
آفت اور قیامت ہی - وہ صحت بار نسیم عنبر شمیم جسکے چلنے سے متعصب دشمنون کی
تنگ خیالی کا تیرہ و تار زندان ہر ہندوستانی کے لیئے روضۂ رضوان ہی
وہ مسیح الزمان جسکے شفاخانۂ محبّت و ہمدردی کی معجون کا محتاج ہر پیر و
جوان ہی - وہ قومی یاقوتی کان جسمین ہزارون لعل بے بہا نہان ہوتے ہین
وہ عُمّان رحمت نشان جس سے اخلاقی خوبی اور نسوانی نیکی کے سیکڑون
چشمے ہر مکان مین پنہان بہتے ہین - شوہرون کی جمعیت خاطر اور طمانیت
کے اوراق کا خوبصورت اور مضبوط شیرازہ - اونکے چہرۂ خوشحالی کا خوشرنگ
خوشبو - اور حُسن افزا غازہ - وہ نیک کاربندہ شوہر کی اطاعت جسکی
بہت بڑی عبادت - وہ نیک سرشت انسان رحمدلی اور ہمدردی
انسانی جسکی جبلّی عادت - شوہر کی فرمانبرداری جسکے خیال مین پرستش
مین شامل - جسکے نزدیک دیوتاؤن اور شوہرون مین صرف ایک

ہلکا سا امتیازی پردہ حائل- ایک عالم کی مصیبت پر روتے کو فطرتی
طور سے جسکا دل ہر وقت تیار ہی- وہ متوالی جو متوالے شوہر تک پر صدقے
قربان اور نثار ہی- ہزارون شام غربت مین صبح امید کی جلوہ ریزی-
وفا شعار شوہرون کے لیئے ہر طرح کی پُر لذت اور بد اطوارون کے لیئے
ایک قسم کی ہلکی پرہیزی- ہر گھر کی باعث زینت و آبادی سلطنت خانہ داری
مین انسداد دزدی کی منادی- غیر محسوس دلپسند اور پُر اثر دردمندانہ اور
فرمان پذیرانہ اداؤن سے اکثر شریف النفس میان کو در پردہ اپنا غلام
بناتی ہی- دلجوئی اور مزاج شناسی کے دروازے سے اونکی شمع قبول تک
پہونچکر اپنے ہر مطلب کا پیام سناتی ہی- بدنفس و بدعقل ساس نندون کی
بے تمیزانہ اور ظالمانہ نکتہ چینیون سے جسکا دل چور ہی- اپنے میکے والونکی
خاطر بات جسکو ہر حال مین بدل منظور ہی- محل مین بمحل حمل کے حمل
کرنے پر غرور انگیز مسرت کی ادا دکھانے والی باوجود صحیح المزاج ہونے
کے جلدی سے صاحب اولاد ہونے کے پُر جنون تمنا مین بیسیون جاہلون
کی مُضر اور صحت سوز دوائین بیدھڑک کھانیوالی- میان کی بدمزاجیون
کے کاکل پر پیچ و غم کے سُلجھانیکا خوبصورت شانہ- روان خانہ جان خانہ
اہل خانہ- وہ قیدی نواز جبار جسکے الفت کا محبوس ہتکڑی اور بیڑی
کی قید و بند سے ہمیشہ آزاد ہی- وہ مجنون پرور لیلی جسکے پاگل خانہ کا
دیوانہ آزار سے بیزار اور اپنے پر فساد نفسانی خواہشون سے ہمیشہ مصروف
جہاد ہی- وہ باغیرت جسکو اپنے شوہر کے گھر سے مر کر نکلنے پر ناز وہ نازنین

جو مصنوعی ناز نخرے سے بری اور مجسم نیاز ہی- اپنے عزیزون کی پیاری اپنے ماباپ کی دُلاری- دنیا کو میان کے حق مین جنت الفردوس بنانے والی بہشتی ناری- لڑکپن کی تماشا جوانی کی محبوبہ اور بڑھاپے کی انا ہی- انسانی زندگی سند آسائش کا فطرتی مستثنیٰ ہی- سوت کے خیال سے موت سے زیادہ ڈرنیوالی خواب مین اُسکے تصور سے خیالی طور سے لڑنے جھگڑنے والی- وہ عجیب الخلقت عورت شملہ و نینی تال کی صحت بآب و ہوا جسکو بہت ضرر کرتی ہی- ایک پُرانے بیمروت اور غلیظ جیلخانے مین جو آسایش اور بڑی نازش سے ستر اور اسّی برس کی عمر تک ہشّاش بشّاش زندگی بسر کرتی ہی- سن تمیز مین بھی قیدخانے اور گھر کی جسکو مطلق تمیز نہین بجز اُسکے اپنے عزیزون کے غیر مرد اگر عزیز مصر بھی ہو تو اُسکو عزیز نہین- باہر سے نوکرون سے کچھ نہ کچھ عناد کا رکھنا جسکا قدیم شعار ہے- ہر پہلو ہر رنگ اور ہر طرح سے جسکا دل اپنی دائی ماکا بدل طرفدار ہی- مرد احباب کے ساتھ بے تکلف پہاڑون اور جزیرون کی روح پرور ہوا کھانے کا ذکر سُنکر جسکے ہوش اوڑتے ہین- مجلس سے باہر نکلتے نکلتے بیجا اور غیر ضروری شرم سے جسکے پائون زمین مین دو دو گز گڑتے ہین گورنمنٹ ہوس مین جانیکا نام سنکر فرط اضطراب سے مرغ بسمل کی طرح پھڑکتی ہے- غیر مرد کی چار چشمی کے تصور سے نو گرفتار جنگلی دیار گھوڑی کی طرح بہت خوفناک انداز سے بھڑکتی ہی- رسائی اور حکومت کے جنگل کے مرغون کو فرط نادانی سے اخلاقی فرخندہ فرجام دام کا دانہ بتکر جسکو

سلہ بہت خوب اڈیٹر

پھنسانا نہین آتا۔ اپنی دلربا اداؤن طبیعی قوتون اور خدادا د صفتون
کے حسن استعمال سے جسکو بیگانہ کو خویش اور دشمن کو دوست بنانا نہین
آتا۔ باوجود قومی اخلاقی علالت اور مشہور بے سروسامانی علاج کے بھی
ستو بیمارون کے حق مین بہت آسانی سے بھی ایک انار بننے پر سخت انکار۔
شوہر کے دلی ولایتی ہمسفر دوست سے ڈرانیگ روم مین کھڑے کھڑے
ذراسا ہاتھ ہلانے کی بات سننے پر میکے جانے کے لیئے قیامت خیز تکرار اور
بے انتہا اصرار۔ وہ جاندار تکیہ جسپر آج بڑے بڑے لوگون کی آسایش امارت
اور سخاوت کا تکیہ ہی۔ وہ زندہ سلائی کی کل جسکے ذریعہ سے ہزارون چاک
در چاک گریبان افلاس مین مضبوط بخیہ ہی۔ وہ وحشی غیر محرم مرد کی سُریلی
لیدار اور دلکش آواز بھی جسپر چابک کی طرح پڑتی ہی۔ وہ نازک اندام
سوم کی گڑیا غیر مرد کی نگاہِ محبت وعنایت بھی جسکے بدن مین مثل کانٹے
کے گڑتی ہی۔ وہ چراغ محبت وشرافت جسکی نورانی ضیا سے بعض بدنصیب
روشن خیال حکیمون نے اپنی آسائش اور عافیت کے کاشانے کو دائمی
طور سے پُر نور ہونے دینا محض بے سود جانا۔ وہ آبدار اور آبرودار دُرِ شرافت
وعفت کہ جسکو مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرتاج نے اپنے سِلک
ازدواجی مین بہزار تمنا وخواہش پرونا اپنے اور اپنے افسردہ حال اور شتر
بے مہار نوجوان قوم کے حق مین ہر طرح سے محمود جانا۔

چودہوین صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

معنے	لفظ
دلکش - دلربا - اور دلفریب جڑی - میان سے سن مین دسن ا بیس مین برس بڑی - حلقۂ اغیار مین اکثر وقفِ جلوہ گری - لباس انسانی مین بے پر کی پری - وہ جادو جو سر چڑھکر بولے - وہ زندہ ترازو جو اپنے پرفسون انکھونکے پلڑون مین ہر انسان کو تولے - غنچۂ دل جناب کی کھلانے کی ہوائے بہار - ایک انار ۱۰۰ .... عمدہ اور مہذب خانگی شکار گاہ - نزاکت - دل فریبی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمایش گاہ - مہذب دماغون کے معطر رکھنے کا سدا بہار - گل شبو - سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو - میان کی نہایت معتمد مشیر - ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر ہمدردی کی کان - محبت کی جان - میان کی دولت اڑانیکا طوفان بلا نشان - ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا - ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا - میان کی سرتاج - ایک بنتھ اور ہزار کاج - ہر پیشے اور ہر کام مین نہایت آسانی اور غیر محسوس طور سے استعمال پذیر - میان کی افزایش عزو مراتب اور ترقی عہدہ مین اکسیر تاثیر - شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو - بے ضرر سحر پُرلذت کرامت بے خطا جادو - خزانۂ راحت و آرام کی خوبصورت کلید ضامن عشرت جاوید چمنستان عشرت و نمایش کا مصنوعی طاؤس - وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبون کا دلربا جاسوس - وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف	مہذب بی بی

اور تند شراب جسکا نشہ عزیزون کی محبت۔ کنبے کی رعایت۔ مذہبی
حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بھلا دے۔ وہ جورو ش۔ تجربہ کار
روشن دماغ اور ادا شناس دایہ جو بڑے بڑے قابل۔ ہمہ دان۔ آزاد۔ اور
وارستہ مزاج جوانون کو اپنے آغوش عاطفت مین دو چار تسکین بار تھپکیون
سے مثل شیر خوار بچون کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت مین سُلا دے۔ وہ
مہذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار۔ جسکی ہر چشمک محبت ریز۔ اور جسکی ہر
حرکت دلاویز ہے۔ جس کا ہر قول میان کے حق مین فرمان سعادت نشان
جسکی ہر بات مین میان کی نجات اور جو کہ اُن کے لیے تمام عالم مین سب سے
بڑھ کر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہی۔ مرض بداقبالی اور ناقابلیت کی
صحت کا وہ چلتا ہوا نسخہ جس مین کبھی خطا نہین۔ رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی
کفایت آموز انجن جس مین آگ نہین۔ پانی نہین۔ ہوا نہین۔ وہ تریاق
جو اپنی اثر فشانیون سے اپنے شوہر کی سم آلود۔ اور ظلم انگیز حکمت عملی کے
شیون خیز۔ اور ماتم ریز ضررون کا آسانی سے ازالہ کر دے۔ وہ آفت
کار پرکار۔ جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحۂ سوسائٹی پر اپنی پُر حکمت اور
سحر تاثیر گردش سے بڑا ہالہ کر دے۔ دلی مرادون کے ملنے کی بشارت
کی مبارک فال۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال بہر میز کا
صحت بخش اور سامعہ نواز گلدستہ۔ تیرہ گون اور سیاہ بخت نوجوانون کی تیرہ روشن
ہادون عقل کا کافوری دستہ۔ بعض کالون کے دنیوی امور مین مددگار اور
سازگار مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت پُر خلش خار۔ اور باعث ادبار میانکور ملی

کی ریل پیل مین توشۂ عفت و محبت در آغوش بوسہ - مہذب محفل رقص و سرود مین اپنے کرتب سے غرور کا موقع - اور حلقۂ احباب مین غم تراش اور فرخندہ فرجام شراب پرتکالی کا جام دے - گھر مین عمدہ عمدہ لذیذ چیزون کے اصرار اور پیار سے کھلانے مین جان نثار کالی نانی امان سے کہین بڑھکر کام دے - میان کو پرستش سوسائٹی مین گھٹانے بڑھانے کا آلہ - ایک برق آفت - ایک شرر ہزار افگر در جگر - ایک آتش کا پرکالہ - بازار نمین اپنے گرما گرم اور روز افزون سودے سلف سے میان کے نام کو جگانے والی - ہزار بار بگڑنے پر اُنکو ہزار بار بنانے والی - اما جان کی شفقت - باجی کی ہمدردی - دادی امان کی نازبرداری - یہ سب اُسمین موجود - بڑے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اُسکے سامنے اظہار اطاعت و فرمان برداری مین سر بسجود - ہمیشہ روان چشمۂ فیض - ہمیشہ بہار گلستان - اور ہمیشہ سرسبز بار آور شجر - طریقۂ عشرت کا ہادی - مسلک تہذیب کا بادی - اقلیم شایستگی کا ہنرمند رہبر - کالے بھائیون کو عزت دینے اور ڈرانے کی چیز - سمند عقل و ہوش کی جوانی کے لیئے مزہ دار مہمیز - دنیا مین عافیت اور عاقبت مین مغفرت کا سامان دوست اتالیق معلم - اور جانان شتر بے مہار نوجوان کی مہذب نکیل - ہندوستانی کے لیے مصیبت انگیز اور دائمی ذلیل خوش رنگا لے اور صحیح القوی لڑکونکے ڈھلتے کی مہذب اور خوشنما مشین مصنوعی آرائشون اور رنگ آمیزیون سے مجسم ارشنگ چین - مہذب اور خوبصورت بچون کی ٹکسال - عاشق مزاج مچھلیون کے پھنسانے کا پُر تکلف جال -

سلا کل

نوچی

نایکا جی کے امید و بیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے لنڈورے اور سنڈے مرغ طمع کا نوخیز اور امید ریز اور پری وش پیرپرواز۔ بڑی بی کے اڑگرے کی خوبصورت بریا بوتی کی جوڑی۔ بازاری اکّا۔ گزاری کی کشتی کرایے کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشان فتنہ ہاے خفتہ کو جگانا جس کا کام ہے وہ خود غرض دوست سلام جس کا ہزارون طرحکی ذلت و رسوائی کا پیام ہی وہ چنچل جس کے کوتل مین شیطان کی خالا ہی۔ وہ سپاہی جس کا سب سے کارگر اور دل خراش ہتیار نظر کا بھالا ہی۔ وہ ساقی جو بادۂ خود فراموشی و بیحیائی کا پیالہ اپنے پُربلا حلقے کے رندون کو پلائے۔ وہ شمع رو جو بزم عشق مین ہزارون سوختہ دلون کو صورت پروانہ جلائے۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چُھری عشاق کے دلون کی کمزور گردنون پر پل کے پل مین پھر جاتی ہی۔ وہ بیوفا بے مروت اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھہ اپنے دل دادون کی طرف سے چشم زدن مین پھر جاتی ہے۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہمانون کی ذلت اور رسوائی کو طشت از بام کر کے اپنا نام کرے۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان کے پُراثر نشتر کو مجروحان زخم محبت کے تہ کام کر کے بے لاگ دل کے اندر اپنا کام کرے۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جسنے اپنا سکہ تماش بینون کی اقلیم قلوب پر جما دیا جعلی محبت کا وہ زر قلب جس نے اپنی عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کی سونے کی قیمت کو کور باطن نوجوانون کی نظر مین گھٹا دیا۔ تماش بینون کے نامۂ اعمال کی سیاہ تختی۔ نوجوانون کی سب سے بڑی شامت اور بدبختی۔ بڑھاپے مین بڑی بی کی امید اساس

لاٹھی۔ فرسِ قوت باہی کی خوبصورت کاٹھی۔ وہ صحت سوز کوچہ جس کی ہوا سم آلود ہی۔ وہ عزت وحمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہی۔ وہ اخبار ذلت بار جس کی سرخی آبرو کا خون ہی۔ وہ شفا خانہ جس کا دماغی اعتدال سراسر جنون ہی۔ نائکا جی کا دل ربا آلۂ جفاکاری مشعلِ عفت سوز حرامکاری حرامکاری کی اونچی دُکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان۔ بوڑھی تماش بینون کے لیے اُن کے اصول سے حلوان۔ نائکا جی کی وہ ٹیڑھی اُنگلی جو تنگ نظر امرا کے روغنِ طلا کی تنگ دہن مٹکی مین کامیابی سے گھستی اور نکلتی ہے وہ شمع جو دن رات سوختہ دلون کے روغنِ جان سے جلتی ہی۔ وہ مکارہ جو دن بھر مین گرگٹ کی طرح ہزارون رنگ بدلتی ہی۔ کبھی ڈرتی۔ کبھی بہلتی۔ کبھی چمکتی۔ اور کبھی مچلتی ہے۔ تماش بینون کے ڈھالنے کا خوبصورت سانچا۔ روسیاہی کا ہوش ربا طپانچا۔ اپنے مطلب کا کھلاڑی۔ .... پرست نوجوان کی ہٹیل گاری۔ نائکا جی کے دام کا دانہ۔ کاکل آوارگی کے سلجھانے کا شانہ۔ وہ سڑی بوٹی جس پر جیفہ خوارانِ خوانِ حرام کاری لڑتے ہین۔ وہ آوارہ اور مکارہ جس کی صحبت مین نوجوان بگڑتے ہین خمیر بے حیائی کی وہ روٹی جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پر بے تکلف لگتے دیکھا۔ آتش دوزخ کی وہ چنگاری جسکو سوختہ بخت نوجوانون کی بادِ برباد دی سے اور زیادہ سُلگتے دیکھا۔ لُچّے شاعرون کے مجہول خیال مین سیماب مزاج اور مہ پارہ۔ واقع مین ذلت کا فوارہ۔ گردش کا سیّارہ۔ جفاکیش عیارہ۔ اور صحت سوز خام پارہ۔ شعراے ہند کی عروس مضامین کی نقل و حرکت کا میا

اُن کے فرسِ خیال کا پُراثر تازیانہ - نائکا جی کی شکار گاہ کا چیتلا تماش بینون
کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا - قرمُساق پروری مین طاق
ابلہ فریبی مین مشاق - وہ خود غرض جو عاشق مزاج نوجوانون کو زرکشی کی
غرض سے اپنے شکنجۂ محبت مین ہمیشہ کسے زائیدہ کسے د... کسی - قرمساقون کی
دیدۂ امید کا بصیرت نواز کاجل ظاہر مین سلام - باطن مین پیام اجل - چند
بے غیرت لونڈون کا مایۂ غرور - اکثر بے تمیز - عموماً بے حیا - کمتر ذی شعور -

نایکا تماش بینون کے کمر ورشش کے لیے نزلۂ حار - عاشق مزاجون کے فلک
آرام واقبال وکامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار - عشرت سرشت نوجوانون کی
دل شکنی اور ایذا رسانی کا تیز اور سم آلود ہتیار - حُسن پرست نوخیزون کے
دیدۂ امید و تمنا مین کھٹکنے والا نوک دار - شیطان کی خاص سواری کا شور پشت
کٹر اڑیل ارجل اور بدذات رہوار - دجّال کے چار گوشۂ دنیا مین چڑھ کر
پھرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضا شکن اور زندہ ہوادار - احسان فراموشی عہد شکنی مکاری
اور دغابازی کے کوہ آتش فشان کا تیرہ و تار دہوان دہار اور ادبار بار بخار -
رندمشربون کے اقالیم قلوب کا نحس نحس اور برباد کرنیوالا آزار - حکمت کا وہ
زندہ پور ٹمنٹو جو خم فلاطون پہ ہنستا ہی - وہ ذی اختیار متلون المزاج خود غرض
اور خوشامد طلب ڈاین جسکی فتنہ ساز اور خون بار چشمکون سے طرفۃ العین مین
سیکڑون عاشق کا حسرت کدہ دل بنتا اور بگڑتا ہی - وہ شعلۂ ہستی سوز جو لپک کے
آتشکدۂ آزر کی آگ کی زبان کا مُنہ چوم لیتا ہی وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر
بیٹھنے کے قبل تمنا و تبرگا او سیکا بدنام اور نا فرجام نام بوم لیتا ہے -

وہ نادر نادر جسکا خراج نا امید حسرت زدون اور مظلوم امیرزادون کے دل کا خون ہی۔ وہ اژدر مردم در جسکے بلانوش پُر وسعت اور عمیق غار آتش بار شکم کے دولت ریز خزانے مین گنج قارون مدفون ہی۔ وہ ڈینگو فیور جو قبر تک مین انسان کی ہڈی کو جلاتا رہے۔ وہ دردمند حکیم جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاشت بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا ہے۔ وہ تپنچہ جسکی گولی کبھی جگر کے ادھر اُدھر نہین۔ وہ اصفہانی تیغ ستم جسکی ضرب بجز دل کے اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہین۔ وہ سامری جسنے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی گرم و سرد آزمائی سے بیسیون بقراط کو شیشے مین اوتارا ہی۔ وہ سور پھنکیت جس نے بڑے بڑے کال پھنکیت اور بٹیت کو دم کے دم مین ہشیار کر کے بے پانی کے مارا ہی۔ وہ نئی قسم کی بے حیا اور بے رحم وبا جسکے بھگانے کی کوئی مؤثر دعا نہین وہ مرض لاعلاج جس سے جان بچانے کی کوئی مفید دوا نہین۔ وہ عقرب جس کے نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہی۔ وہ خونخوار بے مروت اور ظالم جیلر جسکی پُر خشم پُر عذاب پُر ہیبت اور وحشت ناک آنکھ کمزور دل اور خصلت کے خویشتن فراموش دل فروختون کے لیے چاہ بابل ہی۔ وہ نادرہ آفرین کل جس مین رنڈیان بنتی ترشتی اور ڈھلتی ہین۔ وہ جادو تاثیر گھر جس مین آفت کی پڑیان اکسیر بننے کے قبل برسون جلتی ہین۔ وہ تیز روشن دماغ اور بلند خیال معلم جو نامی گرامی ملازادون کو گلستان کے باب پنجم مین سبق پڑھائے وہ علامہ دہر جو . . . . ہیم والے نئی روشنی کے مولویون کو طفل مکتب سمجھکر بزرگانہ شفقت

ایک قسم کا بخار جس مین ہڈیون تک مین درد ہوتا ہی۔ ۱۲

اور پیارے اپنی بہار دانش مین ساری دنیا کی حکمت بتائے۔ دنیا کے
گنجینہ حسن کا مار۔ ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار چڑیمار۔ مفت کے زر و جواہر
تولنے کی عمدہ تراز و بھولی اور انیلی غارتگران ایمان کی سرپرست پشت پناہ
اور قوت بازو۔ وہ گدی نشین ہنر فرقے کا سلسلہ جس سے براہ راست ملاہی
وہ پرانی خونخوار باگھنی جس کی غُرش سے جوان مردون اور آکاؤن کا کلیجا شل
بید کے ہلاہی۔ وہ پیرِ نابالغ جس کی عمر کسی سال گرہ مین بحساب تعداد کبھی گھٹی
نہین۔ وہ بدچلن چنچل کمسن سال اور بدخصال... جس سے معلم الملکوت ایسے
تیز تجربہ کار اداشناس دم باز اور زود آشنا کھلاڑی سے بھی کبھی اچھی طرح
پٹی نہین۔ حرام کاری کے ہمیشہ روشن آتش دان کی گرم کرنیکا کول۔ شرفا کے افسانہ
ذلت اور رسوائی کی شہرت دینے کا بڑا ڈھول ڈھول عاشقون کے داغ دار دل کے
توس کرنے کا فراتے پان۔ گلستان فسق و فجور کا ہمیشہ بیدار پاسبان بادیہ
عشرت کا پرانا غول۔ حُسن کے تجارتی جہاز کے پال اڑانے اور لگانے کا مضبوط
مستول۔ ستم کیشون کی کشتی جور و جفا کی پتوار۔ بازار حُسن و عشق کا مشہور
دغاباز اور فریبی ساہو کار۔ خواہش کی ریل گاڑی کا وہ انجن جو ہمیشہ
روان ہی۔ دل جلون کے مارنے کی وہ توپ جس مین نہ بارود ہی نہ دھوان
ہی۔ خونین جگرون کے اشک گلفام کی پرشور موج کے روکنے کا پُشتہ۔ حیلہ
وفریب دغا و مکر کا کچا کُشتہ۔ عیاشون کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی
دوائون کی قرابا دین۔ بیسوا پنے کی بساط کا فرزانہ فرزین (یا امیرزادون
کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکھنے کی دوربین) وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ

گرداب بلاہی۔ وہ اخگر جس سے ہزارون دل دادون کا خرمن امید جلا ہے وہ بیلون جو بجز دوسرون کی بربادی کی ہوا کے کبھی اُڑا نہین۔ وہ بم کا گولا جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہین۔ وہ رہزن جسکی کسی نیل کوڈ مین کوئی تعزیر نہین۔ وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہین۔ بگڑنے والون کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرما میٹر[1] جس مین خطا نہین مریض درد والم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[2] جس مین بجز شربت مرگ کوئی دوا نہین وہ مغ جس کے خُم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہین آیا۔ وہ سمندر جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی وہشیاری کو جوش نہین آیا۔ وہ عاشق گر جس نے اپنی سحر آموز آنکھ کی ایک گردش سے سیکڑون میان مجنون اور ہزارون فرہاد بنائے۔ وہ کافر جس نے لاکھون کعبۂ دل توڑ کر کڑوڑون بتخانۂ بیداد بنائے۔ وہ بوم جسکا ویرانہ امیرون کا کاشانہ ہی۔ وہ لالچی مرغ زر وجواہر جسکا دانہ ہی۔ عاشقون کے پہلو کا ایذارسان پھوڑا۔ شور پشت عیاشونکی ادب آموزی کا کوڑا۔ وہ عمان بلا جس مین ایک مرتبہ ہزنا تجربہ کار شناور دریاے الفت نے غوطہ کھایا ہی۔ وہ سمندر جس مین غوطہ خورون نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا پایا ہی۔ وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے۔ وہ کھرل جس مین عاشقون کا دل آن کی آن مین پس کر گرد ہو جاے۔ وہ جونک جو دولتمندون کے بدن مین ایک قطرۂ خون چھوڑ کر کبھی چھوٹی نہین۔ وہ فساد کی شیشی جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پھوٹی نہین۔ وہ اژدہا جو اپنی سانس کی

[1] مقیاس الحرارۃ ۱۲ [2] دوا خانہ ۱۲

کشمش اور کوشش سے دور دور سے روز تازہ شکار کھینچ لائے۔ وہ ڈیرہ
بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی
پلائے۔ وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی مین چڑھا نہین۔ وہ
پھانسی کی رسی کا حلقہ جسکی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب مین شوق سے
بڑہا نہین۔ رنڈیون کی محفل گرم بازاری کا پر نور لیپ ترم ساقیون کے لشکر
نحوست پیکر کا محفوظ کیمپ۔ رجواڑون اور شہزادون کی دولت کی بالائی اُٹھانیکا
کف گیر مجسم ریاست شکنی تعلقہ لاخراج جاگیر تماش بینون کے سیاہ نامہ اعمال کا
شیرازہ۔ دنیا سے سیدھی دوزخ مین جانیکا وسیع بلند اور کشادہ دروازہ عیاشون کے
بے غیرت دل کے فشار کے لیے فولادی پنجہ۔ دنیا مین گنہگارون کے عذاب
کے لیے قدرتی شکنجہ مکتب عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال دلدادون کی
جان کا جنجال۔ امیرزادون کا منی بیگ غیبی خزانے کی بڑی دیگ....
گرو گھنٹال تماش بینون کی سزاے اعمال۔ خوان حُسن کا سرپوش۔ جو نما
گندم فروش۔ ایک سیم شحیم لالچی تند خو غضبناک بیباک بے رحم اور بے مروت
دلالہ۔ فرعون کی مان شیطان کی خالہ۔

نئے سال کی نئی روشنی کی نئی ڈکشنری

آیا — مغربی نسوانی آزادی۔ شوخی اور چستی کی بگڑی ہوئی تصویر۔
باوجود بد رنگ ہونے کے ہزارون عمدہ رنگ سے صاحبان عالیشان کی
کوٹھی مین استعمال پزیر۔ میم صاحبون کی آرایش کا ہندوستانی جاندار
اور خدمت گزار آلہ۔ شدت گرماگرمی اور بیجا بانہ سیماب وشی سے ہمسایئ کا

عورتون کی نظر مین ایک پر بلا شعلۂ جوالہ کوٹھی کی تمام بیش قیمت اور کمیاب چیزون کے اعلان کا بہت بڑا نقارہ - بابا لوگون کے جھولنے اور سونے کا محفوظ اور مضبوط چرمی گہوارہ - برق وشانہ گرم رفتاری و مصنوعی ادا سے ہر ہر قدم پر دم بدم سایے کو بھڑکانے والی - غیر معمولی آرام و آزادی کی بیقرارانہ گدگدی سے وحشی غزالانہ اپنے سایے سے بھڑک بھڑک کر کوٹھی کے خانسامانون خدمتگارون اور مشعلچیون کی آتش شوق کو بھڑکانے والی - مصیبت زدہ عہدہ دارون کے اکثر برے وقتون مین کام آنیوالی ہندوستانی رؤسا امرا اور عمالون سے ہر ہر پرب اور تیوہار مین معمولی طور سے انعام پانے والی - وہ ہندوستانی ٹیلیفون جو انگریزون کی کوٹھی سے ہمیشہ جاری ہے - وہ عقرب جس کا نیش ہزارون سنگینون کی چوٹون پر بھاری ہے - وہ سامری جسکے ایک منتر سے ہزارون آفت اور لاکھون بلا ٹلتی ہے - وہ انسان جس کے سایے سے پری تک جلتی ہے - رئیسون کے خاص کمرون مین نسیم سحری کی طرح جس کو بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت ہے - جسکی ادنی سی بے اعتنائی اور آزردگی بڑے بڑے لوگون کے لیے سبب شامت ہے - اپنے اوباش ناجنس خواجہ تاشون پر کورٹ شپ کی ناقص مشق کرکے کبھی کبھی تکلیف اور رسوائی سے بغلگیر اور ہمچشمون کی ذلت بار اور جگر فگار چشمکون کے اثر افشان تازیانون کی پے در پے چوٹون سے کبھی کبھی عقد نکاح سے دائمی پابہ زنجیر - اپنی رسائی کو دوسرے کی نظر مین تیز کرکے دکھانی کی نیت سے بلا ضرورت کوٹھی کے مختلف کمرون سے نہایت ایٹ ہوم ہوکر ایک ظاہری بے پردگی کی ادا سے

بار بار آنے جانے والی - ہر قدم پر ہزار طرح کی نوا یجاد ٹھکھیلیون سے جم جم کر
اپنی خوش ادائی اور بانک پن کا محبت انگیز اثر عاشق مزاج گھورنے والون
کے دلون مین جمانے والی - ہر قسم کی اداؤن سے دلربایانہ اور ابلہ فریبانہ
سخن طرازی بیگم صاحبہ کے منہ لگے کردہ و سرے ملازمون پر خواہ مخواہ زبان درازی
بینو کی اکلائی - یکرنگے کی گوٹ اور دریس کے لہنگے کی زیبایش و قت خرامش
کن انکھیون سے مضطربانہ دیکھ دیکھکر ایک میٹھی نگاہ نیم باز کے اشارے سے
ہر ایک طرحدار نوجوان سے اپنی نیم میانہ خوش وضعی پر داد کی خواستگار
باوجود کمسن ہونے کے اپنے خیال عظمت کی افزایش کی پالایش سے مسن
ملازمین کوٹھی اور چپراسیون کے پھپھی - خالہ اور نانی کہکر پکارنے پر بزرگانہ ٹھاٹ
اور تیور بدل کر جواب دینے کو طیار - مذہب عشق کے اکثر رسوم کی مغربی فیشن
سے غیر مکمل طور پر خانگی حلقون مین برت برت کر دکھانے والی - یورپ کی
تہذیب کی ہوا کو اپنی خصلت کے فانوس مین بند کر کے ہندوستان کے
خس و سفال پوش مکانات مین پرجوش ادا سے لانے والی - صاحبان
عالی شان کی ترقی - رخصت اور تبدیلی کی صحیح خبرون کے چھپنے کی واسطے
ہوم گزٹ کا پرچہ مستند اور ہی - وہ قسم سرکاری اخبار صداقت آثار جو کل قوانین
کے اثر سے مستثنی اور جملہ قسم کی جواب دہیون سے آزاد ہی - یورپین
مذموم خصائل کی نقالی سے کبھی مغربی ڈومنی بنکر مشرقی ملکون مطلع نیر
ستارہ دنبالہ دار کی طرح آڑی اور ترچھی ہو کر لٹکتی ہر ساق سیمین کی
نمایش کے لیے چلتے چلتے قصداً لہنگے کو ٹانگون سے ادبھا او لجھا کر بار بار جھٹکتی

اور جھڑکتی ہے - اپنے شوہرون سے اکثر خانہ جنگی - ہندو اور انگریزی برے
خصائل کی ایک سچی تصویر دو رنگی اپنے ہمقوم اور ہمسایے کے خیال مین ذات
پات کہو کہاکر کمانے والی - گہر سے ایک بار تلاش روزگار مین نکلکر پہر لوٹکر
گہر کم آنے والی - اکثر اپنے ظالم اور بے انصاف شوہرون کی بدسلوکی اور بے اعتنائی
کی سیلی سے غصے اور رنج مین ڈوب کر ابر سیاہ کی طرح گہر سے نکل جانے والی
اکثر ساس نند کی ایذا رسانی اور دلازاری کی تاب نہ لاکر حکام عالی شان کی
کوٹہی مین آرام اور امان پانے والی صفائی اور چستی مین واقعی بے نظیر ہے -
مصیبت کے وقتون مین اکثر مظلومون کی بہی دستگیر ہے کوٹہی سے روزنامہ
معلومات اور تازہ واقعات عالم کا ایک ذخیرہ لاکر ہمسایہ والیون مین ایک غیر معمولی
کہلبلی مچانے والی - اپنی ذاتی کوشش اور محنت سے اپنے ہم قومون مین بہت کچہ
واقعی اور اصلی راحت و آرام پانے والی - ہمسایے مین ہر شخص پر ایک تحکم کی
ادا سے اپنا رعب جمانے پر جیسے اور بار کہایا ہے - ہر فصل بہار مین شملے اور
نینی تال کی صحت مالامال ہوا سے جس نے اپنی صحت کو چمکایا ہی اکثر نازک
اور مشکل مواقع پر صاحب کی خوابگاہ مین رئیسون اور عہدہ دارونکا ٹکٹ
لیجاکر سیکڑون شرفا کو آفتون اور مصیبتون سے بچانیوالی - اپنی خاص خاص
حسن خدمت کے صلے مین بہت کچہ اچہی انعام و اکرام پانے والی - اکثر امور
خانگی مین میم صاحبہ کی مشیر کمتر نیک بخت اور سیدہی - اکثر چالاک اور شریر
مس بابا لوگون کی بڑی پیاری بابا لوگون کی بہت دولاری - بابا لوگون کی
ٹیسل گاڑی کی خوش رفتاری سے غیر محسوس طور پر ہندوستانی باپون کو

پرورش اولاد مین ہواخوری کی جان پرور تاثیر کی ایک نہایت پرتاثیر تعلیم دینے والی میمون کی خصلت کی اثرپذیری کو نہایت آسانی سے اپنی سرشت میمون سرشت مین بے تکلف وتکلیف قبول کر لینے والی - بیسیون ینگ مشکاف - الیٹ اور ٹیلر کو ہوّا اور گودی کی نانی کی خوفناک کہانی سے ڈراتی ہی اکثر ادن کے سلاتے وقت لوری کے بہانے دبی آواز سے ایک آدھ خوش آیند تان بہی اوڑاتی ہے - لفٹننٹ گورنر ہونے والے مغربی پودھون کو اپنے کنار عاطفت کی کیاری مین برسون سچی محبت اور خالص ہمدردی کی آب حیات سے سیچ کر پدلنے والی - لڑکین کی معصومانہ مدہوشی مین انکو روز بیسیون پر آفت اور پر مصیبت موقع مین ہوشیاری اور نمک حلالی سے سنبھالنے والی - وہ ہندوستانی جس کی ساری خصلت کی یوروپین سازش ہی - ایک دریس کے لہنگے پر جس کو کمخواب کے پاجامے سے زیادہ نازش ہی - آیا آیا کی جان نواز آواز انگلو انڈین کے بچون کے نچانے کا سب سے پراثر ہندوستانی باجا ہے - ہر ایک انگریز کا بچہ آیا کی گودمین فرط بے پروائی وآرام ومسرت سے ایک ہندوستانی راجا ہے - وہ ہندوستانی فیمیل اتالیق جس کی ضرورت ہر کوٹھی مین ہوتی ہی - وہ ہندوستانی عورت جو اپنے ملک کے تعصب انگیز اور حماقت خیز خیالات کو صاف کر کے ولایتی صابون سے دہوتی ہی - پیرانی کی کرامت کی خوشبو میم صاحبون کے شاتے کے بالاخانے مین خفیہ پہنچانے والی - ولایتی عورتون کے کمزوری خصلت کی چور دروازے سے اکثر انکے اعتماد اور اعتقاد کا کمرے مین غیر ملک کی عورتون کی غیر معمولی قدرت کے خیلات لانی بیجانیوالی

نذر و نیاز کے مد خرچ کے لیے میم صاحبہ کی خاص پاکٹ پر مداخلت بیجا کی عادی ہی۔ اُن کی خوش عقیدگی اور پیر پرستی کی اکثر خوش عقیدہ نسوانی اور درگاہی حلقوں مین زندہ منادی ہی۔ شادی بیاہ اور جملہ تقریبات مین اپنے ہم جنس اور رحم دل آقا سے عطیۂ تایمدی پاتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ ایسی تقریبون مین نہایت سیر چشمی سے سیر کرکے اپنے مہمانون کو کھلاتی ہے۔ ڈاکٹک کے دو ہزار سے لینڈو[1] کے مخملی گدّے پر نہایت شان و شوکت سے دم سیر ہنگامہ جذبِ حرارت تفاخر کرکے بابا کو ہوا کھلانے والی۔ فرسٹ کلاس سیلون مین میم صاحب سے پہلے اپنی نابالغ امانت کو لیکر جگہ پانی پر مسکرا مسکرا کر اسٹیشن والون پر اپنا غیر معمولی داب و رعب جمانے والی۔ اکثر انگلو انڈین خاندان کا زندہ اور صحیح شجرہ ہی۔ بابا لوگون کی سیر کا نفیس بڑی بجرہ ہے مختلف ملکون اور شہرون کی سیاحی کے متعلق واقعات اور حالات کو ایک تجراہ زہرہ دانی کی ادا سے ہمسایے کی عورتون کو سنانے پر مغرور ہی۔ ہر وقت اوسکو اپنی مرفہ الحالی۔ اور نوکری کے نشے کا ایک مزہ دار سرور رہے۔ گھر سے نکل کر بگڑ کر بیٹھنے والی۔ اپنی قوت بازو کی کمائی پر سلف ہلپ کے غرور سے تننے والی۔ پنشن لیکر وطن مین آتی ہی۔ مبلغ سنگین دیکر اکثر حقہ پانی کھلواتی ہی۔ تادم موت گھر بیٹھے اپنے عمر بھر کی محنت کا خوش ذائقہ میوہ کھاتی ہے اکثر خاندان عالی سے نمک حلال آیا لوگ عمر بھر لائق پرورش پنشن پاتی ہین۔ پنشن کے لیے خلش۔ راحت رسان اور تسکین بار سایے مین اپنے

[1] ایک قسم کی نو ایجاد اور نفیس گاڑی ۱۲

پال بچون کو لیکر بڑے اطمینان اور پوری آزادی سے ایک عمر تک زندگی بسر کرنے والی۔ پیری۔ کے تیرہ وتار وحشت آثار اور کلفت کے درکنار راتون کو اپنے کامیاب سوانح عمری کے تصور کے نشے مین بے پروائی اور عافیت کی گہری نیند مین سحر کرنے والی۔ علی بابا ایسے قدر انداز نشانہ باز اور بھکیت سحر کی تجربہ کار اور پرکار درکنار الماسی نوک قلم کے کھونچون سے اپنے دامن خصلت کے اکثر عمدہ اور تعجب انگیز پہلوون کو بچا جانے والی۔ ملکی اور قومی ہمدردی اور محبت سے اپنے ہموطنون کی کامیابی مین معین ہونے اور اپنی خصلت کی سچی تصویر کھنچوانے کی غرض سے بیچا بانہ ہماری برش خیال کی پوری زد پر آسکر اپنا اصلی جلوہ اہل عالم کو دکھانے والی۔

یورپین کنفرٹ (یورپ کے سلاطین کا اتفاق)

ظاہر مین شہد۔ باطن مین سم۔ اندرونی اختلاف۔ باہمی جنگ وجدل کا عنقریب پھوٹنے والا بم۔ یورپ کے صحیح النسب اور معصوم حکمت عملی کے بچے کے جھولنے کا ہنڈولا مصنوعی اتفاق۔ پرانی کاوش۔ تاریخی عداوت۔ اور پرشوکت دھمکی۔ کے جھلانے کا جھولا۔ کمزور کے دبانے کا ہتیار۔ باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار مدبران یورپ کے دریائے عقل کی بلند سوج۔ خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج۔ صلح نامون کے شروط یاد دلانے کی تاکید۔ مانتی نگرو کے واسطے نفرت اثر نوید سلاطین یورپ کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل۔ دنیا کی آزادی کا ضامن مجبور بیچارون کے حقوق کا سرپرست۔ اور کمزور سرکشون کا وکیل۔ مشرقی مسئلے کے حل کرنے کی کھرل۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو کمزور بنانے کی

ولایتی کل - کم زور سلطنتون کے بٹوارے کا نیا قانون - ٹرکی کی آیندہ ترقی کا نہایت نیک شگون - دوسرون کے انتظام خانگی مین دست اندازی کا بہانہ - اصیل کے واسطے سنگ ریزہ اور ٹینی کے لیے دانہ نار - وا اصرار - دلشکن دباؤ - ناجائز جبر - احمد کا مردہ - محمود کی قبر - اندرونی اختلاف کے ڈہا کنے کا سرپوش - وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سر جوش - شاہان یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام - ترکون کے لیے ایک روح افزا - جان پرور اور مسرت بار پیام - پرانے مریض کے لیے نیا نیا پرسکرپشن[ل] - سلطنت ٹرکی کی انتظامی رپورٹ پر گورنمنٹ یورپ کا زبردست رزولیوشن - مہذب شاہون کے آشوب چشم کا علاج ایک بنتھ ہزار کاج -

پارلیمنٹ (مجلس مدبران ملکی) مدبرون کا آشیانہ فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ کسی ملک کے قابل لوگون کی قوت گویائی کے تماشا دکہانے کا تھیٹیر - وہ پالی جہان کا اصیل اور ٹینی دونون کٹر - زبانی لڑائی کا میدان - خیالی پلاؤ بیچنے والے کی دکان - باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور - خیالی اور لسانی کشتی کا مہذب اکھاڑا - تمدن کے دنگل مین حکمت عملی کے مطابق وزرا کے چت پٹ ہوجانے کا سہارا - مغربی فخر و نازش کی حفاظت کی مضبوط دیوار - ملکی مصلحتون اور قومی حقوق کے بچانے کا سنگی حصار - ستم دیدون کی چارہ جوئی کا وہ عمدہ و نادر داوری گاہ جہان کوئی کالا وکیل نہین - انصاف آموزی کا وہ اسکول جہان روسیون کے ظلم ناحق کے انسداد کی

ل نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہین ۱۲

کوئی عمدہ سبیل نہین۔ غل مچانے اور گپ ہانکنے کا بلند زینہ۔ قومی دولت قومی عزت۔ قومی قوت۔ قومی لیاقت۔ قومی فصاحت اور قومی شوکت کا خزینہ۔

تھینکس (شکریہ) انگریزی معصوم لفظون کا اولڑ بایا۔ خشک تحسین۔ خشک سلام۔ خشک احسان۔ وہ پائی جسکے اندر صرف ہواہی وہ لفظ جو دنیا بھر کو خوش کرنے کے لیے بلا صرف کسی قسم کے ایک مجرب دوا ہی وہ انعام جو سال بھر تک دل ودماغ کے خون کرنے کا صلہ دیتا ہی۔ وہ تمغا جو سیکڑون کو جان نثاری کی حسن خدمت کی عوض مین ملا ہی۔ وہ پُر معنی لفظ جس نے حاتم دلون کی سخاوت کی داد دی ہی۔ وہ کرامت کی پڑیا جس نے بڑے رجواڑون کے دل و دماغ کی خبر لی ہی۔ وہ دولت لازوال جسکا تہذیب یافتہ دنیا مین بے انتہا خرچ ہی وہ تسخیر قلوب کا نسخہ جو اکثر سرکاری کاغذ کی پیشانی پر درج ہے۔ خوش کرنے کا کم خرچ بالانشین آلہ۔ وہ رئیس بادشاہ مزاج جسکا لفافہ بغیر کمخواب و رزربفت کے درست نہین ہوتا۔ وہ پر تاثیر دعا کہ ہزار بلا کو زبان سے نکلتے ہوے ٹالدے۔ وہ تسخیر با تاثیر جو دم بھر مین دشمن کو دوست بنائے وہ دم کل جو کم ظرفون کو دم بھر مین غرور اور عُجب کے آپ مصفا سے ربڑ کے تکیے کی طرح پھلادے وہ قہقہہ انگیز زعفران کہ بابا فغانی کو ایک آن مین ہنسادے۔

ـــہ ایک قسم کا انگریزی کھانا سرپوش کی صورت کا ۱۲

پالیسی (حکمت عملی)	خیالی پلاؤ۔ مفت کرم داشتن۔ لہو لگا کے شہیدون مین نام۔ بانگ بے ہنگام۔ خودستائی۔ خودغرضی۔ وعدہ فراموشی۔ آشنا فراموشی۔ گیدڑ بھبکی۔ ہوائی بندوق کی آواز۔ ممبران پارلیمنٹ کے آپس کا نازونیاز۔ کمزور کو دبانا۔ زبردست سے ڈرنا۔ اپنی قوت خیالی کو مبالغے سے بیان کرنا اپنے مُنھ میان مٹھو۔ زبانی جمع خرچ۔ وقت کی پرستش خیالی لڑائی مین حریف کو شکست دینے پر نازش۔ ہان مین ہان ملانا مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا کسی کے جلتے ہوے گھر سے تاپنا۔
آنر (عزت)	مفہوم خیالی۔ جی خوش کرنے کے لیے ایک موقر لفظ۔ لندن کے اخبار نویسون کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق۔ پھوٹی ہوئی ہانڈی۔ نقار خانے مین طوطی کی آواز۔ عنقا۔ ایک قسم کا ولایتی مکسچر جو تالیف قلوب کو مفید ہے نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی زمین سے نکالا نہین جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگونکا دماغ معطر رہتا ہے۔
انٹرسٹ (حقوق)	وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہین۔ ساری دنیا کو اپنا جاننا۔ ایک شکل تصوری دوسرون کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا۔ ایک نازک ہڈی جسپر ایک محلے کے ایک ہی رنگ۔ اور نسل کے کتے اس ہیبت ناک طرح سے لڑین کہ اُن کی آواز سے دوسرون کے ڈرنے کا احتمال ہو۔ ایک قسم کے تمدن کی مچھلی جو کبھی جال مین پھنستی نہین۔ حبش کے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش مین بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے ہوے ہین۔



مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اوسکو ایک ایسی بی بی کی ضرورت ہی جس مین صفات ذیل ہون۔

(۱) عالی خاندان کی چندان ضرورت نہین۔ مگر جس خاندان سی ہو اُسکے خون مین تازگی ہو۔ اس تازگی کا ثبوت یون ہو سکتا ہی کہ بذریعۂ اسناد یا شہادت چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت کیجائے کہ اُسکی اوپر کی دو تین پشتون مین خون مین قوت اور تازگی دینے کے خیال سے کسی قوی الخلقۃ اور صحیح المزاج غیر خاندان کے آدمی کے خون کو نیچر کے معمولی قواعد فرحت بخش و نسل انداز کی تائیدسی منتقل کیا گیا تہا۔ (انگلستان کے تہذیب یافتہ ملک مین طبی خیالات سے تازگی خون کا ایسا سامان اکثر ہی لوگون سے قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)۔

(۲) پختہ سن کی عورت ہو یعنی چالیس۴۰ اور پچاس۵۰ کے اندر۔ کاٹھی مضبوط۔ قوی درست۔ طول مین ۵ سے ۶ فٹ کے اندر۔ نہ بہت دُبلی نہ بہت فربہ وزن قریب تین من کے (جو کہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا وزن سارے ممالک تہذیب یافتہ مین ہی) رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکھون کی ضرورت نہین۔ معمولی چھوٹی گربہ نما آنکھین بہت خوشگوار ہون گی صحت نہایت اچھی ہو ایسی کہ سوای مرض موت کے ڈاکٹر اور حکیم بُلانے اور اس فضول مد مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہو کسی قدر معمولی دوائین بچون کے علاج کے قابل اوس کو معلوم ہون تو بہتر

تعلیم وتربیت اس انداز کی ہو کہ متوسط اور اعلی درجے کی تہذیب یافتہ انگلش یا نیم انگلش ہندوستانی سوسیٹی مین نہایت آسانی سے بے خلش طور پر چل پھر سکے - گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہی ہو کہ مجھے شام کے بعد گھر مین روک رکھنے کی قوت ہو - ناچنے مین اگر کمال نہو تو اتنا دم خم تو ضروری ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے جلسے کی تہذیب اور فرحت بخش پالی مین بخوبی تھکا وے - گھُس بیٹھ کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر اسکی مشق نہو تو ایسا مادہ ہو کہ آیندہ اس خصوص مین طبیعت تعلیم پذیر ہونے کے لیے تیار ہو - بڑے بڑے نامی گرامی لوگون سے کسی قسم کی قرابت ہو تو بہت عمدہ بات ہے - اگر واقعی طور پر نہو تو ایسی قرابت کا دعویٰ - وہ یا اُس کے قرابت مند زور وشور سے کرتے ہون یا کرنے پر راضی ہون (نسب نامہ کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم شجرون سے آسانی اور صحت کے ساتھ ملا دینا میرا ذمہ - اس کا تردد ہرگز نہ کرین خوش خوراک - خوش گپ (خوش ادا - اور خوش مزاج ہو (خوش خوراکی سے ایک چپاتی اور چار تلے ہوے کباب غرض نہین بلکہ اقل مرتبہ دو تین سیر گوشت دس پندرہ انڈے سیر دو سیر دودھ پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے ماسوا میوہ جات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور ولایتی پانی اور چاے وغیرہ وغیرہ کھائے پیے) مذہبی خیالات مین نہ بہت خشکی ہو نہ بہت تری ہو - نئی روشنی کی پھلجھڑی - تہذیب کی ہتھکڑی آزادی کی چھڑی - خلاصہ یہ کہ چھٹی نیچری ہو - گھوڑ سواری اور مہذب اور صحت بخش کھیلون سے واقف ہو اور ہر طرح کی آب وہوا کی سختی کو برداشت کر سکے - قانون کے مطابق شادی ہوگی - اور رجسٹرار

قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے فن مین کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بےبہرہ ہی تو اُس مین اس فن نامی مین مہارت حاصل کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے ایک تہذیب یافتہ انسان کی بی بی دنیوی کامون مین عمدہ طور سے قابل استعمال نہین ہوسکتی) اگر اس فن مین مہارت حاصل ہی تو کس درجہ (اس کو لکھنا ضرور ہوگا) کیا اُسکے بوسے کی کشش اور کوشش سے نوکری۔ ووٹ۔ یا کسی کونسل و ونسل کی ممبری مل سکتی ہی یا اسکے بوسے سے کسی مجرم کی خطا دہوئی جا سکتی ہی؟ یا اُسکے بوسے سے ترقی یا تمغے مل سکتے ہین؟ یا اُسکا بوسہ کمند بن کر کسی جنٹلمین کو پھنسا سکتا ہی؟ (ان ضروری مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا کیونکہ اور صفات کے مقابلے مین اس صفت کو بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلیٰ درجے کی انگریزی سوسائٹی مین پہاڑون کے اوپر اور انکے دامنون اور شہرون مین اپنے شوہر کے صفائی اور بے روک ٹوک طور سے پوری آزادی سے آتے جاتے اور ملنے جلنے مین کلکتے کی نمائشگاہ کے سیزن ٹکٹ یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو نمائشگاہ مذکور مین برابر ہر وقت آنے جانے کے لیے کافی تھا۔

بے امتیازی سے لڑکے جن جن کر اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت اور اپنے گھر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرا نہ کر دے بلکہ لڑکو نکے جننے کے شوق سے اوسکا دل و دماغ ایسا پاک وصاف ہو جیسا ہر باغ خزان مین پھول اور پتون سے

مشتہر اپنے مختصر حال سے ہی پہلے سے ان بیبیون کو واقف ہونے کا موقع دیتا ہے اور در صورت فرمایشی جوڑے کے میسر ہونے کے اپنے

تفصیلی حالات سے بہی واقف کرنیکا وعدہ کرتا ہی۔ فی الحال بفضل نیچر مین ایک ممتاز عہدے پر مامور ہون اور میرا مشاہرہ ایسے ایک قرایشی بی بی کو لیکر آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ میری ترقی کے لیے دکن کا مطلع صاف نظر آتا ہی۔ کیونکہ اُس طرف آج کل میرے ہم خیال اور ہم مشرب لوگونکا دور دورہ ہی اور میرا لگا بہی گویا ایک طرح الگ چکا ہی فضل نیچری کے سایے مین دو چار برس وہان بسر کرنے سے پھر مین بہی اپنے شہر نیچر آباد کا کمال ڈیوک بن جاؤن گا اور پہر اپنی آرام جان کو لیکر نینی تال پر (جو میرے شہر سے قریب ہی) مزے سے رہونگا۔ مجملاً میری موجودہ حیثیت ایک قرایشی سیم صاحبہ کے نبہانے اور اُن کا مجھے اپنا دائمی شریک رنج و راحت بنانے کے لیے کم نہین ہی۔



مُنشی جوالا پرشاد برقؔ مرحوم

منشی جوالا پرشاد صاحب برق

منشی جوالا پرشاد صاحب برق ضلع سیتاپور قصبۂ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔ ۱۸۸۰ء ضلع کہیری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔ ۱۸۸۰ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۳ء مین بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۵ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فداے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۹۵ء کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کرکے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین خاطر خواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج کے عہدہ پر بہی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۸ء مین گورنمنٹ کی جانب سے گریوِن کمیٹی کے ممبر بہی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ مین بعارضۂ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تہا۔ انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے اعتبار سے اودہ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکہتے تہو

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تہے اور واقعی اسم بامسمیٰ برق تہے۔ اُردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تہا۔ پہلا اُردو کا مضمون تیرہ برس کے سن مین کایستھ سماچار مین لکہا تہا۔ مرحوم کے بہتیجے بابو کرشن کمار صاحب فرماتے تہے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تہا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تہے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑہتا ہے۔ لکھنؤ مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربہون ناتہہ ہجر منشی احمد علی شوق سے ملاقات ہوئی اور اودہ پنچ مین لکہنے کا سلسلہ شروع ہوا منشی صاحب موصوف ان معدودے چند لوگون مین تھے جنہون نے اپنی ابتدا سے اودہ پنچ کی پودہ کو سینچا۔

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زباندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخن سنجون مین ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظمون کے جو اودھ پنچ مین اکثر شائع ہوئین۔ مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو رینالڈ ز کی کتاب مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن کا ایک حصہ ہی یا مشہور ناول میوجولمٹ کا ترجمہ ہی انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت مین کیا ہی کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سُنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی موجود ہی۔ بنگالی دُلہن۔ پرتاپ۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل مین بنگالی زبان کے قصہ ہین جنکی تصویر اردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شیکسپیر کے نو یا دس ناٹکونکا ہو بہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین کیا ہی اور اگر زندگی وفا کرتی تو انکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا ترجمہ کر ڈالتے مگر ۱۹۰۵ء مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور ۱۹۰۹ء مین اُنکی زندگی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستون مین تھے۔ اودھ پنچ مین دونونکے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا لکھا ہوا ہی جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستونکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہین رہی۔ آج کچھ اور ہی کل کچھ اور تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہی۔ زمانے کے ساتھ خیالات بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیون کو چھوڑکر فی زمانتا کس طرح سے پر آ رہا ہی۔

مقفی اور مسجع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی - اہل زبانون کی پیاری پیارے اچہوتے روزمرے سُنکر جی پہڑک اوٹہتا ہی - سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبہہ جاتی ہین - نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی - ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اِن قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم طبعات - جر اثقال اور طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا حق ہی - مین کیا اور میری شاعری کیا - نہ عرفی نہ خاقانی پھر کس برتے پر تتا پانی - لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو - اور اس رنگ کی شاعری کی طرف دوسرونکی توجہ بہی مصلف ہو - یہ امر کہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا ہون نہین کہہ سکتا کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون - میری نظر مین سواے آپکے کوئی دوسرا نہ جچا - اُردو زبان کی مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پھونکی - اس زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی - آپ ہی کی مستقل اور با اثر کوششون نے اودھ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا رنگ پائدار ی کے ساتھہ چڑہایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی نہ مغربی خیالات باوجود اپنی ذاتی تبائن کی نہایت خوبصورتی کے ساتھہ ہماری زبان مین ادا ہوسکتی ہین - مین اپنا فخر سمجھونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے -

بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی
اکس ناز سے ہے بہار آتی

کمسن - الھڑ - حسین - البیلی
چوتھی کی دولھن نئی نویلی

بوٹا سا وہ قد بہار کے دن
اوڑھنی کوپل اوبھار کے دن

گہنا پھولون کا زیب تن کر
دھانی جوڑا نیا پہن کر

گھونگٹ اک ناز سے نکالے
سہرا پھولون کا منہ پہ ڈالے

ہریالی بنی وطن مین آئی
اک سبز پری وطن مین آئی

اوتری گلشن مین جب سواری
سورج نے آرتی اوتاری

گل نے زر گل کیا نچھاور
صدقے ہوئی عندلیب اوڑ کر

شبنم بھر لائی کورے کورے
شربت سے گلاب کے سکورے

خورشید نے آئینہ دکھایا
کرنون نے مورچھل ہلایا

نہرین ہر پھر کے لائین پانی
سبزے نے بچھایا فرش دھانی

خوشیان اشجار نے منائین
میوون کی ڈالیان لگائین

غنچون نے چٹک کی لین بلائین
بلبل نے چہک کی دین دعائین

مرغان چمن نے گیت گائے
ہر رنگ کے زمزمے سنائے

چڑیون نے گا کے دل لبھایا
مورون نے ناچ کر رجھایا

بدلی پھولون نے اپنی وردی
اودی - زنگاری - لاجوردی

بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی
کوئل نے یہ پھیر دی منادی

معشوقۂ گلعذار آئی
آئی آئی بہار آئی

سن گن جو ہین فصل گل کی پائی ۔ سردی گھبرائی سٹ پٹائی
گردش سے دنون کے بیخطر تھی ۔ مطلق نہ بسنت کی خبر تھی
معزولی کی اپنی پاتے ہی چھاؤن ۔ اودہر کو کسک چلی دبے پاؤن
رنگ اوڑ گیا پہلے جو جما تھا ۔ گھر سٹ گیا جو بنا ہوا تھا
بیچاری کی کوکھ اوجڑ گئی ہے ۔ پالے پر اوس پڑ گئی ہے
کھرے پہ گھٹا ہے غم کی چھائی ۔ چہرے پہ ہے چھوٹتی ہوائی
پھوٹی قسمت پہ روتی ہے برف ۔ ہستی گھل گھل کے کھوتی ہے برف
رنگت ارض وسما کی بدلی ۔ صورت سیرت ہوا کی بدلی
اطراف جہان ہین مچ گئی عید ۔ پہونچا خط استوا پہ خورشید
چرخ چارم پہ ہے نمایان ۔ فیاض زمان مسیح دوران
چلتی ہے ہوا اوسی کے دم سے ۔ ہے نشو و نما اوسی کے دم سے
نیچر کو شعاعین پالتی ہین ۔ ہر چیز مین جان ڈالتی ہین
کرنون نے گڑاہی جڑون مین گھس کر ۔ پیدا کیے یہ نمو کے جوہر
شاخون مین جڑون سی چڑھ کی پہونچین ۔ دوڑین پتون مین بڑھ کی پہونچین
سجنے لگین باغ و بوستان کو ۔ رنگنے لگین تختہ جہان کو
فیروزی۔ صندلی۔ گلابی ۔ خاکی۔ عنابی۔ سرخ۔ آبی
لاکھی۔ نارنجی۔ ارغوانی ۔ طوسی۔ خشخاشی۔ آسمانی
کافوری۔ کاکریزی۔ لاہی ۔ بادامی۔ سیاہ۔ زرد۔ کاہی
عباسی۔ پیازی۔ زعفرانی ۔ ماشی۔ زنگاری۔ سبز۔ دھانی

ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن — پر سبزہ پہ ہے بلا کا جوبن
سایہ بھی ہے اور ہین روشنی بھی — گرمی سے ملی جلی ہے سردی
سبزے کا او بہار کیون نہ بہائے — ہر فصل بہار کیون نہ بہائے
او آنکھون کو نور دینے والے — او دل کو سرور دینے والے
کہسارون پہ تو ہی ڈہڈہایا — گلزارون مین تو ہی لہلہایا
ساری خلقت ہری ہی تجھ سے — ہر چیز ہری بہری ہے تجھ سے
اللہ ری نمو کی کارسازی — بخشی گلشن کو روح تازی
بادِ سحری چلی جو سن سن — اُبھرا ہر شاخ گل کا جوبن
سینون مین ہوئی اُمنگ پیدا — ننھی کلیان ہوئین ہویدا
چھیڑا جو صبا نے کسمسائین — کچھ کچھ دبے ہونٹون مسکرائین
پھر گل پہ نسیم نے کھلایا — بڑھکر پہلو مین گدگدایا
سب مارے ہنسی کے کھلکھلائین — پھولے نہ وہ جامے مین سمائین
باچھین گئین کھل خوشی کے مارے — دم پھول گیا ہنسی کے مارے
خوشبو درِج دہن سے نکلی — اترائی ہوئی چمن سے نکلی
کچھ ایسی دماغ مین سمائی — شاخ گل کو ہوا بتائی
اٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے — چُہلین کرتی ہوئی ہوا سے
گھوڑے پہ سوار تھی ہوا کے — جھونکے گئے بن اوڑن کھٹولے
ہر موج نسیم تھی معنبر — خوشبو سے جہان ہوا معطر
پیارا پیارا سمان جو دیکھا — خلقت کو شادمان جو دیکھا

گھر سے اپنے کسان نکلے ۔ بوڑھے بالے جوان نکلے
تارون کی چھاؤن منہ اندھیرے ۔ کھیتون مین پہونچ گئے سویرے
گوڑی جوتی زمین کمائی ۔ نیچے کی زمین اوپر آئی
بوجوت کے بیڑیان لگائین ۔ کچھ لوگون نے چرخیان لگائین
پُر سے پانی کسی نے کھینچا ۔ بعضون نے ڈھیکلی سے سینچا
برہا کوئی سنبھالتا ہے ۔ نالی کوئی نکالتا ہے
ہل مل کے دہاتنین ہین گاتی ۔ کھُرپی لیے کھیت مین نراتی
کھیتی پہ نثار ہونے والے ۔ وہ جوتنے والے بونے والے
فارغ ہوئے آج جوت بو کر ۔ پلٹے گھر ہاتھ پانون دھو کر
پانی کھیتون مین بھر چکے وہ ۔ جو کچھ کرنا تھا کر چکے وہ
اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد ۔ اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد
آفت سے اوسے خدا بچائے ۔ اُمید پہ پانی پھر نہ جائے
بیچین ہین سخت ہے تردد ۔ ہر دم کمبخت ہے تردد
دھڑکا ہے بڑا پڑے نہ افتاد ۔ کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد
دل مین ہین یہ وسوسے سمائے ۔ گروی گیہون مین لگ نہ جائے
پتھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد ۔ پالا نہ پڑے کہ پیڑ ہون زرد
پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے ۔ گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے
پیڑون پر ٹڈیان نہ چھا جائین ۔ ہرہے گورو نہ کھیت کھا جائین
چوہون کے کاٹنے کا ڈر ہے ۔ دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے

کھیتون مین بیج سڑ نہ جاے
دل ٹوٹ گیا گھٹے جو بادل
پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد
خورشید حمل سے ہو ہویدا
بہم ہم نہ مزاج آب وگل ہو
بادل برسادے ابر نیسان
شبنم بدہ جا تو ڈالیون مین
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آؤ
گھبرا نہ کسان ہی خدا ساتھ
دنیا کا رفیق تو ہے دہقان
مُفلس۔ قلّاش۔ بھوکے محتاج
سب کا تو نے ہے پیٹ پالا
تیری فیاضیان ہین مشہور
یارب برسادے ابر رحمت
نیت مین ہو پھل جناب باری
ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا
ہان جوش نمو بڑہے الٰہی
پودے جو نہال ہون تو بجاے
اے ابر کنون بہ جوش در آ
گاڑھی ہے کسان کی کمائی

کھیتی پر اوس پڑ نہ جاے
جی چھوٹ گیا ہٹے جو بادل
سرسون نہ جمی تو مُنہ ہوا زرد
نیچر مین کر امتزاج پیدا
حدّت کرنون کی معتدل ہو
دانے موتی سے رولی دہقان
موتی سے پرودے بالیون مین
اودی اودی گھٹائین چھاؤ
اللہ کے ہین بڑے بڑے ہاتھ
عالم کا شفیق تو ہے دہقان
زردار۔ امیر۔ صاحب تاج
تیرا ہو جہان مین بول بالا
کیونکر نہ ہو تجھپر ہند مغرور
لگ جاے ٹھکانے اسکی محنت
محنت ہو سوپھل جناب باری
شاخین پھولین پھلین خدایا
یہ بیل منڈھے چڑھے الٰہی
دہقان خوش حال ہون تو بجاے
اے رحمت حق بہ جوش در آ
باشد کہ برو کرم نمائی

دکھلایا دعا نے یہ نتیجا
آہون سے فلک کا دل پسیجا

نکلا تیزی سے مہر انور
حدت سے بھڑک اوٹھا سمندر

کرنون کی ادہر بڑہی شرارت
پانی کی ادہر بڑہی حرارت

قلزم کی بدن ہین لگ گئی آگ
منہ پر غصے سے آگیا جھاگ

اک جوش ہین آیا بحر ذخار
دل بادلون کے چڑھے دہوان دہار

چھایا بڑھکر فلک پہ مارا
چھانٹا دل کا بخار سارا

خورشید کو بادلون نے گھیرا
عالم ہین چھا گیا اندھیرا

کرنون سے ہوا لطیف ہو کر
چلنے لگی بن کے باد صرصر

بادل ڈرتے ہوا سے بھاگے
باتین کرتے ہوا سے بھاگے

میدانون ہین بڑھ کے آگئے وہ
کہسارون پہ چڑھ کے چھا گئے وہ

ٹکرائے پہاڑ سے کہین پر
جھلا کے برس پڑے وہین پر

اونچی نیچی پہاڑیون پر
دہارین گرتی ہین لڑکھڑا کر

چشمے کہین زور کر رہے ہین
نالے کہین شور کر رہے ہین

نہرین اٹھلاتی جا رہی ہین
لہرین موجین اوڑا رہی ہین

سبزے سے ہرا ہے دامن کوہ
پھولون سے بھرا ہے دامن کوہ

تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی
گملا پھولون کا یا کہ جھاڑی

سبزے کا پہاڑ پہ یہ انداز
جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز

گھاٹی پھولون سے رشک گلزار
دانتی پہ درخت سلسلہ وار

معشوقہ سبزہ رنگ ہے گھاس
ہر پھول ہین ہی دولہن کی بوباس

بیلین ہین پڑی ہوئی شجر پر
بندھن واری بندہی ہے در پہ

چرتے ہین ہرن ہرے جائے / بھرتے ہین کنوتیان اوٹھائے

مستی ہین کلیلین کر رہے ہین / میدان مین طرارے بھر رہے ہین

کھوہون مین چھپے ہوئے ہین زہاد / دنیا بھولی ہوئی خدا یاد

چپ بیٹھے ہین دہونیان رمائے / اللہ سے اپنے لو لگائے

جل پیتے ہین کھا کے جنگلی پہل / جنگل مین منا رہے ہین منگل

پہل پہول پہ کرتے ہین قناعت / تنہائی مین کرتے ہین عبادت

صانع کی دیکھتے ہین صنعت / اللہ کی دیکھتے ہین قدرت

ہر شے سے عیان ہی نور اوسکا / ہر رنگ مین ہے ظہور اوسکا

افلاک وزمین نجوم وحیوان / دہات اور نبات جن وانسان

جہیلین - دریا - پہاڑ - چشمے / اوسکی قدرت کے ہین کرشمے

مرغان چمن سرون مین گاؤ / توحید کے زمزمے سناؤ

نہرو پھر پھر کے ہو عبادت / جھرنو گر گر کے ہو عبادت

سر سجدے کو خم کرو شجر تو / جھک جاؤ شاخ بارور تو

مرغان چمن چہک اوٹھو تم / گلہائے چمن مہک اوٹھو تم

بلبل کی زبان پہ قال آئے / پتّی پتّی کو حال آئے

قدرت کے ہتھکنڈے ہین نرالے / دیکھین آنکھون سے آنکھون والے

تازہ کیا جسم وجان کو اوسنے / سرسبز کیا جہان کو اوسنے

ہے رشک جنان ہر ایک گلشن / ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن

رک رک کے نسیم چل رہی ہے / سبزے پہ ہوا اچہل رہی ہے

گیہون کے کھیت دھانی دھانی / تختے سرسون کے زعفرانی

ایسی کھیتون مین کچھ تو اودی — کچھ سُرمئی اور کچھ کبودی
ٹیسو سے ہے لال لال جنگل — مُنہ پر ہے ملے گُلال جنگل
آتے ہی بسنت مدہ پہ آئین — شاخین آمون کی بور لائین
کوئل کوکی تو آئے بادل — سر پر گلشن کے چھائے بادل
اوپر چھائی ہوئی گھٹا ہے — نیچے پریون کا جمگھٹا ہے
شکلین نکھری ہوئی ہین سب کی — زلفین بکھری ہوئی ہین سب کی
سحر انکھڑیون مین زبان مین جادو — نظرون مین فسون بیان مین جادو
مستانی ادا نشیلی آنکھین — تیکھی چتون۔ رسیلی آنکھین
بانکی وہ چھب وہ ترچھی چتون — شوخی۔ طرّاری۔ چلبلا پن
جو ہے وہی کھیلتی ہے ہنس کر — اک ایک ڈھکیلتی ہے ہنس کر
انداز سے آرہی ہے کوئی — منہ پھیر کے جارہی ہے کوئی
ہنستی پھرتی ہے کوئی تنتی — جوڑا پہنے ہوئے بسنتی
کوئی کرتی ہے چھیڑ خانی — دکھلا کے کسیکو کچھ نشانی
کوئی پڑی آہ کر رہی ہے — کوئی کھڑی واہ کر رہی ہے
کلیان چن چن کے توڑتی ہین — آپس مین شگوفے چھوڑتی ہین
کھل کھیلی ہین راگ لا رہی ہین — مل مل کے بسنت گا رہی ہین
دنیا تو بہار سے ہے مسرور — ہے برق کا سوز دل بدستور
وان دشت و چمن ہرے ہوئے ہین — یان داغ کہن ہرے ہوئے ہین

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے یار بہار خوش نباشد

البرٹ بل

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان ۔ طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم

لو سارا طلسم ٹوٹ گیا۔ ایک چھلاوا تھا جو چشم زدن مین نظر وسے اوجھل ہوگیا۔

یکایک بلاے آسمانی پھٹ پڑی۔ ایک اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی۔

پیارا بل ہاتھ سے بے ہاتھ ہوگیا۔ اوسکی پیدایش پر کیا کیا ناز تھے اُسکے والدین نے اُسے کیسے کیسے لاڈ سے پالا۔ بچپن مین کیسی کیسی داشت کی۔ رات کو رات دن کو دن نہ سمجھا۔ مگر دشمنون کی نظر کھاگئی۔ سوتیلی مان کے پالے پڑا۔ ماباپ ہاتھ مل کے رہ گئے ہماری امیدون کا خون ہوگیا۔

فوج اندوہ والم ٹوٹ پڑی ھوکی ہین ۔ آرزوئین ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

کلیجہ دھک سے ہوا کیسی کچھ دل پر چوٹ لگی۔ رپن کا زمانہ۔ ہم تو خوشیان مناتے بغلین بجاتے مست پڑے ہوے تھے آخر کو بالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا۔ مگر یکایک پردہ غفلت جو آنکھون سے اُٹھا تو بھور ہوگیا۔ ان اینگلو انڈین سے خدا سمجھے عین موسم بہار مین ہمارا آشیانہ نوچ کھسوٹ کے پھینک دیا۔ کمبخت وہ کنکار ڈٹ " نے منحوس شکل دکھائی سخن سازون نے ملکۂ معظمہ کے پرو کلیمیشن کے الفاظ مین نئے نئے معنی پہنائے۔ پیارے رپن کو مجبور کیا۔ وہ بھی بُرے پھنسے۔ کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا ممبران کونسل کے نقارخانے مین طوطی کی آواز کسی نے نہ سُنی۔ آخرش وہ بھی اُنھین کے ساتھ سر ہلانے لگے۔

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہوگیا ۔ بلبل کا حال قابل فریاد ہوگیا



کہل کے گل کچہہ تو بہار اپنی صبا دکہلا گئے   حسرت اُن غنچون پہ ہی جو بن کہلی مرجہا گئی

انصاف اُلٹے اُسترے سے مونڈا گیا۔ بغاوت نے نقارۂ فتح کڑم دھڑم بجا دیا
ع سچ ہی حرامزادے کی رسّی دراز ہے، پیارے رہن کو ہم کیا کرین۔
بیش بالای تو نازم چہ لصبلیع وچہ بجنگ کہ بہر حال باندازۂ ناز آمدۂ
اختیار رہا مگر برائے نام۔ جوری کی بیچ بلا کی طرح پیچھے لگی۔ مگر ہمت نہ ہارنا چاہیے
پارلیمنٹ مین واویلا ضرور رہو۔ ہندیو دشمنون سے سبق لو کچھ کھو کے اب تو سیکھو۔
دیکھو حقوق کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی کام آتا ہے۔ جسکی لاٹھی اوسکی بھینس
اگر ہم بھی گورنمنٹ ہوس پر چڑھ دوڑنے کی فکر کرتے۔ فتنہ انگیزی پر کمر باندھتے
تلوارین سنبھالتے تو کچھ مل ہی رہتا۔ مگر شر ہمارا شیوہ نہین۔ ہم تو سچے
خیر خواہ سرکار ہین۔ مگر ہائے سال بھر کی محنت کھاری کنوئین مین ڈوب گئی
کیا کیا خیالی قلعہ بنائے تھے مگر دو کنکار ڈٹے" کے ایک ہی گولے نے اُنکا
صفایا کر دیا۔ جن پر ہمین بھروسا تھا۔ جو ہماری خیر خواہی کا دم بھرتے تھے
وہی دغا دے گئے۔ وقت پر نکل کھڑے ہوے۔ کاندھا ڈال دیا۔ گویا ہم
بیچو بیچ سمندر مین ایک ٹاپو پر اُترے تھے۔ کھانا پکایا۔ دسترخوان بچھایا۔
جیسے ہی کھانے کو ہاتھ بڑھایا کہ دفعتہً جزیرہ ہلنے لگا اور دم کے دم مین
سب غڑاپ سے سمندر مین۔ افوہ۔ دھوکا ہوا تھا۔ وہ جزیرہ نہ تھا وہیل
مچھلی کی پشت تھی۔ خیر۔

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

جوڈیشل کمشنری اودھ

مسٹر اڈیٹر - چونکہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی مین ترمیم ہونے والی ہی - اسلیے یہ مناسب موقع ہی کہ اوسکے بارے مین کچھہ لکھون - ابھی حال مین سول عدالتہاے اودھ کی رپورٹ بابت ۱۸۸۳ء شائع ہوئی - جسمین چند ایسے امور قابل غور ہین جنکا اثر عدالت جوڈیشلی پر پڑتا ہی - تعداد مقدمات متدائرہ ہر سال بڑہتی جاتی ہی - مالیت مقدمات مین ایک عجیب و غریب تغیر ہوگیا - ۱۸۸۱ء مین مالیت مقدمات قریب ۵۳ لاکھہ کے تہی ۱۸۸۲ء مین ۱۰۶ لاکھہ ہوگئی اور ۱۸۸۳ء مین ۱۴۷ لاکھہ - باوجود اس زیادتی کے ۷۷ فی صدی مقدمات کی اوسط مالیت پچاس روپیون سے کم تہی - جس سے یہ امر صاف مترشح ہوتا ہی کہ ابھی حقیقت کی چھوٹے چھوٹے مقدمات کا تصفیہ نہین ہوا - آخر اسکی وجہ کیا - انگریزی سرکار کے زیر سایہ تعلقدارون نے خوب گلچھرے اوڑائے - غریب رعایا کو دباتے رہے - ادھر دو چار برس سے رعایا کی آنکھین کھلین اور اوسکو معلوم ہوا کہ وہ ایک آزادی پسند گورنمنٹ کے زیر حکومت ہی - اب وہ انگریزی عدالتون سے مستفید ہونا چاہتی ہی - اسی کثرت مقدمات کا یہ نتیجہ ہی کہ جوڈیشلی مین دو دو برس تک اپیلون کی پیشی نہین ہوتی - غریب مستغیث حالت امید و یاس مین اپنے دن کاٹتے ہین - الانتظار اشد من الموت سے کشتہ ہوکر انگریزی انصاف کو دعائین دیتے ہین - اب وہ زمانہ لد گیا - جب ایک جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالة العالیہ کا

کام انجام دیتا تھا۔ یہ عہدہ اُس زمانہ کا تبرک ہی جبکہ جوڈیشل ورایکزکیٹو شاخون مین علٰحدگی ممکن نہ تھی۔ جبکہ مقدمات کا تصفیہ عام اصول قانون وانصاف پر نہین۔ بلکہ عملی کارروائی پر منحصر تھا۔ عذر کے بعد جب اودھ مین تسلط ہوا تو یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حکام عملی ادراکزیکٹو طور پر انتظام و فیصلے کرین۔ نہ کہ الفاظ قانون اور اصول انصاف کا لحاظ رکھین۔ اوسوقت مین جوڈیشل کمشنر کا کام مثل ہائی کورٹ کے نہ تھا۔ کہ وہ قانونی پیچیدگیان سلجھاتے یا عدالتہاے ماتحت کو پابندی ضوابط کی ہدایت کرتے۔ بلکہ وہ مثل چیف کمشنر کے ایک قسم کے اکزکیٹو انتظام کے نگران تھے۔ مگراب ع۔

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

اب تو ڈھنگ ہی نرالے ہین۔ امن وامان نے ہاتھہ پیر پھیلائے۔ صوبے کا بندوبست ہوگیا۔ رعایا اپنے قانونی حقوق کو حقوق سمجھنے لگی۔ اوس طوفان بےتمیزی کا زمانہ جاتا رہا۔ وہ وقت آگیا کہ سنجیدگی قانون اور عام اصول انصاف کے مطابق عوام کے حقوق کا فیصلہ ہو ضوابط سرکاری کی پوری تعمیل ہو۔ انہین خیالات سے ایکٹ ۱۳۔ ۱۸۷۹ع کا نفاذ ہوا۔ جس سے عدالتہای لگان ودیوانی علٰحدہ ہوگئین۔ تاکہ جوڈیشل افسر مقدمات دیوانی مین اپنا وقت صرف کرین۔ مگر یہ کارروائی مکمل نہوئی۔ کیونکہ عدالت جوڈیشل کمشنر مین کچھہ تغیر نہوا۔ نہایت ضروری تھا کہ اس انتظام کے ساتھہ عدالت جوڈیشل کمشنر بھی مثل ہائی کورٹون کے کردیجاتی۔

جس طرح پنجاب مین چیف کورٹ ہی۔ اوسی طرح پر جوڈیشلی اودھ کی ہوتی۔
اب جوڈیشلی کو ہائی کورٹون کی طرح سرچشمۂ قانون دا انصاف ہونا چاہیے
یہ اوسوقت مین ممکن ہے جب دو مستقل جوڈیشل کمشنر مقرر ہون۔ اور وہ
بطور بنیچ کے کام کرین۔

الہ آبادی اخبار پایونیر لکھتا ہی کہ جوڈیشلی بالکل توڑ دی جاوے۔
اور اودھ کی اپیلین ہائی کورٹ الہ آباد مین دائر ہوا کرین۔ وہ لکھتا ہی
کہ اس انتظام سے گورنمنٹ کی کفایت ہوگی۔ اور رعایا کے حق مین اچھا
انصاف ہوگا۔ کفایت کی ایک ہی ہوئی۔ مگر ہائی کورٹ الہ آباد مین
دو جج بڑہائے گئے تو اونکی تنخواہین موجودہ خرچ جوڈیشلی سے پانچ گنی زیادہ
ہونگی۔ رعایا ایسا انصاف نہین چاہتی۔ چھوڑو بی بلّی چوہا لنڈورا ہی رہیگا۔
پایونیر سمجھتا ہی کہ ہائی کورٹ کی کرسیون کی ہوا مین منصف بنانے کی تاثیر ہی۔
اور جوڈیشلی اودھ کی کرسی کی ہوا۔ کرسی کی ہوا ہی۔ اگر انتخاب عمدہ ہو تو
جوڈیشل کمشنر بھی لائق اور منصف مزاج مل سکتے ہین۔ غریب رعایا سے اودہ
لکھنؤ تک بمشکل پہونچتی ہی۔ اوسکو اپیلین دائر کرنے کے لیے الہ آباد بلانا۔
در انصاف کا بند کر لیتا ہے۔ پایونیر چاہتا ہے کہ جس طرح چیف کمشنری
بٹے کہاتے مین ڈالدی گئی۔ اوسی طرح سے جوڈیشل کمشنری بھی نیست
ونابود ہوجائے۔ ــہ

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا　　پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

وہ لکھتا ہی کہ جب دونون صوبون کی اکزیکٹو شاخ کا الحاق ہوا تھا۔

تو تعلقداران اودھ کچھہ کن منائے تھے۔ مگراب وہ راضی ہین۔ افسوس! موجودہ پالسی یہی ہے کہ جو لڑکا نہ روئے اوسکو دودھ نہ ملے۔ اس الحاق سے جو نقصان ہوا اوسکو کوئی رعایا کے دل سے پوچھے۔ ہزارون کے دلون مین آرزؤن کا خون ہوگیا۔ کہ ہم اپنا حال لاٹ صاحب سے کہتے۔ مگر لاٹ صاحب کا پتا صوبے بھر مین نہین۔

مسٹر اڈیٹر برا نمانیے گا۔ مجھے اودھ کے اخبارون پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ معاملات مصر و افغانستان۔ جنگ چین و فرانس۔ جرمن و سوڈان کے پالسی پر مضمون لکھکر کالم کے کالم سیاہ کرتے ہین مگر اودھ کا حال نہین لکھتے۔ اخبارات آئینے ہین جو پبلک کا سچا سچا حال گورنمنٹ کو دکھلاتے ہین۔ مگر یہان تو معاملہ برعکس ہی۔ اگر اودھ کی اخبارات نے اپنا منصبی فرض ادا کیا ہوتا اور پبلک خیالات کا پورا چربا اوتارا ہوتا تو آج پایونیر کی یہ ہمت نہوتی۔ کہ وہ الحاق اودھ سے ہمین نیم راضی بلکہ بالکل راضی سمجھہ لیتا۔ اب عدالتون کے سرکاٹ لینے کی دہمکی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہان کے اخبارات خاموش ہین۔ کیا اخبار جاری کرنے سے یہی منشا ہے کہ اڈیٹر یا مینجر کہلائے یا کچھہ روپیہ کہلائے۔ ہرگز نہین۔ جو لوگ اخبار جاری کرتے ہین اور پبلک بحث کو نہین سمجھتے۔ یا اگر سمجھے بہی تو کچھہ خبر نہین لیتے۔ وہ پبلک کے دشمن ہین کیونکہ سرکار یہ سمجھتی ہے کہ اس صوبے مین اسقدر اخبارات ہین۔ اگر عوام کو کوئی تکلیف ہوگی تو ہمکو ان اخبارات سے معلوم ہوگا۔

عشق کیا شے ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیی

آخر یہ عشق ہی کون جانور ـ چرند ہے ـ یا پرند ـ رہتا کس دیس مین ہی ـ کھاتا کیا ہی ـ پیتا کیا ہی ـ بس ـ یہ ننھی سی رائی کے دانے برابر بات ـ جسکے واسطے کامل کی تلاش ـ کشف نہین ـ کرامات نہین ـ مراقبہ نہین ـ سماع نہین ـ حال وقال نہین ـ مسئلہ تجدّد امثال نہین ؎

کوچۂ عشق کی راہین کوئی پوچھے ہمسے ـ خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

اللہ اللہ ـ آپ ہین ـ آودھ پنچ کے نامہ نگار ـ چشم بد دور آپ سے بڑھ کے اس معمّے کا حل کرنے والا کون ـ عُلما زاہد خشک صوفی جاہل ـ پنڈت برائے نام ـ شعرا بے اعتبار ـ ایک آپ کی ذات ہی ـ باقی اللہ اللہ ـ خیر سلّا ـ بندہ پرور سُنیئے ـ اگلے زمانے والے بسم اللہ کے گنبد کے رہنے والے سیدھے سادھے آدمی تھے ـ جوجی مین آیا ـ کہہ گذرے ـ جو سُنا مان لیا ـ نہ حجّت ـ نہ دلیل ـ یہ عقل جو اِس زمانے والون کو اللہ نے دی ہے ـ پہلے اسکی چھاون بھی نہ تھی ـ نہ یہ طریقۂ تعلیم ـ نہ یہ تہذیب ـ نہ یہ اوپج ـ نہ یہ ایجادین ـ نہ یہ رفتار ـ نہ گفتار ـ نہ یہ لباس ـ نہ قیاس ـ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ـ اسی عشق کے معاملے مین دیکھ لیجئے متقدمین نے کیسی مونہہ کی کھائی ـ ہزار عقل کے گھوڑے بگ ٹٹ دوڑائے ـ لیکن منزل مقصود کو نہ پہونچے ـ صرف دو قسمین قائم کین ـ ایک مجازی ـ دوسری حقیقی ـ پہلا عشق بازاری ـ عشق خانگی ـ عشق ازدواجی ـ انکا بھی کہین ذکر ہے ـ خاک نہین ـ

اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔ لمبی چوڑی عقل والے اُنکی تحقیق پر کیون حرف نہ رکھین۔ مجازی اور حقیقی کی تفصیل میری دانست مین فضول ہے اُنسے تمام پُرانی کتابین بھری پڑی ہین رہین نوایجاد قسمین۔ اُنکا سمجھانا کون بڑی بات ہی چٹکی بجاتے سمجھائے دیتا ہون۔ عشق ایک قسم کا ولولہ ہے۔ جو ایام شباب مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو ایک جنس کو رجوع کرتا ہے طرف دوسری کے۔ بازاری مین یائے نسبتی تصور فرمائیے۔ چونکہ عشق بازار سے تعلق ہے۔ اس لحاظ سے عشق بازاری نام رکھا گیا اسکی دو قسمین ہین۔

قسم اول تھوڑا سا دن باقی رہا۔ اور لپ جھپ نہا دھو۔ کنگھی سے بال سنوار۔ ٹیڑھی ٹوپی۔ بنارسی رومال۔ رنگین گھٹنا پہن۔ گلوری دبا۔ پو قدمے چوک مین جا نکلے۔ کبھی اس کمرے پہ نگاہ کبھی اُس مونڈھے پہ۔ باچھین کھلی ہوئین۔ موچھین تین پائے۔ اس کمرے سے لگاوٹ۔ اُس کمرے سے نگاہبازیان۔ کوئی ہنس دی۔ اور یہ ریشہ خطمی ہوگئے۔ کسی نے جھوٹھون اشارہ کیا۔ اور یہ دائین بائین دیکھ کھٹ سے زینے پہ۔ آئیے نواب صاحب۔ حضور کیا کہنا۔ حضور ایسے۔ حضور ویسے۔ وہ بٹیر لڑائے۔ کہ بڑے بڑے اُستادون کے چھکے چھوٹ گئے۔ وہ وہ کنکوا لڑایا۔ کہ لوگ بتّی بول گئے۔ طبلہ بجانے مین ماشاءاللہ ہاتھ ایسا تیار۔ جیسے ریل کا انجن۔ گھڑی کا پرزا۔ اُدھر حضرت نے گلوری کھائی۔ ادھر غیرت آئی۔ بھئی رنڈی کے پان یُوں نفت

کیا کھا جائین۔ لٹّو دار پگڑی والے کو اشارہ کیا۔ اُسنے جیب سے نکالے۔ اور نائکہ جی کے حوالے کئے۔ بھڑوون نے دیکھا۔ اچھی سونے کی چڑیا پھنسی۔ سازندوں ملا مجرے کا رنگ جمایا۔ غرض چیتھڑے چھڑانا مشکل۔ دوچار جو گرہ مین تھے۔ وہین چڑھادیے۔ ہاتھ جھلاتے رخصت ہوئے۔ یار دوستون مین لن ترانیان اوڑانے لگے۔ بڑے مرزا آج تو بی . . . . نے وہ خاطرداریان کین کہ واللہ ہے بندہ بے زر بنالیا۔ بھئی کیا خلیق لوگ ہین۔ جب اُدھر سے ہو نکلے۔ دو چار گلوریان کھائے چھٹکارا محال ہوگیا۔

قسم دوم اسکے واسطے صرف چار ٹکے پیسون کی ضرورت ہے۔ مٹھی مین دبا بازار کی سیدھیان بھرین۔ ہانپتے کانپتے جاپہونچے۔ چڑیلین نظر پڑین۔ آنکھین ملائین۔ باتین چکنائین۔ دو چار جوتیان۔ دس بیس گالیان کھائین۔ ٹکے حوالے کیے۔ یہ تو عشق بازاری ہوا۔ اب عشق خانگی کا ماجرا سُنیے۔ یہ بھی دو قسمون پر منقسم ہی۔ اول بلانا۔ دوسرے خود جانا

قسم اول بڑے آدمیون کے حصّے مین ہے۔ این بڑے آدمی کیا یہی دراز قد فربہ۔ نہین نہین۔ بھیا روپیے والے کو بڑا آدمی کہتے ہین۔ اب قسم اول کی تعریف سنیئے۔ دس بیس روپیہ کے خرچ مین اونچی سی اونچی . . . کیون نہو۔ گھڑ گھڑ گھڑ بگھی دروازے پہ موجود۔ پری نے جلوہ دکھایا حور نے حجاب فاصل اُٹھایا۔ چودھوین کا چاند نکل آیا۔ تکلف برطرف

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا ہے ۔۔۔۔ پردہ غیرت کا پھٹ گیا ہے

یہ بات۔ وہ بات۔ لٹیا پسند۔ خاصدان پسند۔ گھڑی پسند۔ اگالدان پسند
آنا فانا گھر کا تعلیقہ کر لیا۔ فرمایشین مزید برآن لیکن یہ چاندنی چار ہی دن کی ہے۔
ادھر میان کا دوالا نکلا۔ اُدھر ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

پر عمل کیا گیا۔

قسم دوم دو روپیہ کمر مین باندھ چل کھڑے ہوے یہ گھر دیکھا۔ وہ گھر دیکھا آخر ایک مکان مین سبزے کی روش جم گئی۔ اور اُدھر کی بات چیت ہوئی۔ حضرت خوش غلاف ہو پلنگ پہ دراز ہوے خانم صاحب کو پیاس کی شدت۔ دوسرے مکان کا دروازہ کھلا ہوا۔ پانی پینے کو اُٹھین۔ اور غڑاپ سے اُسی دروازے مین میان ہین کہ امیدوار بودہ بداند یا الٰہی زمین کھا گئی۔ یا آسمان۔ اتنے مین دو تین سنڈ مسنڈ ٹونڈے باز آدھمکے۔ ای ہی۔ قیامت نازل ہوئی۔ اوسان خطا ہو گئے۔ پیٹ مین سانس سمانی مشکل پڑ گئی۔ دو چار ڈگ جما کانٹا سا نکال باہر کیا۔ جی ہی جی مین پچتاتے۔ اپنا سا منھ لیے ٹپے گاتی چلے آتی ہین بہت ترے کی۔ یہ عشق خانگی ہوا رہا عشق ازدواجی۔ اسکی مزی کچھ نہ پوچھیے۔ جو ہین سو ہین۔ یہ عشق خود ہی مہذب ہی اسکی حقیقت سنیئے۔ ایک مہذب مرد کا ایک مہذب عورت کو عقد کریے دیکھنا بھالنا۔ اب اگر یون ہی بن دیکھے بھالے عقد کر لیا۔ اور دونون مین میزان نہ پٹی۔ شادی عذاب جان جور واجیرن۔ زندہ درگور ہوئے۔ اس سی عقلا نے عقد سی پہلی کچھ دنون امتحان لازمی ٹھہرایا پھر اختیار ہی۔ چاہا کیا۔ چاہا۔ کھٹ سی الگ ہو رہے۔ تم اپنی راہ۔ ہم اپنی راہ۔ اسے عشق ازدواجی کہتے ہین۔ اور یہی اپنا ہی صاد ہی۔ احمد علی شوق

خضر کو دیکھ کے کہتا ہی سبزۂ خط یار
بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لئے

اندنون کا رنگ کچھ نہ پوچھیئے ؎

چنون پسند مجھی چہانون ہی پھولون کی   عجب بہار ہی ان زرد زرد پھولون کی

طبیعت کی لہر کچھ دریا سے کم نہین ع

جوش پر ہے بھر مواج آج کل

شبدیز قلم ہوا مین بھرا ہوا اڑے بھر رہا ہی ع

کھیل ہے راہ سخن طے کرنا

واہ ری بہار تیرا کیا کہنا - تو ہوا اور جہان - گلی کوچہ ٹھنڈی سڑک ہو رہا ہی ؎

دیکھکر ٹھنڈک تبونکی سردہری بھول جائے   دل گرفتہ ہنس پڑے یان غنچہ آئی پھولجاے

جی گھبرایا اور کمٹ سے نکل کھڑے ہوئے - چوک مین پہونچتے ہی ساری وحشت فی النار والسقر تھی - آپ جانیے رنڈیان معجون واقع خفقان پھر دل مضطر تسکین کیون نہ پائے - گلرویون کی بہار - پھول سے رخسار دیکھکر بیساختہ یہی منہ سے نکلتا ہے ؎

قدے چو سرو ورخے ہمچو ارغوان داری   مرو بباغ کہ در خانہ گلستان داری

ارے بھئی کوئی بتاؤ تو - آج ہم ہین کہان - آپ مین تو ہین نہین - ورنہ یہ تہذیب زمانہ - تہذیب کوڑیون کے مول ماری ماری پھرتی ہی - ایک دو سوتی مین کوٹ پتلون طیار رہی لال ٹوپی - سو مانگے جانچے

ترس کھاکے کوئی نئی روشنی والا دے ہی دیگا (دین کا معاملہ ہے) نہین تو ٹوٹی ہوئی پٹاری سہی - بوٹ کا کچھ اندیشہ نہین - بات کرتے سیکڑون بوٹ - بھلا ہم ان خیالون کے آدمی - چوک کے گرد پھٹکتا کیسا - وہان ہئی کیا - وہی خشک بانکے - جو آپی آپ ریشہ خطمی ہوے جاتے ہین - اور خشک بانکے نہ سہی - جنہین خدا نے دیا ہے وہی کیا ہین - عقل کے پورے - خاص الخاص لکھنؤ کے ٹورے - نزاکت اللہ اللہ ؎

اللہ ری نازکی کہ وہ دہرا کے آئینہ   لگواتے ہین ضماد مہاسون کے عکس پر

اُٹھتے ہین تو ناک بھون چڑھا کے - بیٹھتے ہین تو مارے شکنون کے چہرے کو مسطر بنا کے - دولتخانے مین چیتھڑون سے بیزار ؏

نازکی کہتی ہے یہ بارگران دور رہے

غرقی کافی ہی - باہر نکلنے کو پاجامہ ہو تو نین سکھ کا ہلکا پھلکا - انگرکھا ہو تو شربتی یا ململ کا - ٹوپی ہو تو چار اُنگل کی - برسات کے دن - جو کہین بادل خان بھر بھرا کے برس پڑے - تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے (لو لو ہے لو لو) سچ بولین اُن کے دشمن - کوئی اشتہا پشت مین نہین بولا - سپوت ہین - کچھ کپوت تو ہین نہین - جو باپ دادا کا چال چلن چھوڑ دین - نماز کا نام لو تو کان پکڑین - نہ پڑھی نہ قضا ہوئی - فقیر کے نام ٹکڑا سا جواب دینے کو سخی داتا - بھولے ایسے جہان صحبت گرم ہوئی - دمبازون نے چھینٹے دیے - لگے دہکا دہک چانڈو اڑانے لکھنے کو اپنا نام لکھنا آگیا - وثیقے کی رسید پر دستخط کرنے بھر کو ہوگئے - کنجوس تو ہین نہین - جو حساب کتاب دیکھین بھالین - اور پھر بڑے بڑے ایماندار

ملازمون کو بدظن کرنا یہ بھی عقل نوابی کے خلاف ہی۔
بٹیرون کی وہ لت کہ دن رات ہاتھ مین۔ بھلا ایسے بیفکرونکا دیکھنا ہی کیا۔
لینا ایک نہ دینا دو۔ مفت مین افسوس کرنا پڑتا ہی۔ اس سے یاروچلو تہذیب نگر چلین
مزے اوڑائین۔ کچھ پئین۔ کچھ کھائین۔ یہ کچہ کیا چیز ہے۔ چپ چپ ع
مثل سُنی ہے کہ دیوار کان رکھتی ہی
کہین ایسا نہو۔ کوئی غیر مہذب لمبی ڈاڑھی والا سن لے۔ این اور ڈاڑھی
تو آپ نے بھی بڑھا رکھی ہے۔ اِدھر دیکھو۔ بے سمجھے بوجھے اعتراض جما دینا
کتاب مین لکھا ہی۔ اسمین تمہارا کچہ قصور نہین۔ لیکن جو تمہارے مان باپ ملتے
تو مجھسے اون سے دو دو نوکین ہوتین۔ اور تمہین پہ کیا منحصر ہے۔ ہندی
خراب۔ انکی بات چیت خراب۔ انکا چال چلن خراب۔ انکا طریقہ تعلیم خراب۔
علم ادب کو جانتے ہی نہین۔ ہی کس دیس کی چڑیا۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے۔
وہ اللے تللے کا زمانہ ہی اوڑنچھو ہو گیا ع
پیٹیو شرما کے لکیر اب کہ گیا سانپ نکل
یہ ڈاڑھی نہین اول تو دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اچھا دماغ کاہے کو چاٹئیگا۔
آگے بڑھیے۔ یا وحشت۔ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ۔
اجی جنگل مین یہ کسکا گھونسلا ہی۔ گھونسلا کیسا۔ ایک جنٹلمین کا بنگلہ ہے۔
اخاہ جنٹلمین اِسی بین دہرے رہتے مین۔ بھلا آدمی ہوتے ہین۔ اے لو اور سُنو
آدمی نہین تو کیا شیطان ہوتے ہین۔ بھئی ہمنے تو کانون سے سُنا ہی۔ آنکھون سے
دیکھا نہین۔ کیا جانین اجی ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

آؤ مجسم ہی نہ دیکھ لو

جھک کر اُسی رُخ کلاہ کی طرح — بنگلے کو چلے نگاہ کی طرح

دہنی کرسی پہ گوری بی بی۔ بائین پیڑھی پہ کالی بی بی۔ بیچوں بیچ کے درمیان مین نئے مہذب تنگڑا جمع۔ تینون مصالحے اکٹھا۔ تین تلوک جو سنتے آتے تھے۔ وہین نظر آئے۔ باتین وہ وہ سنین کہ ہنستے ہنستے قہقہہ دیوار ہنسگئی۔

گوری بی بی۔ ول آج ہم فٹن پر ہوا کھانیکو جائیگا اور مسٹر جونس کی ملاقات کرکے بارہ بجے رات آئیگا۔

نئے مہذب۔ خہ خہ خہ خہ۔ ول فٹن آپ کا۔ ہم آپ کا۔ چاہے آپ رات بھر نہ آئے اور جو آپ کہے تو ہم چلکے مسٹر جونس کی کوٹھی مین پہونچا آئے۔

کالی بی بی۔ میان ہم بھی اپنے دولھا بھائی کو نہ دیکھ آئین۔

نئے مہذب۔ چپ لگاؤ۔ ہمارا بنگلے پہ سب کو اقانون قانون کریگا۔ ہانکیگا کون۔

گوری بی بی۔ ول جب تک ہم نہ آئے تم نہ سونا۔ جو رات کو ہم آئے گا۔ اور تمکو سوتا پائے گا تو ہم امید کرتا ہی ہم سیدھا لوٹ جائیگا۔

نئے مہذب۔ نو نو (نہین نہین) ہم نہ سوئیگا۔ کبھی نہ سوئیگا۔ جو آپ کہے تو ہم سیدھا کھڑا رہے۔ نہ بیٹھے نہ پاکھانے پیشاب کو جاے۔

کالی بی بی۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) آہ! کیا کہون سر پھٹا جاتا ہے۔ سر مین درد شدّت سے ہی کہو تو ذری اسوقت مین ایک جھپکی لیلون۔

نئے مہذب۔ کھوب۔ اُو کہان درد ہی لاؤ ہم مُنڈا سے جھاڑ دے۔

گوری بی بی۔ ول ہمارا برش ٹوٹ گیا۔
نئے مہذب۔ ابھی تو آتا ہے چٹکی بجاتے۔
کالی بی بی۔ ای میاں ترے صدقے گئی جو خانساماں چوک جاے تو مجھ بخبتی کو بھی ایک کنگھی ربڑ کی منگا دو اور نہیں تو سینگ ہی کی سہی۔
نئے مہذب۔ مت بولو۔ جواب کنگھی ونگھی کا نام سُنا۔ تو ہم بالور کو اُبلا کے تمہارا سارے سر کا بال ایک سرے سے منڈا دیگا۔
گوری بی بی۔ ول ہمارا پینے کا پورٹ نہیں ہا۔ اب ہم سپٹے گیا۔ تمہارا لہو۔
نئے مہذب (تھر تھر کانپ کے) ہم انجیل پہ ہاتھ رکھکے کہتا ہی۔ بالکل نہیں جانتا کہ خانساماں بڑا نا ٹی۔ ہمکو خبر نہ گیا۔ برٹرف ہم آپ جا کے ابھی لاٹا ہی۔
کالی بی بی۔ تو ہمارے لیئے تھوڑی مسّی لیتے آنا۔
نئے مہذب۔ پاگل۔ تم اپنا مُنھ کالا کرنا مانگتا ہی۔
گوری بی بی۔ یہ سایا کھراب گیا۔ ابی ہم لیگا بہت اچھا بڑا کیمٹی گرنٹ کا۔
نئے مہذب۔ کون بڑا بات ہی۔ ایمان بیچ کے روپیہ آپی کیواسطے جمع کیا ہی۔
کالی بی بی۔ بہن صدقے جاؤں۔ ابی مجھے بھی سنگی کا پاجامہ بنوا دو۔
نئے مہذب۔ ہش۔ تم دیسی آدمی وہ مثل بھول گیا۔ یہ مُنہ اور چار چنگی لاسا۔
گوری بی بی۔ آج برانڈی پی کے ہم کباب کہاے گا۔
نئے مہذب۔ اور ہم بہی تو۔
کالی بی بی۔ میرا بھی جی چٹپٹاتا ہی کہ آج پیسے کے لونگ چڑے کھاؤں۔
نئے مہذب۔ تم کہائے بُرے کی جان (خدا وہ دن کرے)

لہ بچل او غبرت شمشا د بہت اترا کر ‌ ‌ ‌ ‌ بڑھکے جو چلتا ہی گرتا ہی وہ ٹھوکر کھا کر

ایک نادان خوش اعتقاد کسان کی دعا

ای میرے اچھے خدا مین اعتقاد رکھتا ہون کہ تیرا کوئی ساجھی نہین مجھپر کرم کر۔ پڑھے ہوئے ملا کہتے ہین کہ تو قوی ہی قدیر ہی محیط ہی مین ان بیچیدار باتون کو کچھ نہین سمجھ سکتا مگر اتنا جانتا ہون کہ تو لاٹ صاحب سی بھی بڑا ہی عالم لوگ کہتے ہین کہ تو ہر ذرّہ عالم کا منتظم ہی مین اپنے چھوٹے سے اور کمزور خیال کو اتنے چکر نہین دے سکتا کہ ہر ذرہ پر نظر دوڑا کر تیری قدرت کی کارروائیونکا مشاہدہ کرون مگر یہ جانتا ہون کہ حاکم بندوبست نے بغیر تیری مرضی کے مجھپر جمع نہین بڑھائی۔ ای میرے داتا مجھپر رحم کر جب تو ہر ذرّہ کا منتظم ہی تو میرے کھیتون مین بہت سا غلہ کیون نہین پیدا ہوتا کہ اسکو بیچ کر۔ جو باقی بچے اُس سے بال بچون کو پالون۔ ای اللہ تو ہر جگہ ہی مگر شاید اِس موضع مین تو نے گذر نہین کیا اور اگر گذر کیا تو میری اُجڑی حالت کو دیکھکر مجھکو اپنا بندہ نہ سمجھا اور اگر بندہ سمجھا تو گنہگار پایا اسیوجہ سے مجھپر جمع بڑھوادی اے اللہ میرا گناہ معاف کر وہ گناہ کچھ بہت بڑا نہین ہی مین نے نیل والے صاحب کی ایک بھینس چُرائی تھی مگر اُسکے لیے دو مہینے کی قید بھی بھُگت لی اُسنے میرے کھیت کا نقصان کیا تھا مین نے اُسکو باندھ رکھا تھا اِسکے سوا اور کوئی گناہ بھی نہین کیا نہ کسی کی زمین دبالی نہ مال چھین لیا یا خدا اب مجھپر اپنا فضل کر اور میری اس دعا کو بدلی کے لفافہ مین لپیٹ کر تیز رو بجلی کے ہاتھ صاحب لوگون کے پاس بھیجدے اور حکم دیدے کہ مہنگی بھر غریب کسانون پر مالگذاری کیواسطے ذرا سختی نہ کرین۔

ا۔ ح۔ از الہ آباد۔

ضرورت کھیے

حضرت واعظ علیہ الرحمۃ سید کا جو دور دورہ سنتے تھے تو نہایت ہی رشک ہوتا تھا خصوصاً کوٹ پتلون اور ٹرکی ٹوپی تو نظرون مین بہت کھبی تھی جی مین یہ کہتے تھے کہ کہین ملاقات ہو جاتی تو سمجھا بوجھا کر وضع تو ترک کراتے لیجیے آج مڈبھیڑ ہو ہی گئی۔

مخمس قطعہ بند

از بہر پند و وعظ تلاشی تھے جابجا ملتا نہ تھا مگر کہین اوس شخص کا پتا
خیر اتفاق کار جو رستے مین ملگیا سید سے آج حضرتِ واعظ نے یون کہا
چرچا ہے جابجا ترے حالِ تباہ کا

بتلا کہ روز حشر ترا ہو گا حال کیا تو لاشریک کا نہین قائل ہی مطلقا
صد حیف اپنے مذہب و ملت سے پھر گیا سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل مین ذرا اثر نہ رہا لاالٰہ کا

جب سے ملا ہی عہدۂ سب آرڈینٹ جج رکھنے لگا ہے سر پہ تو اپنے کلاہ کج
اسلام سے تو دور ہی کوسون ہے تیری دہج ہی تجھسے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہین جناب رسالت پناہ کا

نفرین تیری عقل پہ کرتا ہے سارا شہر دولت کی فکر ہوتی ہی انسان کو حق مین زہر
تیرے تو فہم پر یہ پڑا ہے خدا کا قہر شیطان نے دکھا کے جمال عروس دہر

بندہ بنا دیا ہے تجھے حُبِّ جاہ کا

واعظ جو کچھ سنانے لگے سخت و سست آج   سید کا پھر تو طیش مین آہی گیا مزاج
جب ہو سکا نہ ایسی حماقت کا کچھ علاج   اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج
راحت مین جو مُخل ہو وہ کانٹا ہی راہ کا

لازم ہی یہ کہ چھوڑے نہ انصاف کو بشر   کیجیے جو غور آپ کے دل پر بھی ہو اثر
سمجھے وہی کہ جسکی زمانے پہ ہو نظر   افسوس ہی کہ آپ ہین دنیا سے بیخبر
کیا جانیے جو حال ہی شام و پگاہ کا

جو دل مین آئیگا وہ سناؤنگا بیخطر   گھر سے کبھی حضور تو نکلے نہ عمر بھر
بتلائیے کہ آپ کو کیونکر ہو کچھ خبر   لندن کا پیش آئے اگر آپ کو سفر
گذرے نظر سے حالِ رعایا و شاہ کا

از من عروج خانۂ شاہی پہ چو بشنوی   بیتاب و بیقرار شدہ سوے او دوی
پیشِ مکان چو آئی یقینم کہ غش شوی   وہ آب و تاب و رونقِ ایوانِ خسروی
جس سے خجل ہو نورِ رخِ مہر و ماہ کا

دستِ ادب کو جوڑکے حاضر ہون سب نقیب   خود ملکۂ معظمہ بٹھلائے جب قریب
عزت یہ دیکھہ دیکھہ کے جل جل مرین رقیب   سرکار ذی وقار کا دربار ہو نصیب
ممبر بنائے آپ کو وہ بارگاہ کا

اک مس سگار لیکے یہ کہتی ہو جس گھڑی   ٹیک اِٹ پلینر مائی ڈیر اولڈ مولوی
بتلائیے کہ کیسی ہو اُسوقت دل لگی   دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی
کمسن مسون سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا

باغون مین نازنینون کا نظارہ کیجیے گر کوئی مس پلائے تو پہر نے بہی پیجیے
جی چاہے جس جگہ یہ بتان پہر گہومیے آزاد ہے بتانِ پریوش کو دیکھیے
بیساختہ ہولب پہ گذر واہ واہ کا

تعریف لکہون اُنکی یہ طاقت مجہی نہین وہ مس کہ جس سے آنکہہ چُراتی ہو حورعین
گلگون عذار وسیم تن و شوخ ومہ جبین نوخیز و دلفریب و گل اندام ونازنین
عارض پہ جنکے بار ہو دامن نگاہ کا

بہر کر گلاس دیتی ہو جب ایک مہ جبین بسکٹ لیے قریب ہو اک اور نازنین
اول تو عذر ہوتا ہی اس حال مین کہین رکیے اگر تو ہنس کے کہے اک بتِ حسین
ول مولوی یہ بات نہین ہی گناہ کا

ہاتہون مین لیکے بادۂ گلگون کا ایک جام اک مس حسین و شوخ و گل اندام ولالہ فام
ہنس ہنس کے نیچی نظرون سے کرتی ہو جب کلام اُسوقت جہک کی قبلہ کرون آپکو سلام
پہر نام ہی حضور جو لین خانقاہ کا

کہتا ہون صاف آپسے سچ اسکو جانیے اوڑ جائین ہوش آپکے یہ ہی رہے سہے
تسبیح و جانماز وعمامہ سب ہی بکے پتلون وکوٹ وبنگلہ وبسکٹ کی دہن ہندہے
سودا جناب کو بہی ہو ٹرکی کلاہ کا

نعش بہی ہون بیٹھی بزم مین اور ڈہلتی ہو شراب اک مس ہو چودہ سال کی پہلو مین بے حجاب
اُسوقت کیجیے آپ تو البتہ ہی حساب مسجد مین یونتو بیٹھ کے ممبر پہ ای جناب
سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا ا-ح- از آلہ آباد

سرما بگذشت و این دلِ زار ہمان
گرما بگذشت و این دلِ زار ہمان
القصّہ تمام سرد و گرم عالم
برما بگذشت و این دلِ زار ہمان

دنیا مین کوئی رت بدلے کسی طرح کی فصل آئے مگر مجبردانِ خانہ بدوش کو کسی قسم کا حظ نہین جاڑے کی فصل باعتبار لطافت جملہ فصول مین عمدہ شمار کی جاتی ہی۔ ادہر میزان مین آفتاب آیا اور ادہر طبیعت خودبخود دریائے ضنت اور شفقت کے کانٹے مین تُل گئی۔ جنگی فوج مین قواعد کا حکم سُنا دیا گیا۔ نئی وردیان تقسیم ہوئین۔ زنگ خوردہ اسلحہ مین صیقل ہوئی مالی صیغون مین حکام کی گردش کا وقت آیا۔ ناظران محکمہ پُرانے خیمہ اور چھولداریون کے درست کرانے مین مصروف ہوئے۔ چپراسی اور مذکوری جو اساڑھ کے درزی کی طرح خمیدہ کمر بیٹھے رہتے تھے پٹی اور صافہ باندھکر اکڑنے لگے۔ نیلگون وردی کا چشم انتظار مین ڈورا کھنچا۔

گاڑیون کے بیگار پکڑنے کا ولولہ بڑہا۔ تہیدستی کا غم گھٹا۔ زمینداروں کے نام رسد رسانی کے شقّہ جاری ہونے لگے۔ رنڈیون نے برسات کھائی ہوئی چیزون کو دہوپ دکھا کر سایہ مین پہیلا۔ تنگ اور چُست لباس کی کھلی ہوئی سیون اور . . . . مین بخیہ ورفو بنوایا۔ رئیسون کے

یہان بدریان کھلین - رفوگرون کی گرم بازاری ہوئی - آتشخانون اورحمامون کی شکست وریخت ہونے لگی - کابلی میوہ لادکر پشتو بولتے ہوے کابل سے چلے میوہ فروشون کی دوکانونمین بہار تازہ آئی - کھٹیک لوگ مال خرید کرکے ہرگلی کوچہ مین پھرنے اور صدا لگانے لگے ولایتی انار اعلے پٹیاریان ہین انگور کی -

گرمیون کا لباس رخصت ہوا گلابی جاڑون کی پوشاک نکل آئی -

حدت آفتاب مین کمی مگر شعلہ رویون کی سرکشی اور آتشی مزاجون کی گرم خوئی مین ترقی ہوئی - اثر مجاورت سے حرارت غریزی کا مقیاس کئی درجہ بڑھ گیا - نیر اعظم کے انقلاب شتوی سے سیارات ارض کی چال بدلی

.... کہین بدر سیما تحت الشعاع مین نظر آئی -

تحقیق جدید کی رو سے فلک اول محدب حاس فلک ثانی کے محدب کا ثابت ہوا - مقعر کی تہاہ نہ ملی منطقہ کی تحقیق مین ارباب حل وعقد سرگردان ہوے - الغرض بہت سے نیرنگ عالم بدلی مگر مجرد بیچارے ثلاثی مجرد ہی رہے انمین سے مطر دغربا بے زرہین اور شاذ امراے عالی قدر اور حسرت وافسوس مین ان دونونکا پلہ برابر کیسیکی راتین بدردی گذرین اور کسی کی بے دوئی شعر

فرق ست میان آنکہ یارش دربر — باآنکہ دوچشم انتظارش بردر

جاڑے تو یون گذرے گرمیان تشریف لائین - برج حمل مین آفتاب کے آتے ہی نازک مزاجون کے پیر بھاری ہوگئے کیا ممکن کہ دھوپ مین قدم بھر چل سکین - صاحب لوگ باانیمہ جفاکشی سایہ مین چھپنے لگے

اب آتش لباس سے دل بھر ٹھنڈا ہی پانی کی چاہ پیدا ہوئی کپڑون مین شربتی اور آب روان کی قدر بڑہی۔ روسا اور امرا دن بہر خسخانون مین گوشہ گیر اور رات کو بالاخانون کی بلندی پر جنت کی قمریون کے ساتھ ہمصفیر۔ عظیم اللہ خانی مداریے پہولون سے لپٹے بجائے لب معشوق ہمدم۔ آغا باقر کے امام باڑے کا دوسرا باعث تفریح شام عالم چاندنی مین فرش سفید نور افگن۔ تفریح طبع کے لیئے ہر مونیم اور ارگن پہولون کی اوٹ سے صحن بام عطر آگین۔ لمپون کی روشنی سے سقف خانہ چرخ چارمین۔ کہین تادری سوار گنجیفہ کا شغل۔ کہین پچیسی کا چرچہ چت پٹ پر ہار جیت کا معاملہ مگر رنڈی اوپچی تیلی کو کیا شعر

خزان کیا فصل گل کہتے ہین کسکو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہی

دن بہر دنیا کے دھندے مین پریشان۔ اور رات کو خالی چارپائی ورتنہا مکان۔ ایک قطعہ کسی پرانے شاعر کا مجھے یاد آیا ہی ہر چند محاورۂ حال کے خلاف ہی مگر میرے حسب حال ہی قطعہ

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہی — کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہی
ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی — نہ سوتے کٹے ہی نہ روتے کٹے ہی

چند روز مین یہ بہی پر جوش موسم آخر ہوا۔ اور برسات نے اپنا جمال باکمال دکہلایا۔ ابر سیاہ دامن کہسار سے جانب شہر چلا۔ ہوای خنک نے دماغ پریشان کو چاق کیا۔ ناسپاس مسلمانون کا ذکر ہی کیا ہندوون کے

یہان برسات پوجی گئی۔ دو چار دن بادلون کی گہیر گہار رہی ایک دن بسم اللہ کرکے پہلا ہی دونگرا اس دہڑلے کا پڑا کہ جل تہل بہر دیے کل شئی حی من الماء کا عالم نظر آگیا رات ہی بھر مین تمام دنیا کے حشرات الارض زندہ ہوگئے سبزۂ نو رستہ سے صفحۂ زمین چرخ اطلس بنا۔ اساڑہ کا مہینہ خیر یون ہی کچھ گذرا ساون کے آتے ہی عیش باغ کے میلے شروع ہوگئے رنگین مزاجون سے کیا ممکن کہ کوئی میلہ ناغہ ہو۔ جمعہ آیا اور صبح سے طیاری ہونے لگی بنتے سنورتے تہوڑا سا دن باقی رہگیا۔ اہل دول جوڑیون پر مع جوڑے کے سوار ہوکر چلاؤ ڈ شوقین غربا بہی دوگامہ بہاگے ہوئے آگے پیچھے پہونچ گئے۔ اس میلہ مین ساقنون کا ہجوم رنڈیون کا جہرمٹ تماشائیونکا مجمع مختلف الالوان پوشاکون کا لطف جہولے کے پینگ ساون کا دردانگیز اور فراقیہ مضمون قابل دید وشنید ہوتا ہی فی الحال جب سے بی مشتری نے غروب کیا دہومن صاحب کی دہوم دہام ہے اور شہر کی گانیوالیون مین اول نمبر کا ٹکٹ انہین کے پاس لاہی۔ جہان انہون نے جہولے پر بیٹھ کے تان لگائی (آئی ساون کی بہار سیان جہولا ڈالو باغ مین) تمام میدان عیش باغ مین کہل بلی مچ گئی۔ مشتاقان بی زرصفین پہاڑ پہاڑ کر قریب آپہونچے۔ داہنے بائین پرا باندہکر جم گئے۔ بی دہومن کی صدائے دلکش سے آگاہ بہائیون پر وہ اثر پیدا ہوا کہ جوگورونیر نائے رزمی کے سننے سے ہو۔ سر وگردن بے قابو اعضائے بدن اختیار سے باہر۔ جان نثاری کا دلولہ اظہار شجاعت کی امنگ۔ تمنائے سرفروشی کا وفور۔ مگر وقت اور زمانے سے مجبور۔ اگر اوسوقت بی دہومن کہین فیر کا حکم دیدین تو غالباً خون خرابہ ہوجائے

اور لکھنؤ کے بانکے گبھرؤن سے تو پنجا نہ چھین لین۔ اور چھڑیون سے لڑ کر لکھنؤ خالی
کر الین۔ اور ہر جوا رہین خاص کی یہ کیفیت کہ ثنا و صفت کا ساون بہادون
برسار کھا ہی۔ اور تعریفون کی بوچھار لوہے کے پل تک جاتی ہی۔ طرہ یہ کہ فقط
واہ واہ پر اکتفا نہین بلکہ اوسکے ساتھ یہ بہی ہی کہ قسم ہی قرآن کی اگر آج
میانصاحب (جنکی ملار مشہور ہی) زندہ ہوتے تو اسوقت کے گانے کی داد دیتے۔
یا اگر حضرت سلطانعالم شاہ اودھ بقید حیات ہوتے تو بیشک انکی قدر کرتے۔
چند ہی روز مین انکی رتی چمک جاتی افسوس ہی دنیا خالی ہوگئی نہ اہل مال ڈہی
اور نہ صاحب کمال (کوئی نہین رہے تو نہین سہی خوشامدی سلامت رہین
جنکی ذات سے سب کچھ ہے) دوسرے صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ بہئی واللہ سچ
کہتے ہو مین اپنے اور اپنی بیوی دونون کے ایمان سے کہتا ہون کہ انکا مثل
کاہی کو ہی اور آج اس شہر مین کیا بمبئی تک کوئی انکا جواب دینے والا نہین ماشاءاللہ
سی آواز کا سُریلہ پن تو دیکھو معلوم ہوتا ہی ارگن بج رہا ہی یا کوئل کوک رہی ہے
گلے مین گویا ہڈی نہین رہی (درین چہ شک گلے مین کیا تمام جسم مین کہین ہڈی نہین)
الغرض جہان اسقدر زندہ دلون کا مجمع تہا وہان ہم ایسے دو چار تجرد پیشہ
غریب الدیار بہی علحدہ چپ کہڑے ہوئے نیرنگی عالم کا تماشا دیکھہ رہے تھے۔
اگر داہنے بائین سے کہین چوڑیون کی آواز یا چھڑون کی جھنکار کان مین
آگئی تو کن آنکھون سے یک نظرے خوش گذرے دیکھہ لیا ذرا کنوتیان تو بدلین
مگر سر جہکا کے گہاس کہانے لگے شعر

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے — یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

از حضرت داغ

متفرق مضامین

بحر طویل

حضرت سلامت - لمبی چوڑی تسلیمین عرض ہین آپ نے کچھ سنا ہمنی نماز پنجگانہ کو پانچون وقت کے سلام اور وظیفون کو پانچون وقت کے طعام سے بدل دیا! دیکھیے کیا طول عمل ہی! اگر آردشیر دراز دست بھی ہوتا تو اس دستبرد ہاتھ کے طوطے اوڑ جاتے - اور بے اختیار ہو کر ہاتھ اُٹھاتا - اس طول عمل مین کیا مجال جو آپ کوئی بات ہلکی پاوین - اگر کوئی مصرعہ ہی تو وہ بھی شیطان کی آنت سے کم نہین - قطعہ رباعی ترجیع بند بیت غزل اور سارے زمانہ کے وزن آپ نے سنے ہونگے - بحر طویل کو کاہیکو سنا ہوگا بندۂ درگاہ جہان کے کوچہ گرد - نور کے تڑکے پھندنے والی ٹوپی دیکر پونچھلے دار پتنگ کی طرح جو بڑھ نکلے تو بیاہ براتون کی کثرت تو ہئی ہی کھٹ سے ایک لالہ صاحب کی محفل مین داخل ہو گئے - وہان بھی کوکب اقبال کی رہنمونی نے دُمدار ستارہ ہی بنا رکھا - دیکھتے کیا ہین کہ غزل بازی - بیت بجتی - شعر خوانی - رقعہ بازی - گالی گلوج - ہو رہی ہی - لیاقت اور فضیلت کے گلون پر کُند چھریان ریتے جاتے ہین - اتنے مین کوئی بھیاجی کسی کونے سے بوڑھے بکرے کی طرح لگے برّانے - تھرتھراتی آواز سے لگے بحر طویل سُنانے - ہم تو کیا اگر امیر خسرو ہوتے تو مان جاتے - وہ بحر طویل کاہیکو دریا کا پاٹ تھا یا آہنی سڑک یا تار برقی یا حرامزادے کی رسّی - جی چاہے تو آپ بھی سماعت فرمائیے -

وہو ہذا۔ دوش رفتم سوئے بازار کسے یافتم عیّار۔ زہر قید سبکسار۔ بہ نزد ہر گرفتار ز خود رفتہ و سرشار۔ سبک خیز چو رہوار۔ تنش چون تن زنبور سیہ خال رخِ حور۔ مثالِ شب دیجور۔ بہرکوٹ و پتلون۔ بدن شستہ ز صابون۔ رخش زرد۔ دلش سرد۔ تن و جان ہمہ گرد۔ نہ او صاحب ایمان۔ ولی بندۂ شیطان۔ نہ ہندو نہ مسلمان۔ نہ از قوم نصارا۔ دو و ہر سمت بصد شوق۔ گہے تخت گلے فوق۔ گہے استادہ شاشید۔ گہے جست و سرائید۔ گہے ٹھوکر سیٹی۔ گہ چا و گہے کافی و شمپین و برانڈی۔ گہے بیر و کلارٹ۔ گہے پاکٹ۔ گہے جاکٹ گہے شیری و گہے رم۔ گہے گھی گہے ٹم ٹم۔ ہمین فکر بہر دم۔ کشتہ حرص و ہوا را۔

گفتم اے ہمسر فرعون۔ چرا ایشدی مطعون۔ کسے نیست چو یارت۔ چہ بود آخر کارت۔ این وضع کدام ست کہ داری۔ چون شد ز خرد عاری۔ شیشۂ ننگ شکستی۔ درِ دانش بچہ بستی۔ توئی دیوانہ و مدہوش۔ رہِ عقل فراموش۔ بشر علم و ادب دور۔ بمئی گمرہے مخمور۔ بگو نام و نشانت۔ شوم آگاہ بجانت۔ مکن بہر خدا را۔

گفتہ عدوے ناموس۔ بر و ڈام یگ ڈوس۔ تم آدمی ہے کالا یو سوٗر کالمتالا۔ من صاحب لوگیم۔ فدائے بسر میم صاحب پلپلی نامم بجہان شہرۂ عامم۔ ذرہ موزم توجہ دانی کہ ناقابل آنی۔ بزنم تھپڑ و ٹھوکر ایٹو گڈام ایر۔ شکنم روئے شمارا۔

گفتم اے صاحب اوصاف۔ مزن بیہدہ بہ من لاف۔ بہ بین روی سیہ خویش بنہ آئینہ در پیش مشو طائرِ نقال۔ مزن مفت پرہ بال۔ بجوز بسکٹ و ہم کیک۔ مکن ترک رہِ نیک بشو پیرو حسنات۔ برست از مزخرفات بہ بین صدق و صفا را۔

راقم ہندی نہ فارسی
بہیا جی بنارسی

مخمس

کلاہ سرخ ٹرکی دائما بر سر نمی ماند　　ہمیشہ کوٹ وجاکٹ زینتِ تن بر نمی ماند
زمانہ بر یکی آئین اسے نیچر نمی ماند　　عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

برانڈی دائما در بوتل و ساغر نمی ماند　　چنین بید و چرٹ در دست ولب اکثر نمی ماند
بیا این بوٹ انگریزی فز[۱] بر سر نمی ماند　　عروسِ نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مدام این گیند و کرکٹ نسخہ ریڈر نمی ماند　　ہمیشہ بر زبان اسپیچ ہم لکچر نمی ماند
برائے مدرسہ این چندہ بر زر نمی ماند　　عروسِ نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چنین اسپ خرد سرپٹ میدان تا کجا تازی　　ہمیشہ گیند و کرکٹ ہمچو طفلان تا کجا بازی
مزینِ در بدن تا کی چنین پتلون گوسازی　　عروسِ نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

برانڈی تا بکے از ما بگو اے نیچری نوشی　　لباسِ جاکٹ و پتلون بے کھٹکہ چنین پوشی
برائج کردن این رسم لندن تا کجا کوشی　　عروسِ نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کنی گمراہ عالم را باسپیچ زبون تا کے　　بسر در من نمودن این چنین خبط و جنون تا کے
نمودن بول استادہ بمثل سگ کنون تا کے　　عروسِ نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

[۱] فز بمعنی کلاہ ٹرکی۔

غوری تا چند مرغ سر بریدہ با ہمہ غیبت . حرامی را نمائی از دلیل خویش چہ جلت
خردی نالد ای نیچر برین عقل و برین ہمت عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بجای سنگ اسود ریگ لیڈ می ابوسیدن بوقت گیند کرکٹ بید عفر ک بتیاب گردیدن
چو قرآن و حدیث ای نیچری انجیل را دیدن عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

تو گوئی ذکر ایزد را کہ ہست آن خالق بیچون کبوتر چون بکا یک فتنہ پیاز دغمر غون غون
بترس از داور دارا و توبہ کن ازین اکنون عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بات کا بتنگڑا

بی بی - چلو ہٹو - مجھ جنم جلی کی قسمت ہی خدا نے ایسی بنائی -
میاں - این خیر تو ہے - یہ آج تمکو کیا ہوگیا -
بی بی - ہوگا تمکو یا تمہارے ہوتوں سوتوں کو - مجھ دکھیا مفلس کو کیا ہوگا -
میاں - باتیں تو زمستوں کی سی کرتی ہو -
بی بی - جی ہاں - بس مُنہ نہ کھلواؤ ایسا ہی تمنے مجھے روپی اشرفی سے پاٹ دیا ہے -
میاں - پھر اسمیں بھی کچھ شک ہی - تم جانتی ہو جو کچھ آتا ہے تمہارے ہی پاس جاتا ہے -
بی بی - اجی وہ آپ ہی کو مبارک رہے - موئی خیر نہ برکت - ادھر روپیہ آیا جھٹ پٹ میں اٹھ گیا - میں کیا سب کھا لیتی یا زیور گڑھا لیتی ہوں -

میان۔ یہ نہ کہو بیگم۔ ابھی خیال کرو۔ کچھ نہین تو ہزارون حساب بتادون ابھی تمہاری شادی مین اباجان نے (خدا جنت نصیب کرے) باوجود قصرِ صداری کے پانچہزار صرف کیے۔ پھر مین نے نوٹ بیچکر پونے چار ہزار کا مکان لے دیا۔ ابھی نادر کے ہونے مین سواتین ہزار ایک دیلے مرقیلہ کی دفعہ بیطرح خرچ ہو رہا تھا دو ہزار پھر دیے۔ نادر کے ختنے مین چار ہزار اُٹھے۔ بسم اللہ مین ابھی کل ڈھائی ہزار دیچکا ہون۔ زیور اور پوشاک بھی ایک ایک دو دو کر کے پانچہزار کی ہو گئی۔

بی بی۔ بس مردوے بس۔ خالہ کے آگے ننہال کی بڑائی۔ اپنے مُنہ میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے۔ لگے بنیے مہاجن کی طرح بہی کھاتہ سُنانے۔ یہ سب آپنے اوٹھایا ہوگا۔ جانے میری جوتی کی نوک کی پیزار۔ میرے چونڈے پر اُسکا کیا احسان۔ میرا گھر آپنے کیا بھر دیا۔ شادی مین اُٹھایا اپنی ناچ رنگ مین اوڑایا۔ جن جن کا کھایا تھا اونکو کھلایا۔ باقی ان دو بچون کے واسطے بھی جو اوٹھایا وہ بھی آپ کے حوصلے کی بات تھی نکرتے تو بندی کا کیا بگڑتا۔ جو لوگ کہتے اپنے تمہین کو کہتے۔ ہان کپڑے اور زیور لا کلام (چھاتی ٹھونک کر) سو وہ ایسے لاکھون کرورون کے نہین اس سے ہزار گونہ تو مین اپنے گھر سے لائی تھی۔ اور آج جو نہ لائی ہوتی تو آپ اللّے تللّے بے فکریان کسپر کرتے۔ غضب خدا کا جسکے آگے بال بچے اور وہ تمہاری طرح اس عمر مین یون بگڑے۔ نابابا مجھے تو ان باتون کی عادت نہین مین تو رنڈی باز مرد عورت پر آنکھ نڈالون۔

(اتو میان سے نہ رہا گیا کفن پھاڑ کے بولے)

میان - یہ یہ یہ - یہ بیگم تم نے کیا کہا - ذرا پھر تو کہو -

بی بی - ہان ہان - کچھ جھوٹ کہا - لو صاحب جبتک ہم بولتی نہین تب ہی تک

میان (آنکھ نیلی پیلی کر کے) یعنے ہم رنڈی باز ہین -

بی بی - یہ تو جانے میری جوتی - مگر آدمی کے آثار کہین چھپے رہتے ہین -

میان - بھلا کچھہ تو معلوم ہون -

بی بی - اجی بس جانے بھی دو - بیفائدہ کے تئین کیون بات بڑھاتی ہو

ابھی بتا چلین گی تو جھوٹے جھوٹے دس بیس کلام اللہ اوٹھانے لگو گے -

مفت مین گنہگار ہونگی - بھرے گھر مین تم کو کلام اللہ اوٹھاتے تامل ہوتا نہین

خدا کرے ان جھوٹی قسمون کا مظلمہ اونہین حرامزادیون کی جان پر پڑے -

میرے اور میرے بچون کی جان سے دور -

میان - جی نہین مین قرآن نہ اوٹھاؤنگا کسیکا نشان دیجیے تو -

بی بی - نام اور نشان کیسا - یہ بھی بولا ہے کا تیر ہے - ہم کو سب گھاتین

معلوم ہین - یہ آئے دن کمیٹی جانا خالی از علت ہی ۔ جب خدمتگار سے

پوچھوایا تمہارے سرکار کہان گئے تھے - صاحب کمیٹی گئے تھے - اب جو

پوچھوا و سہین ہوتا کیا ہی تو تمک حرام بتاتا نہین - اور مزا یہ جب کمیٹی موئی

مین جاتا ہوا بی چندہ کے بھی کچھ نہ کچھ نذر کرنا پڑا - یہ بند ہی بات ہی -

جب کبھی تم مردار کمیٹی مین گئے ہو اوسکے دوسرے ہی تیسرے اوبدا کے

بی چندہ کے نام دو سو چار سو ضرور حساب مین موجود ہین -

دیوان سے پوچھتی ہون ارے کمبخت یہ کیا چیز ہے - وہ کہتا ہی سرکار
کمیٹی مین گئے تھے وے آئے ہین - آگے بتاتا ہی نہین - اور مین کمبخت
اس راز سے کیون آگاہ ہونے لگی تہی - وہ تو اُسدن چھوٹے بھیا آئے
تھے مجھے کچھ یاد آگیا - پوچھا بیٹی کمیٹی کون چیز ہے ؟ وہ تو جانو انگریزی
فارسی - زرزری - فرفری - سرسری سب ہین دست وقلم ہے - جو ہینی کال
اس انگریزی کی گٹ پٹ اسکول مین سیکھی ہی - وہ سمجھکر چپ ہو رہا - لاکھ
پوچھتی ہون اب بتاتا ہی نہین - جب بہت پوچھا بہت پوچھا تو بتایا جلسے کو
کہتے ہین - بس فوراً ہی تو مین سمجھ گئی - کہ یہ کچھ نہین - دس بیس موئے
سپلچے بدمعاش جمع ہوتے ہونگے - ناچ گانا جلسہ ہوتا ہوگا - جہان اور
رنڈیان منڈیان آتی ہونگی وہ شغل چھتہ مُردار ہی ہوگی -

(اب تو میان سے ہنسی ضبط نہو سکی)

میان - قہہ - قہہ - قہہ - بہئی واہ کیا بات نکالی ہی - واللہ بیگم ہو طبیعت دار -
بات خوب نکالی - پھر اب کیا ہوگا - ہم نے تو چندہ سے نکاح کرلیا -

بی بی - میرے ٹھینگے سے (انگوٹھا دکھا کر) ایک نہین ہزار -
لیکن بندی کو تو اب اس گھر مین بائین ہاتھ کا کھانا حرام ہی یہ بچے آپ کو
مبارک رہین - میرا میکا سلامت رہے - مجھ بھر کو بہت ہی -

میان - کچھ خیر ہی ؟ آدمیون کی سی باتین کرو - آج یہ نیا خبط ہوا ہی - وہ لونڈا
تمہارا بھائی تو ہی احمق - وہ بھلا کیا جانے - کمیٹی اُسکو کہتے ہین جہان
دس پانچ عقلمند آدمی عقل اور ہوشیاری کی باتین اور صلاحین کرتے ہین -

بی بی - پھر کیا رنڈی بازی مین عقلمندی کا خرچ ہی - یہی صلاحین ہوتی ہونگی کہ آج اُسکو بلواؤ - کل اُسکو بلواؤ - پرسون اُسکا مجرا ہو -

میان - یہ نہین میرا مطلب ہی ملک اور شہر کی باتین ہوتی ہین - جیسے لڑکیون کا پڑھانا - لڑکون کا پڑھانا - شہر کی صفائی - عورتون کے واسطے قابلہ عورتون کو پڑھانا - اور انھین باتون کے واسطے روپیہ سب دیتے ہین اُسکا نام چندہ ہی -

بی بی - ہان اب مین سمجھی - توبہ توبہ میرا کدھر خیال تھا - اُس لڑکے نے تو مجھے بوکھلا دیا تھا - آج دن بھر مین اسی مین ناحق حیران رہی - دن بچنے کو آئے اور اُڑکر کھیل مُنہ مین نہین گئی - معاذ اللہ کی پناہ ہے - اب جاکر حواس درست ہوئے - خیر ہوگا ایسا ہی شاید ہو - یہ بھی کوئی بڑی بات نہین - اگر دائیان پڑھ لکھ گئین تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا - مگر مجھے تو مردون کی بات کا اعتبار نہین -

میان - خیر سرِدست تو چندے چپ رہیے -

فریاد

یارب نہ وہ سمجھی ہین نہ سمجھینگی مری بات   دی اور دل اُنکو جو نہ دی مجکو زبان اور

رب العالمین تیرے دریدہ دہن شریر مفسد اور آزاد بندون نے دم ناک مین کر دیا - جی اوکتا گیا - زندگی سے عاری ہون اور زیست سے بیزار - کوئی خطا نہ قصور مگر یہ فتنہ پرداز دق کیے جاتے ہین بدنامی سے بدنامی - بنیا بنیا ستے جان عذاب مین ہو گئی - خداوندا ان کے دل بدل دے - چشم بصیرت

عطا فرما - جو میری خوبیون پر نظر ہو - میرے حلم اور بردباری کی قدر کرین
میری ملکی خدمت اور ہمدردی کا خیال ہو - مالک الملک میرا حال تجھپر
پوشیدہ نہین - نیک کامون مین کبھی مین نے روپیہ پیسے سے دریغ نہین کیا
ریفارمرون کا شریک - چندہ دینے والون کا مشیر کوئی ملکی خدمت ایسی
نہین جہان تیری عنایت سے میری ہمت نے کمی کی ہو - کالج اسکول
اور سوسائٹیان میری فیاضی کی گواہ ہین - مگر پھر بھی خداوندا یہ ناہنجار
بندے میری عزت کے درپے ہین میری تمام کارروائیون پر خاک ڈالنا چاہتے
ہین -- رشک ہی اور جلن - میری ناموری عروج اور ثروت کو نہین دیکھ سکتے
یہ مانا کہ مین ہنیا سہی مگر خالق کون ومکان - کیا بنیئے آدمی نہین - اور انکو
تیرے بندے ہونے کا اعزاز نہین بخشا گیا - کیا پاک پروردگار بنیون کی
خوبیان بھی تیرے شریر بندے برائیان خیال کرنے کا استحقاق رکھتے ہین
عالم الغیب تو میرے حال سے بخوبی واقف ہی - تیری توفیق اور توجہ سے جو
دولت اور وقعت مین نے حاصل کی اوسکا حال تجھپر روشن - خداوندا
مصیبتین مین نے جھیلین - کڑیان مین نے سہین سختیون کا مقابلہ مین نے کیا
شدائد مین مستقل مین رہا - ہمت مین نے ظاہر کی - محنتی مین - کوشش مین نے کی
تیری عنایت سے اپنی ہستی کو درست کرنے کے لیے زمین آسمان کے
قلابے مین نے ملائے - دربدر مین پھرا خاک مین نے چھانی - جوتیان
چٹخاتے چٹخاتے تیری کرم گستری سے اس مرتبے کو مین پہونچا - مگر خداوندا
پھر کچھ نہین - مین ان شریرون کے نزدیک وہی بنیا - خودغرض مطلبی

اور چاپلوس بنیا ہون۔ کاش اگر مین انگلنڈ مین ہوتا تو اہل یورپ میرے
سوانح عمری سے ترقی کا ایک عمدہ سبق حاصل کرتے۔ مگر فریاد ہے فریاد۔
یہ ناشناس ہندی میری خوبیون کو میٹتے ہین۔ میری شہرت کے دشمن ہین۔
اچھا مین خوشامدی ہی سہی۔ مگر رب العالمین جب خوشامد سے تو راضی ہی
تو یہ اعتراض کرنے والے کون۔ تیری ہدایت کے موافق حاکم تیرا سایہ ہین
پھر اگر مین نے خداوندا حاکمون سے لگاوٹ یا خوشامد کی تو گناہ ہی کیا ہی۔
الٰہی تو دلون کا حال بخوبی جانتا ہی۔ بہت سی باتین انسان دنیا کی تعلقات
مین پھنسکر بمجبوری کرتا ہے۔ میرا بھی بعض صورتون مین علی ہذا دروغ
مصلحت آمیز پر عمل ہے۔ حاکمون کے انتظام مین مجھے نکتہ چینی کی جرأت
نہین ہوتی۔ کہ مبادا میرے فائدون مین فرق آجائے۔ مین واقعی اس مین
لاچار ہون۔ کیونکہ میرا دہندا بالکل حاکمون کی عنایت سے چلتا ہی۔ پھر کیونکر
ممکن ہی کہ مین کسی کے خلاف لکھکر اپنے پیر مین خود کلہاڑی مارون۔ مجھے
نہ آزادی کا دعویٰ نہ اخبار کے ذریعے سے ملک کی خدمت منظور۔ میرا پرچہ تو
بالکل خوشامد کا آلہ اور مدح سرائی کا ساز ہی۔ خداوندا بوجہ اصلی بنیا ہونے
کے میرا نام بد ہی۔ ورنہ ہر شخص جسکے تعلقات میرے سے ہین یہی کرتا ہے اور
کوئی اُسکے خلاف نہین ہوتا۔ مالک الملک کہنے کو سبھی کہتے ہین۔ مگر کیا وہی
جاتا ہی جو مصلحت وقت ہی مسٹر گلیڈاسٹون کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہی۔
منسٹر ہوتے ہی وہ تمام آزادانہ خیالات بدل گئے۔ پالسی ہی اور ہوگئی۔ بس
خداوند ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہی۔ اور مین بھی یون ہی کرتا ہون

رشک اور حسد کے الزام میرے نسبت نہایت مبالغے سے کیے گئے ہین تیری عزت کی قسم اگر دشمنی بہی مجہہ اپنے ہمعصرون سے ہی تو اسی خیال سے - کہ ع

بود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن

زیادہ کسی کو مین کیا ستاؤن گا - مین خود گوٗ ہون - اور اس قدر سخت دل کہان سے لاؤن - ہاے نا قدرون مین میری قدر نہین - ملکی فائدے اور ترقی تجارت کے لیے جو کوششین مین نے کین اونسے تو بخوبی واقف ہی - اپنا سرمایہ لگایا - لوگون کی خوشامد درآمد کر کے راضی کیا - سالہا سال کی کاہش اور جانفشانی سے چرخا قایم کیا - لاکہون بندگان خدا کی رزق کی تدبیر نکالی - دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجہا - دوڑ دہوپ مین میری تمام چربی پگہل گئی - تندرستی مین فرق آیا مگر مین نے ہمت نہ ہاری - جان و مال پر آبنی مگر مین نے کچہہ دریغ نہ کیا - برائے شگون کے لیے اپنی ناک مین نے کاٹی - ایک ٹانگ کہو بیٹہا - پہر خاک قدر نہین - بجاے ستائش کے خود مطلبی کے الزام میری نسبت رکہے گئے - بے ایمان اور بد طینت ثابت کرنے کے لیے کمیشن کی تجویز میرے لیے کی گئی - خلعت کے بدلے لعن و طعن مجھے ملے - مشکوری کے عوض برائیون کے ہار مین نے پہنے - اور رہی سہی عزت کہو بیٹہا - خداوندا آدم کی مصیبت سے یہ ذلت زیادہ ہی - تاب و صبر رخصت ہوگئی - اب دنیا اور اوس کے ناشناس لوگون سے نفرت ہی - خداوندا اب اپنی ستائش کے فرشتون مین مجھے جگہہ دے - کہ تیری صفات نامحدود کا الہا گایا کرون - اور جو کسی قدر ہنوز میری زندگی باقی ہی -

اور زیست میں یہ امر محال- تو ؎

بدل دے کوئی دل اس دل کی بدلے　　　الٰہی تو تو رب العالمین ہے

اس بوسیدہ بنیے کے لباس کی دھجیاں اڑا- اور راے بہادر یا خان بہادر کا خلعت پہنا- کہ تیری کرم گستری کے تصدق میں کسی قدر مستعار زندگی خوشی اور عزت سے بسر کروں- اور نہیں تو ان دریدہ دہن آزاد بندوں کے قلب ہی سے بنیے کا لفظ میٹ دے کہ یہ بار بار برچھی کی زبانیں میرے نازک اور شکستہ دل پر برچھی کا کام نہ کریں-

جنگ سوڈان

زبد عنوانی مہدی بمصر افتاد مشکلہا　　　کہ از پیچید گیش سرنگون گشتند عاقلہا

زبد حالی ملک وشنہ نمی فہمند غافلہا　　　چو در چاہِ ضلالت سر فرو بردند جاہلہا

ازین زحمت بسی رنجیدہ دل گشتند کاملہا　　　بملک فکر و اندیشہ روان گشتند فاضلہا

خبر کردند در لندن چو ہشیاران ناقلہا　　　کہ مہدی ہیبت ظلم و ستم اندانت در دلہا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

خدیو از خوابگاہِ خویش ہم بیرون نمی آید　　　کہ لرزہ بر تنِ او قوتِ مہدی بیفزاید

چو مہدی مردمان اہرکاب خویش بگراید　　　مجال این ہمکیس را نیست در اروی نماید

بنا بنہاد رسم ظلم و دست از خون بیالاید　　　مخنث گشت فوج مصر شرم او را نمی آید

تغافل شرط ہمت نیست انگلش را ہمین باید　　　کہ از رعب جلال خویش مہدی را بشر مایدؔ

ؔ چہ خوش-

ببوی نافۂ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
زتاب جعد مسکینش چہ خون افتاد در دلہا

گئی لندن کو جیسدم مصر سی جہٹ پٹ خبر یہ بد	پڑی اک دہوم کونسل مین ہوئی بسیار رد و کد
ہوئی ہنگامہ سی اس بحث کی کونسل مین تید و مد	کوئی کہتا تہا لڑنا چاہیے کرتا تہا کوئی رد
کسی نے یون کہا ڈر کر خرابی لائیگی بے حد	کہ روکو جلد اوسکو تا خرابی کی نہو آمد
بنایا ہکس کو جنرل کہ مہدی ہین بڑے مرشد	چلی پہر فوج یون ہلکر کہ کانپے جس سے دام و دد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ادہر جب فوج برٹش مصر مین داخل ہوئی بیغم	جہڑا کی ہکس کے مہدی سی پہر ہونے لگے باہم
شکست فاش کہا کر ناگہین مہدی کا آیا دم	لگا تب شعبدی کرنے ہوا جب سخت ہی بیدم
یقین انگلش کو پہر تو ہو گیا وان فتح کا سالم	کہ وہ سمجہی ہوئے تہا جنگ کا عربی کو پیچ و خم
تغافل ہو گیا دل پہ خیال اوسکا رہا پہر کم	یہان حال ہکس کا بگڑا نہ ہستی پر رہا قائم

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

خبر لندن مین پہونچی ہکس وان ہو کر مرا گہائل	ہوا نامردی کا مصر کے پہر تو یقین کامل
صلاحون مین نہ کچہہ سلطان ٹرکی کو کیا شامل	یکایک گارڈن صاحب سپہ لیکر ہوئی داخل
مگر انگلش ہوا پہر بہی بطور سابقہ غافل	ہوا محصور جب تو گارڈن کا بجہ گیا وان دل
ہوا امداد کا ہر چند انگلستان سی سائل	بنا لاچار تو رو کر سنایا حال یہ مجمل
شب تاریک و بیم موج گردابے چنین حائل	کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

ترٹپتا گارڈن تہا وان مثالِ طائرِ بے پر　　گرا ٹیلون نے لندن مین چلائی بان نس بان ترتر
ہر اک کی زق زق و بق بق سی برٹش پہ پڑے تہپر　　کہ بالکل عقل و دانش اُسکی آکر چہ گئی ڈانگر
مگر جسبدم سُنا یہ دمبدم وان حال ہے ابتر　　روانہ ولسلی کو کر دیا پہر ہار کر آخر
دکہایا ولسلی نے وان اگرچہ جا کے کر و فر　　نہ بگڑا اگا رڈن کا کام انسے چہپ سکا بہتر

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

گذشتہ را صلوٰۃ اب جانے دے ہرگز نہ رو حافظ　　فرا ہر گز نہ آئیگا نہ اپنی جان کہو حافظ
بہلا جسمین ہو کچہ تیر اکرا وسکی جستجو حافظ　　زمین مردمی مین تخم ہمت کا تو بو حافظ
جو غصہ ہی تو دشمن کو جواب فتح دو حافظ　　کوئی تدبیر مہدی کی ہلاکت کی کرو حافظ
رہو مضبوط اور دشمن سی بدلا چلکے لو حافظ　　کہ دشمن زیر ہو دل دوستونکا شاد ہو حافظ

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

انکم ٹکس اور میان بیوی

میان ۔ م　　　　بیوی ۔ ب ۔

ب ۔ مین کہتی ہون روز تم جلسے مین کیون جاتی ہو ۔ کچھہ دال مین کالا ضرور ہی ۔

م ۔ نہین جی تم خدا واسطی کو بدگمان ہوتی ہو ۔ سُنا نہین ٹکس کی دہول پڑنیوالی ہی ۔

ب ۔ اوئی ! کیا بلا ہی !! ۔ انا کہتی تہین ٹکس رنڈیون پر بندہا کرتا ہے یہ مردؤن پر کیسا ؟ بس مین سمجہی ۔ کوئی تمہاری چہیتی ہو گی ۔ اوسپر ٹکس بندہا ہو گا ۔ جب ہی تو تلوون سے لگی ہی ۔ چلو ہٹو بہی مجھسے نہ بولو ۔

م ۔ این تم آگ بگولا کیون ہوتی ہو ؟ ۔ کیسی رنڈی ۔ یہان ہوش ٹھکانے نہین تلے کی سانس تلے اوپر کی اوپر ہی ۔ رنڈی کس ہڑوے کو سوجھے گی تم ہو کہ آپ ہی آپ برس پڑنے پر تیار ۔ وہ مثل نہین سُنی " آؤ پڑوسن لڑین " بہئی کیا کہون واللہ ہی ۔ بعض وقت اس دیس کی عورتون پر رونا آتا ہی ۔ اور نہ پڑھائی لکھائی جاوین ۔ یہ انکم ٹکس ہی ۔ کمبخت سب پر بندھا ہی ۔ کم سے کم پانسو روپیہ سال کی آمدنی والا سیکڑے پیچھے دو روپئے سرکار مین داخل کرے گا ۔ قانون پاس ہو گیا ۔ اب اُسکی تشخیص کا وقت ہی اوسکے صلاح مشورے کو چار صورتین ایک جلسے مین جمع ہوتی ہین ۔

ب ۔ یہ تو تم جانگلوون کی بولی بول گئے ۔ مین خاک نہ سمجہی ۔ قانون پانس ہو گیا تو میری جوتی سے ۔ اور یہ تخشی (تشخیص) نہ جانے کون چڑیا ہے ذری آنکھین دیکھون ۔ کچھہ پی کے تو نہین آئے ہو ۔ ا ۔ ابہی وکالت کی

سند لیے گنتی کے چار دن ہوے ہین۔ وہ بہی (تم کہتے ہو) موئی نیچے درجے کی ہی۔ روز جو دو ایک ملے اونسے گھر کا دہندہا بہی نہین چلتا ٹکس گیا چولہے بہاڑ مین۔ اپنے کیواڑ بند کر کے بیٹھ رہو۔ جب کوئی آئے گا ماما کہدیگی نہین ہین۔ جب دہڑکا نہ رہے تب نکلنا۔ بلا سے دس بیس دن گہنا پاتا بیچکر بسر کرینگے۔

م۔ اے لو تم بچون کی سی باتین کرتی ہو۔ گرفتار ہون؟ ہتکڑیان پہنون؟ یہ انگریزی ہے انگریزی!۔

ب۔ تو تمہارا شوق آپ ہی چرّایا ہی۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ میری اور چار اڑوسیون پڑوسیون کی بلا سے۔ بی پڑوسن سنتی ہو۔ یہ مجہو سٹرن بناتے ہین۔ تمہین خدا لگتی کہو۔ مین انکے بہلے کو کہتی ہون یا بُرے کو۔ انکے پاؤن مین تو چکیان بندہی ہین کہون گی تو مرچین لگین گی۔ ہو نہو۔ کہین آنکہ مٹکن کی ٹھرائی ہے۔ تمہین میری جان کی قسم۔ اپنی چیچ بند رکہنا نہین اچھا نہین۔ جو تم کہتے ہو وہی سچ ہے۔ برتن باسن سب بیچ باچ کے موئے ٹکس کے چولہے مین جہونک آؤ۔ آپ ہی مونگ مانگتے پھروگے۔ بلا سے کلیجے مین ٹھنڈک پڑ جائے۔ ان بچون کو بہی وہین دے آؤ۔ سرکار پال پوس لے گی۔ ایک ڈولی دو کہار لادو۔ میرے ٹھینگے مین گیا یہ گھر۔ مین اپنے میکے جاتی ہون۔

م۔ بہئی واللہ مجہسے ناحق لڑتی ہو۔ وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین۔ آنکہ مٹکن کا نام نہ لو۔ آنکہین پہوٹین اگر کسی رنڈی منڈی کو دیکھا بھی ہو۔

جناب امیر کی قسم ٹکس کے مارے عقل تبی بول رہی ہی۔ دبی بلّی چوہون سے کان کٹائے۔ بھلا سرکار کا حکم اوز مین نہ مانون۔!

ب۔ سرکار کو ہو کیا گیا ہی۔ اوسے نہین سوجھتا کہ یہ غریب غربا کیسے جئینگے۔ تم تو کہتے تھے اب دن پھرتے ہین۔ اب دن پھرتے ہین۔ بڑی آمدنی ہوگی۔ خاک نہ دھول۔ آج سند بدلانے کو اتنا چاہیے۔ کل ٹکس کو اوتنا چاہیے۔ اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی۔ آئے دن کی چوٹین سہنے کو کوئی پتھر کا کلیجا کہان سے لائے۔ مین مرد ہوتی تو ایک آنکھہ نہ مانتی۔ سرکار سے کہتی بھلا ان بیکسون کے ستانے سے کیا حاصل ہے؟

م۔ تو کیا مین ہی اکیلا ہون۔ لکھو کہا اسی جال مین پھنسے چڑیون کی طرح پھڑک رہے ہین مجبور رہین۔ واللہ ہی بڑے بڑے صاحب لوگ نہین بچے۔

ب۔ اونکی نہ کہو۔ تم حق کہتے تھے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین۔ پھر اُنہین کچھہ نہ کھلے گا۔ یون سوٹائی کی چلپیون اور ہی۔ مین ایک جھنجی ند دونگی۔ حضرت عباس کی قسم زہر کھالونگی کوئی میرے بچون سے لاڈ لا تو ہی نہین جو اونکو چھوڑکے اوسکے نیگ لگاؤن۔ جاؤ اسی طرح بڑی صاحب سے کہہ آؤ۔

(اتنے مین سرکاری چپراسی آپکارا)

"میان صاحب ہوت۔ میان صاحب ہوت۔ ہو ہنہ۔ بولت ناہین سپٹا مارے بیٹھے ہین۔ جنو ٹکس ہے۔ بچن تو جہین"

ب۔ یہ کون نگوڑا گلا پھاڑ رہا ہے۔ اے خدا سنوارے اسکے حلق پر جھاڑو پھرے۔

م۔ چپ چپ سرکاری چپراسی ہی۔ واللہ ہے جا کے کچھ زہر اوگل دیگا تو قیامت آجائے گی۔ تم انہین نہین جانتین ایک ہی بس کی گانٹھہ ہوتی ہین۔

ب۔ اری ماما دوڑ کے کواڑ بند کر دے۔ زنجیر چڑھا دینا۔ موا چلّایا کرے (دامن پکڑ کے) تم اوٹھے اور مین بھر بھرا کے کنوئین مین پھاند پڑی۔ نہ جانے دونگی۔ دُنیا اُلٹ جائے نہ جانے دونگی۔ مین کچھہ نہین سنتی۔ ای بھری سہی مجھپر جن چڑھا ہی۔ تم ہلے اور مین نے لتے لیے۔ موئے چپراسی کو بے نقط سناؤنگی۔ نا۔ بس چپ سن بیٹھی رہو۔ (مُنہ پر ہاتھہ رکھہ کے) بولے اور ستم ہوا۔

م۔ مین کب تک کونے مین دبا بیٹھا رہونگا۔ اور یہ جرم ہی بڑا جرم ہے۔ ا! آج چھپا تو کل گرفتار ہو کے جاؤنگا۔ تم اُلٹی سمجھو۔ نہ سیدھی۔ کیا مَکدم کر رکھا ہے۔

ب۔ اچھا ذری جھروکے سے دیکھون۔ چپراسی ہوتا کیسا ہی؟ (جھانک کے) بڑا سا لال پھینٹا سر سے لپیٹے ہی۔ ایک ٹکیا بھی کمر سے باندھی ہی۔ اوئی یہ تو تلوار بھی ہاتھہ مین لیے ہی۔ اے خدا بچائے۔ تمھاری جان سے دور پار۔ جیسے موا جلاد آیا ہی۔ اچھا جاؤ۔ امام ضامن کی ضامنی۔ میرا کلیجہ دھڑ کنے لگا۔ دیکھو نا بدن مین تھرتھری پڑی ہی۔ خدا کے لیے جلد آنا۔ میری ٹکٹکی دروازے پر لگی رہیگی۔ پھر یہ تلوار باندھ کے کیون آیا۔ کیا تم کوئی خونی ہو۔ اے لو زنجیر کھٹکھٹا رہا ہی۔ کہین یول بھی اُٹھو۔ آتے ہین۔ میان کچہری کو گئے۔ اور ایک ہزار کی آمدنی تجویز ہو کر بیس۲ روپیہ ٹکس باندھا گیا۔ مُنہ جھلائے گھر کو آئے۔

ب۔ ای مین صدقے۔ تم صحیح سلامت آئے۔ کہو کیا ہوا؟

م۔ ہوا کیا بیس۲ روپیے ٹکس کے بندھ گئے۔

ب۔ (سر پیٹ کے) دوہائی ہی بڑے لاٹ صاحب کی۔ ارے تم تو جا کے لٹو آئے۔ یہ مٹھی بھر رقم کس نگوڑے کے گھر سے آئیگی۔ تم دہان گونگے کیون ہو گئے تھے۔ پھوٹے مُنہ سے چلائے کیون نہ۔

م۔ (غصے سے) اب تم جا کے چلاؤ۔ کہون کس سے۔ جب کوئی سنے بھی وہ تمہارے میکے کے پڑوس بلکہ دیوار بیچ میر جواد حسین نہین رہتے ہین اونہون چالیس لادویے اس اندھیر کا کہین ٹھکانا ہی۔

ب۔ تو ہونا کیا ہی۔ آج سے دو وقت کے کھانے پر جھاڑو پھیرو۔ ایک ہی وقت کھانا۔ پھر یہ بچے کاہے کو مانین گے۔ روئین گے۔ بلکین گے۔ ماما موقوف گھر مین جھاڑو۔ ہم تم دے لینگے۔ تم برتن دھو دھا کے رکھہ دیا کرنا۔ مین کھانا پکا لیا کرونگی۔ خدمتگار کہان سے رہیگا۔ بازار سے سودا سُلف تمہین لادینا۔ ٹٹو آج ہی بیچو۔ کچہری کو یونہین جایا کرنا۔ سلطانو کا بیاہ اب کیسے ہوگا۔ تنہہ کا بھی ٹھکانا نہین۔ آخر قبول کیونکر آئے۔ تم تو دو روپیہ سیکڑا کہتے تھے۔ یہ کیا اندھیر ہوا۔ سو پر دو۔ دو سو پر چار۔ تین سو پر چھہ۔ چار سو پر آٹھہ۔ پانچسو پر دس۔ ہزار پر بیس۔ اوئی اللہ۔ ہزار تو آنکھون نہین دیکھے ہین۔ اب بولتے نہین مُنہ مین گھنگنیان بھرے بیٹھے ہو۔ مین ہوتی تو ساری کچہری کو تگنی کے ناچ نچا دیتی۔

م۔ اے بی تمہاری تو وہ حالت ہوتی ہی۔ جیسے بڑاتون کی گڈی مین آگ لگا دی۔ کچہری کے معاملے تم نہین جانتین۔ جو ہی وہ یون مُنہ پھیلائے ہے جیسے مچھلی کے تاک مین بگلا۔ دہان رقمین کٹتی ہین۔ مین

سو دو سو گنا نے کو کس ہکوے کے گہر سے لاؤن۔

ب۔ چلو ہٹو بہی۔ اچھا اب گہر بار تمہین دیکہو۔ مین خبر بہی نہ لون گی۔ وہ کون ایسا حاکم ہی جسے بیکس بندون پر رحم نہین آتا۔ میرے پاس کوڑی نہین۔ کہین سے قرض لو۔ میرا رونگٹا رونگٹا آج کوس رہا ہی۔ خدا سمجھی اور کیا کہون۔ مجہہ نبختی کے جنم کو تمہین کیا کم تھے۔ جو سرکار بہی قہر ڈہانے کو تیار ہو بیٹھی۔

(غرض ٹکس کیا بندہا غریب کی گہر مین آئی دن ماتم کا سامان ہوگیا)

نیچریہ شاعری

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی پہ قہر و آفت غضب خدا کا
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین ٹی سے عالم اوسپر ہے اک بلا کا
جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پہیلاے وہ دغا کا
ہین باتین اوسکی وہ سحر افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپہ طرز بیان بلا کا
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکہائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا

پڑا ابھوان ہتکنڈونکی حضرت زمانے پر کھل گئی حقیقت
یہ بوڑھے غمزے دکھاکے کب تک بھروگے تم سوانگ ... کا
ظریف کی ہی دعا آلہی تو اپنے بندونکو رکھ امان مین
کہ دین وایمان کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

مخمس

مسٹر پنچ - گڈ مارننگ - واللہ مانتا ہون اوستاد کیا پھڑکتی ہوئی غزل مولانا ظریف کی آپ نے اپنے پرچہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۲- اگست ۱۸۹۶ء مین طبع فرمائی ہی کہ دیکھتے ہی نیچریون کے گرو گھنٹال اوچھل پڑے ہونگے -

آج اینجانب کو تعطیل اتوار مین کچھ کام وام توتھا ہی نہین - ہمنے کہا لاؤ اپنی غزل کو مخمس کرڈالین - تمہین واللہ نہ کہیے گا کیا مصرعہ لگائے ہین اگر درج اخبار فرمائیے تو ہم جانین کہ آپ آپ ہی ہین -

وہوھذا

اوسیکا ہی خاص یہ مقلد جو پہلے موجد ہوا دغا کا
اوسیکا منکر ہوا ہی ظالم کہ جسنے آدم کو پہلے تاکا
تمام فکر وفنون مین کامل کیے ہوے پاس بھی ریا کا
نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا
تمام پتلون جاکٹون مین ہر ایک جانب سے کرلی جیبین
کمی اگر ہو تو جیب مین بھی بنا کے دو چار دہرے جیبین

جو کوئی کچھ دے کھلے خزانے نظر چرا کر وہ بھرلے جیبین
جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پھیلائے وہ دغا کا
نگاہ بد دور رنگ گورا گلے مین کالر وہ سرخ ٹوپی
بنی جی بیجو کی وہ زلفین بغل مین کتا وہ سرخ ٹوپی
چرٹ دھوان دہار تھوک منہ مین سیاہ پہندنا وہ سرخ ٹوپی
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین پٹے سی عالم اوسپر اک بلا کا
گذر چکے ہین جہان مین ابتک ہزارون عاقل کرورون مجنون
بدل چکا ہی زمانہ کروٹ دکھا چکا رنگ پیر گردون
یہ ہو چکے ہین کرشمے سارے نہو مگر اب جو کچھ رہا ہو
ہین باتین وہ سحر اور افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے چٹلے اور اُسپر طرز بیان بلا کا
کہان ہی اس طرح کوئی پر فن نئے جو ہر دم مچائے نخرے
کرے جو دنیا مین اور کوئی کہان سے زائد وہ لائے نخرے
مین سخت حیران ہون الٰہی غضب کے ظالم نے پائے نخرے
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خلے اکا
بہت دکھائی ہی تمنے ابتک ہر اک قرینہ سے اپنی فطرت
بہت دنون سے بڑہی ہوئی ہی تمہاری تیزی تمہاری جودت

تمہارے آگے رہی ہو باقی نہ عقل کل کی بہی کچھہ فطانت

پر ابتو ان ہتکنڈون کی حضرت زمانہ پر کہل گئی حقیقت

یہ بوڑہے غمزے دکہاکے کبتک بہروگے تم سوانگ ... کا

بچائے آفت سے اوسکی خالق لگائی تہگلی جو آسمان مین

مٹین وہ جہگڑے معاد کے سب ہوے ہین ظاہر جو خاکدان مین

ہر ایک ساعت بصد تضرع اوٹہاکے دستِ دعا جہان مین

ظریف کی ہی دعا آلہی تو اپنے بندون کو رکہہ امان مین

کہ دین و دنیا کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

نیا مخمس

کیون نہو؟ واہ رے مین - اور پہر واہ رے مین - مصرعے لگائیے تو یون - حافظ جی ہوتے تو بلا مبالغہ سٹی بہولجاتی - ذرا غور سے دیکہیے زمین آسمان کے قلابے کیسے طبقے ملا دیے ہین - اب بہی کوئی داد نہ دے تو میرا مقدر - اور حافظ جی کی قسمت - لانا میرا قلمدان لکہنا شروع کرون - بسم اللہ کیجیے یہ قلم دوات حاضر ہی - سٹر سٹر زٹہ زٹ -

وھو ہذا

چو حسن ہند رفتہ رفتہ راہے کرد در دلہا ۔۔۔ زحکمِ زار آخر روسیان نستند محملہا

بصد افسوس و حسرت یکزبان گفتند عاقلہا ۔۔۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بہ عزم زار نا واقف فغان از چرخ می آید ۔۔۔ دو چشم از اشک خونین دامنِ مژگان بہ آلاید

جدش پیٹر ز مرقد بار بار از نوحہ فرماید　　ببوئے نافۂ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

بعد حسرت ز کابل زار راہ ہند میجوید　　کہ خواہ از جنگ و خواہ از صلح در ہندوستان پوید
امیر افغانش نہ داد و گفت و رو ی از اشک میشوید　　بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بہ خلوت جملہ ارکان مشورت کردند چون باہم　　ہمہ گفتند کین امیست سخت و اخرب پر غم
کشیدہ آہ زار روس و گفت از دل بچشم نم　　مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

چو بر سر حد ز فرمانش علی خاذوف شد داخل　　غریق بحر غم گردید و یخ شد با ہوا نازل
ز بیتابی بسوی روس رخ آورد و گفت از دل　　شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

الگیشن نام بر سر حد ز ہر سو آمدہ لشکر　　بگو بشنو دای و آن بسے شد در میان کیسر
بہ فوت مطلبے زار از دل خود گفت کاکی کافر　　ہمہ کارم خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

چو کرنل جانب سر حد غدار کج مرہ حافظ　　اگر حسن ادب داری بیا واز سرہد و حافظ
نجات وعظ حضرت . . . را دایم شنو حافظ　　حضوری گر ہمیخواہی ز دغافل مشو حافظ
متے ما تلق من تھوی دع الدنیا و اہملہا

جس جس کو کھو ابھی چھڑا دین غم سے　　ہم غم سے زمانے مین ہین یا غم ہم سے
دعوی ہمین زیبا ہے مسیحائی کا　　جی اٹھتی ہی شاعری ہمارے دم سے

حیدر آباد دکن

جناب میر اودھ پنج حسین خانصاحب۔ حضرت سوز و ساز عرض ہی۔ بے فصل کا محرم دیکھیے تو کچھ عرض کرون کیا معنے اگر سب باتین ہم اپنے اپنے وقت پر کرین تو ہمسے اور دوسرے سے فرق ہی کیا رہے اور یہ بھی معلوم کہ ایجاد ہمیشہ مطبوع ہوا کرتی ہی نئی چیز کی طرف ہر شخص کو رجحان ہوتا ہی اور اس وقت مین تو سو کام چھوڑ کے نئی بات نکالنی چاہیے لہذا بعد اِس طوطیہ و تمہید کے اصل مطلب عرض کرتا ہون۔

حضرت ابکی بار اینجانب محرم مین حیدر آباد تشریف لیگئے وہان کے شیر لنگور ریچھ بند ر دیکھکر سخت نفرت ہوئی کمال افسوس ہوا اب اس تلاش مین نکلے کہ کہین مجلس عزا ہو تو دو چار آنسو بہالین سال سال کی رسم ادا کر لین اِسی فکر مین اس سے پوچھ اُس سے پوچھ ادھر جا اُدھر جا سارے شہر کی تانا تنھاری کر ڈالی آخر کو ع

کہتے سنتے یہ بھید پایا

کہ نواب تہور جنگ بہادر کے ہان جناب میر اُنس صاحب لکھنوی حسب معمول تشریف لائے ہین کل پڑھینگے سنتے ہی باچھین کھل گئین دوسرے دن صبح سے پہلے ہی لحاف سے سر بھی نہین نکالا تھا کہ جا دھمکے وہان کا نی چڑیا تک نہین ہم گھبرائے کہ اگر آج نا محروم پھرے تو سارا کھیل بگڑ گیا ہزارون ارمانین خاک مین ملینگی مگر پوچھ گچھ کے بعد معلوم شد کہ دوپہر سے

مجلس شروع ہوگی خیر بھئی اچھا اتنو آئیے کچھ ہی کیون نہوسن ہی کے جائینگے اب مجاور ہو کے بیٹھے اور لگے گھڑیان گننے اسمین ۶ بجے سات بجے آٹھ بجے نو بجے لیجیے دس بھی بج گئے بارے دو ایک الوسے ٹلوسے جو ہمسے دوسرے نمبر کے شوقین تھے آنے لگے آتے آتے بارہ بجے محفل کھچا کھچ تیسرے درجے کی گاڑی کی طرح بھر گئی ممبر کے قریب عمائدین شہر اور بڑے بڑے جھجر خان نہایت شوق سے جم گئے جس طرح گل کو بلبلین شمع کو پروانے مٹھائی کو مکھیان مسافر کو فقیر پلونا کو روسی کابل کو انگریز انگلینڈ کو پانی نئی تہذیب کو عینکین ۔ مجلس بھن بھن ہونے لگی کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی اور اشتیاق ہی کہ قیامت بپا کر رہا ہے ظلم ڈھا رہا ہی آنکھین ٹکٹکی لگائے دروازہ تک رہی ہین کان آواز پر تلے ہوئے ہین آخر کو پردہ اُٹھا جناب میر انس صاحب چمک دمک سے اُٹھے ؎

یون نہا دھو کے وہ دروازہ سے باہر نکلا ۔ آتشین برج سے گویا مہِ انور نکلا

پیچھے میر یونس صاحب برادر زادۂ میر صاحب موصوف مع دیگر حواری وغیرہ صفین چیرتے لانگتے پھلانگتے ایک کو دوسرا پکڑے ریلوے ٹرین بنے ہوئے آتے آتے قریب ممبر آ ہی گئے ۔ بھر سے سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے آئیے تشریف لائیے بندگی عرض کرتا ہون تسلیمات چھوڑتا ہون مجرا بجا لاتا ہون جگہ کہان جو بیٹھین تھالی تو تھالی تل پھینکیے تو منصبداری پگڑیون ہی پر رہجائے فرش تک نہ آئے غرضکہ ممبر ہی پر چڑھ گئے معمولی بیترون کے بعد مرثیہ جو شروع کرتے ہین تو واہی واہ شہادت وہادت کچھ بھی نہین بندش ہی بندش ہی

جدا معرکہ ہی نیا یا اللہ اور تو اور یہ کیا ستم ہی کس قسم کا مرثیہ ہی کس کی شہادت ہی غور جو کرتے ہین تو قحط دکن کی کیا س کھالی واہ ہی میرے یار اچھی بٹی جن حضور تو قریب ہی ڈٹے تھے اور کچے کچے حال سے واقف قحط کی کارروائیون کے مولانا حافظ لگے مُنھ بسورنے پیازی رومال سے آنکھین ملنے مگر واہ رے میر صاحب کیا سحر بیانی تھی ساری مجلس لوٹن کبوتر ہو گئی ٹیس مچادی ہم تو ایسے اُس مرثیے پر لٹو ہوئے کہ چُپکے چُپکے روتے بھی گئے اور مضمون بھی پاکٹ بک پر ٹانکتے گئے کہ آپکو بھیجین گے مگر ہت تیری حافظہ کی دم مین نسیان کہ بھول گئے آج ردیون مین وہ کاغذ ملگیا لہذا آپ کو سُناتے ہین۔ محرمی صورت بنجائیے۔

مرثیہ

ملکِ دکن پہ قحط کی یارو چڑھائی ہی　　چارون طرفسے فوج تبہ کار آئی ہی
محتاج خاتون ہی کی خدایا دہائی ہی　　کالی گھٹا سی بھوک ہر اک سمت چھائی ہی
بھرتی امیدوار ہون خواہش ہی کام کی
آؤ سبیل رکھی ہے کنگلون کے نام کی

اُٹھی گھٹا سی ریل بھرے تھے امیدوار　　اُمڈی بلا کی فوج کہ مُنھ جنکے چار چار
پوربھئی یار اور علیگڈھ کے سب سوار　　آتی تھی ہر طرفسے صدا بس بیا بیار
چہرونپہ جھُریان تھین وہ پلکین اوڑی ہوئین
سمتِ جنوب سبکی تھین باگین موڑی ہوئین

اِک اور کھیپ آئی کہ اللہ کی پناہ　　اونچے وہ انگرکھے کہ بھئی واہ واہ واہ
تیور سے آشکار کہ بیسون پہ ہی نگاہ　　آئے نہ کچھ خیال بھی گو خلق ہو تباہ

بگڑے ہوؤن کو اور بگاڑین یہ زور تھا
"مارا بدہ بدہ" کا ہر اک سمت شور تھا

اللہ رے من چلے وہ بہادر کہ الامان — بھاری ہزار قحط زدہ پر تھا اک جوان
تہیئے یہی کہ لوٹ لین ہر شخص کا مکان — پھر پھر کے پوچھتے تھے کہ ہی روپیہ کہان
بھوکا مرے کہ پیٹ بھرا بھی تباہ ہو
زر ہاتھ خوب آئے کوئی ایسی راہ ہو

جس جا پہ ایک آگیا کنگلے ہٹے تمام — سڑکو نکا کس صفائی سے سبنے کیا ہی کام
ہر چند تھی مچائی قیامت کی دھوم دھام — پروانہ لیکے ہوگئے آخر کو نیکنام
حضور ٹیپ عرض کرتا ہون
پردہ کھلا نہ کچھ بھی حساب و کتاب کا
یہ دبدبہ تھا افسر عالی جناب کا

محتاج خانے مسلخ قصاب بنگئے — کھانے پکائے ایسے کہ تیزاب بنگئے
محتاج سارے صورت سرخاب بنگئے — (منجھا ہے کہ) وہ مرٹے بلاسی پہ احباب بنگئے
چیرے ہین ایسے مال وہ کوڑے بنائے ہین
جسوقت چاہا توڑے کے توڑے منگائے ہین

مجلس سے روز گڑھتے ہین کیا کیا روایتین — ہر روز ہو رہی ہین نرالی حکایتین
کس کس طرح کی آتی نہین ہین شکایتین — کیا پیش جاے کرتے ہین افسر عنایتین
مفلسین پھر ٹیپ سُنین
کہتے ہین لوٹ لو تمھین سب کچھ حلال ہی — امداد قحط خاص تمھارا ہی مال ہی

شعبان کی نوین کو اُٹھا ناگہان سحاب　　آئین گرج گرج کے گھٹائین سیاہ تاب
بھرنے لگا طرارے سحاب فلک جناب　　کوندین غضب کی بجلیان ہر سو بابِ تاب

حضـرات

سن سن چلی وہ باد کہ خیمے اوکھڑ گئے
سب مہتمم بچارے بنے تھے بگڑ گئے

برسا وہ مینھ کہ مٹ گئی سب صاحبونکے کام　　محتاج خانون کا ہوا برباد اہتمام
سٹرکونسے کامگاریان اُٹھنے لگین تمام　　پایا بچارے کنگلون نے چھٹنے کا حکم عام

چھپٹا جو ابر ایسا وہان بیچ بس پڑا
مغرب سے آکے قحط زدون پر برس پڑا

حضور یہ بند سننے کا ہے خدا جانتا ہے کہ دانت کھٹے ہوہو گئے ہین-
جگر خون ہوگیا تب تقطیع بیٹھی ہی-

کہتا ہے

بوچھار تھی و مینہ کی وہ بوندین ٹپی پڑی　　بارش کی وہ زمین پہ چوٹین کڑی کڑی
محتاج خانے گرتے تھے کرکے اڑی اڑی　　داور ماموکار پیٹتے سرکو دھڑی دھڑی

ٹیپ عرض ہے

آیا اِدھر سے ابر اُدھر وار چڑھ گیا
کائی سی چیرتا ہوا اُس پار بڑھ گیا

مفلسین اب تھوڑے سے بند اور رہے ہین ذری متوجہ ہوکے سنیئے-

آیا مقابلے پہ کہین قحط نابکار　　کہنے لگا یہ ابر کہ سُن او جفا شعار

یہ جاے ایکدم مین لگاؤن ابھی جو دھار . کیا جانتا نہین کہ مین ہون ابرنا مدار

اک دم مین دیکھ لینا کہ بس کھیت پڑ گیا

(بچاجی) کچھ بھی نہ بن پڑے گا اگر مین بگڑ گیا

حضرات

یہ کہکے لی میان سے شمشیر برق کی جھوکا را را ہوار کو اور ایک ایڑ دی

تڑپا کے اسپ دھوکڑ سے ماری وہ ہت کٹی بھٹا سا ہاتھ اڑ گیا تلوار گر پڑی

کٹتے ہی ہاتھ قحط جو کمزور ہو گیا

ایسے لگائے ہاتھ کہ بس بھور ہو گیا

پھر تو بزن بزن کی صدا تھی بلند وان بھاگے دبا کے دُم جو تھی سردار قحط خان

کانون مین کھ قلم کو اُڑی ساری کاروان اپنے سے منہ لیے ہوئے گھر کو ہوی روان

کاواک چہرے سکے تھے بوکھل حواس تھے

مرنے سے قحط والی نعم کے اُداس تھے

آگے نہین ہی تاب بیان پنچ چپ رہو اچھی نہین یہ آہ وفغان پنچ چپ رہو

سن لے نہ کوئی مرثیہ ہان پنچ چپ رہو بس کرکے اس دعا کو یہان پنچ چپ رہو

یارب امیدوار نہ کرنا کبھی مجھے

دلوادے بس دکن مین کوئی نوکری مجھے

راقم ؎

تو نے مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دون

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

دوگونہ رنج وعذاب ست جان لیڈی را
بلائے فرقتِ پردہ وصحبتِ پردا

یار و سچ تو یہ ہی اوسچ ہی کیا چیز ہی۔ اسکی قدوم جدت لزوم کی برکت سی
وہ جہل پہل پھیر بدل۔ ترمیم اصلاح۔ موجزن ہوتی ہی کہ دلچسپی و دلفریبی کا
ہر جگہ اٹم قلعون مین گولون کی طرح رہتا ہی ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا
کہ گورنمنٹ نظام نے ایک جدید تجویز کے ذریعے سے انگریزی انتظام پر بھی اس طرح
لات مارنا چاہی تہی کہ عورتون کی کمیشن کے واسطے ایک ہندوستانی لیڈی صاحبہ
مقرر کی جائین۔ چنانچہ ایسی لیڈی صاحبہ کے واسطے شرائط لیاقت مقرر ہوئے
اشتہار دیا گیا اور شمالی ہند سے ایک نیکبخت فاطمہ صغرا بیگم نام مقرر بھی ہوگئین
اور کمیشن بہی مل ہی گیا۔ مگر اتفاق دیکھیے کہ لیڈی صاحبہ کو یہ معلوم ہی نہ تہا کہ
اظہار دینے والے اگرچہ پردے مین ہینگے مگر مجھے وکلاے فریقین کے روبرو آنا ہوگا
بروقت کمیشن آپ نے بھی اصرار کیا کہ مین بہی پردے کے اندر بیٹھکر اظہار
لونگی وکلا کے سامنے ہرگز ہرگز نہ آؤنگی۔ آخرالامر کمیشن دوسری لیڈی کے سپرد ہوا
اور اس معاملے کی رپورٹ کی گئی۔ اب دیکھنا ہی اس تجویز کے پورے ہونے کی
کون صورت نکلتی ہی آیا۔

ع حلب کو آئینہ پھر جائیگا جلا کے لئے

لیڈی صاحبہ جدید تہذیب کی اکسٹرا پالش کے واسطے پھر واپس کیجا ئینگی یا ایسے کمشنر کی خاطر سے وکلا ہی زنانے مخصوص کیے جائینگے - بہر حال کچھ ہی ہو ہمارے تو دونون ہاتھ - مگر فی الحال لیڈی صاحبہ کی وقت اور کشمکش کو تصور کر کے ہمنے خیالی اسٹیج پر جو فرضی سین کھینچے ہین وہ ہم نذر ناظرین کرتے ہین -

وہو ہذا

کمشنر کا مکان

لیڈی کمشنر - (خادمہ سے) اری ظہورن ذری ادھر آنا - دیکھ آج ہمین کمیشن مین جانا ہی ذرا نہانے کو پانی رکھ - اور وزیرن سے کہدے جلدی کپڑے لا مین نکال لون - جھٹ پٹ پنڈا دھو ڈالون - دو گھنٹہ اور مجھے کام پر جانا ہی -

ظہورن خادمہ - بہت خوب حضور - اے بی وزیرن اے بی وزیرن چلو بی بی یاد کرتی ہین -

وزیرن - آئی مان آئی - اپن کو تو ہلو ہلو کام کی عادت ہی تم ہندوستانیان جلدی کرتے ہو -

(بی وزیرن صندوق لا کر جوڑا نکالتی ہین اور لیڈی صاحبہ گھنٹہ بھر مین کپڑے منتخب کرتی ہین)

وکلا اور موکل ایک مکان مین

وکیل نمبر ۱ - آج بھئی لیڈی کمشنر کا وزن دیکھنا ہی کیسی لائق اور مہذب ہین صورت کیسی ہی - مزاج کیسا ہی باتین کیسی ہین -

وکیل نمبر ۲۔ اپن کو تو قبر لگی ہی کہ ہورت ہوشیار ہین مگر دیکھا نکو۔

وکیل نمبر ۱۔ اجی ہمارے نزدیک تو یک نشد دو شد بڑی خرابی یہ ہے کہ اظہار دینے والی اور کمشنر صاحبہ ہین اگر ہمدردی کا مادہ جوش مین آیا تو سارا مقدمہ غارت ہوگیا۔ آپ جانتے ہین اس قوم مین کسقدر ہمدردی ہی۔

موکل۔ (گھبراکر) بہو صاحب یہ باتان اچھی نکو۔ اسکی کچھہ تدبیر کرنا۔

وکیل نمبر ۱۔ تم کیون گھبراتے ہو وہان چلو تو سہی۔

لیڈی کمشنر کا مکان

لیڈی صاحبہ۔ بعد غسل مصروف آرایش ہین۔

لیڈی کمشنر۔ ارے کمبخت جلد آ میری چوٹی تو باندھ دے اور دیکھ نیا جوڑا بوٹ نکالکر ادھر رکھدے یہ میلا ہوگیا ہی اور جوتے کی کلھیا مین پانی ڈالدے پان تونے ابھی تک نہین دہوئے اچھا چکنی ڈلی اور الاچی ڈبیا مین رکھدے اور گاڑی کھینچنے کو کہہ دے۔ اور کھانا جلد لا۔ اے لو یہ تو مین بھول گئی تھی۔

ظہورن۔ (جی مین) آج بی بی کو یہ ہو کیا گیا ہی ایک بولی تین کام چاہتی ہین۔ (ظہورن کام کرتی ہی مگر عجلت مین لیڈی صاحبہ بہت ہی گھبراکر وزیرن کو پکارتی ہین) "ارے ادھر آ کمبخت۔ خدا تجھے غارت کرے۔ کھانا لا۔ یہ تسلہ اور لوٹا درست کر زیرانداز بچھا۔ دیکھ تو میری مانگ سیدھی ہی۔ مجھے جلدی مین اچھی طرح آئینہ مین نہین دکھائی دیتی"

وزیرن۔ ہو ایسا سید ہی جیسا ہنسیا۔

(ظہورن مسکراتی ہے)۔

کمشنر۔ (طمانچہ مارکر) قطامہ مالزادی۔ ہم تو کام مین جلدی کو کہتے ہین۔ آپ ہنستی ہی۔ رہ توسہی غیبانی دیکھہ تو آکر تجھکو کیسا ٹھیک بناتی ہون۔

ظہورن۔ یا تو خدا دوسری دفعہ کا کام نہ دے یا مجھے اُٹھالے۔ اگر یہی حال رہا تو میرا کچومر نکل جائیگا۔

(پوشاک وغیرہ سے لیس ہوکر کمشنر صاحبہ بگھی پر سوار ہوتی ہین کہ کاغذات مقدمہ یاد آتی ہین)

کمشنر۔ اری وزیرن لپک جا دیکھہ وہان گاڈ کے پاس کاغذ ہین اوٹھالا اور وہان وہ سیاہ بکس بھی لانا۔ اور روشنائی کی بوتل لیتی آنا۔ دوات مین روشنائی نہوگی۔ اور دیکھہ آؤن اور گلوبند کا غذو نپر لپٹا ہے وہ رکھے آنا۔ مگر نہین لیتی آنا فرصت کے وقت بناؤنگی۔ اور ہان اے لو ایک بات تو بھول ہی گئی۔ قلم تو باہر ہی ہے اوسکو بھی لیتی آنا۔ جلد جا دیر ہوگئی۔ دو گھنٹے کی۔

اظہار دینے والیکا مکان

(وکلا و فریقین مقدمہ حاضر۔ مگر کمشنر صاحبہ ہنوز نہین آئین)

وکیل نمبر ۱۔ ابتو وقت آگیا کمشنر صاحبہ نے بڑی دیر لگائی دو گھنٹے زیادہ گزرگئے

وکیل نمبر ۲۔ تقصیر آپ جانتے ہو لیڈی صاحب کا آنا ہی آتے آتے آئینگی۔

موکل۔ اچھا تب تک پردہ وغیرہ تو ہو رہے۔

وکیل۔ کیا کہین بڑی دیر ہوئی۔ ہمارا حرج ہوتا ہی کمشنر صاحب سے کہنا چاہیے کہ اگر ایسی ہی دیر ہوگی تو ہملوگون کا نقصان ہوگا۔

وکیل نمبر ۲۔ عورتان کی ذات سے سوا نقصانی کے اور کیا ہونا۔

ابھی گھر ہو کر آیا۔ وہان دیکھا بوٹے بوٹی کے واسطے جو کپڑا لایا تھا گھر کے
لوگان نے سب خراب کردیے۔ مقدمہ الگ اپن کو جین نکو دیتے۔

(اتنے مین سواری آئی۔ اور لیڈی صاحبہ زنانے مین گئین پردہ پڑا۔

وکیل فریق ثانی۔ کمشنر صاحبہ کہان ہین۔

خادمہ۔ ہین پردے کے اندر ہین۔

وکیل۔ صاحب اونکو باہر تشریف لانا چاہیے۔ ہمارے روبرو اظہار لکھے جائین۔

کمشنر صاحبہ (متعجب ہو کر) اپن کیا ہین وکیلونکے سامنے آؤنگی لو صاحب خوب ہوئی۔

وکیل۔ یہ تو لازمی بات ہی۔

کمشنر صاحبہ۔ یہ تو انہونی بات ہی۔

وکیل۔ واہ وا۔ تو کمیشن کا ہیکو زچہ خانہ اور اظہار بچہ ہوا کہ پردے ہی کے اندر سب کچھ ہم کمشنر صاحبہ کو پردے اندر بیٹھکر کارروائی نہ کرنے دینگے۔

خادمہ۔ کیا تم لوگان زبردستی کرتے ہو۔ کیسے بے پردہ ہون۔

وکیل۔ چپ رہ تو کون بولنے والی۔ تو قانون کا منشا کیا جانتی ہی۔

خادمہ۔ تقصیر قانون کا منشی خود مجھسے بولا پردہ کیواسطے یہ بندوبست ہوا ہی تم غارت گئے وکیلان۔ بے پردہ کرنے آئے ہو میری خالہ زاد بہن ماما ن خاتون تیس برس وکالت کئے اپن کو ناواقف نکو بناؤ۔

کمشنر صاحبہ۔ صاحب سنیئے مین یہان بیگم صاحب کا اظہار لینے آئی ہون لیکر چلی جاؤنگی آپ کے سامنے آنے سے کیا واسطہ۔

وکیل۔ جی نہین اظہار ہمارے روبرو لکھنا چاہیئے۔

کمشنر۔ یہ ممکن نہین ہے (غصّہ سے)
وکیل۔ تو وہ بھی ممکن نہین (غصّہ سے)
کمشنر۔ زبان سنبھالکر بولو۔
وکیل۔ آپ قاعدے سے کارروائی کیجیئے۔
کمشنر صاحبہ۔ تو یہ کبھی نہین ہوگا عہدے پر پڑے ٹپکی ہین بازآئی پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ لو صاحب۔ کیا عزت دینا ہی نامحرمون کے سامنے غضب خدا کا پردہ کے واسطے تو یہ بندوبست ہوا اور خود کمشنر بے پردہ ہین جاتی ہون۔ بازآئی ایسے پی ہزار نعمت کھائی۔
فریق جسکی طرف کی گواہی ہے۔ اجی آپ ٹھہرین تو سہی غصہ نہ کیجیئے۔
کمشنر۔ غصّہ کیسا یہان آبرو پر بنی ہے۔ لو صاحب مجھے ...... نے دہوکے مین بلایا ہین یہ عہدہ کیون قبول کرتی۔
(زنانہ نیچر کے جوش مین کمشنر صاحبہ رونے لگتی ہین اور جلسہ برخاست۔)

ارکان نظام گورنمنٹ

رکن نمبرا۔ فاطمہ صغرا بیگم کو آج ایک کمیشن مین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہان پردہ وبے پردگی کی بحث آئی۔ اوسکی رپورٹ آئی کہ اونہون نے وکلا کے سامنے آنے سے انکار کیا۔
رکن نمبر۲۔ ہان۔ پھر اب کیا بندوبست چاہیے۔
رکن نمبر۳۔ کوئی ایسی لیڈی ہو جو بے پردہ ہوتی ہو۔
رکن نمبرا۔ مگر اونکو طلب جو کیا تھا۔

رکن نمبر۳- تو قاعدہ مین اصلاح ہو-

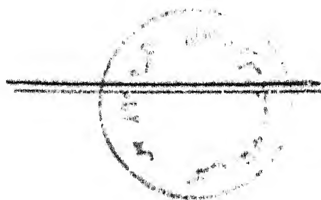
رکن نمبر۲- بھلا کون سی اصلاح-

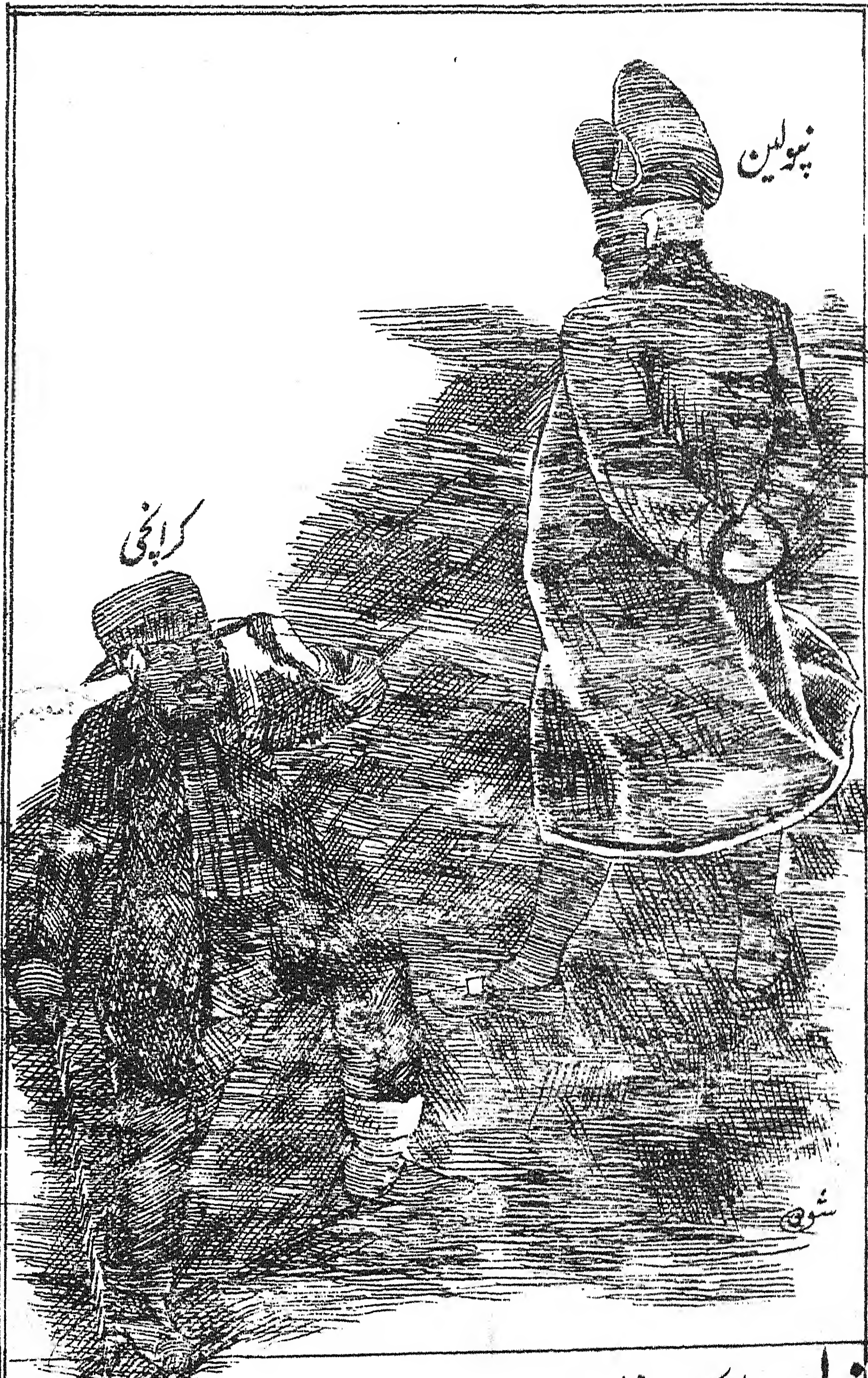
رکن نمبر۴- اگر آپ میری راے مانین تو ایک محتشم تجویز پیش کرون- اوس سے یہ ساری دقتین دفع ہو جائینگی-

رکن نمبر۱- وہ فرمایئے-

رکن نمبر۴- عموماً خواجہ سراؤن کو کمیشن دیا کیجیے یہ مردون عورتون دونون مین کارروائی کرسکتے ہین- علاوہ آسانی کے جدت بھی ہی غالباً آپ سب صاحب اس تجویز کو ناپسند نہ کرینگے-

(ڈراپ سین)





نپولین ۔آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد ؛ نہ رہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد

پولیٹکل شطرنج

حضرت یہ شطرنج بھی عجیب نقشے کی ہی اور کھلاڑی بھی بڑے بڑے جگادری۔ بساط تو ہی افغانستان ہی اور سیاہ بازی سلطنت روسیہ اور سفید ہماری سرکار ہی سیاہ اگرچہ کسی طرح کم نہین مگر چال ایسی پڑی ہی کہ رخ چھوٹے ہوئے ہین۔

سفید کا فیل (لٹن) جو اپنے تیسرے گھر مین ہی کابلی گھوڑے (امیر) کو مار کر جو سفید کے بادشاہ کے گھر سے چوتھے خانے مین ہی مات کرتا ہی۔ اور چال ہے سیاہ کی اب یہ ششدر رہین کہ کرین کیا مہرے تو سلامتی سے کئی ہین مگر سب ناکارے ایسے تتر بتر کہ وقت پر ایک کام کا نہین۔ فرزین کا مہرا مارا داہنے رخ کے گھر مین براج رہا ہی۔ بایان رخ تیسرے خانے مین کاٹھ کا الو بنا بیٹھا ہی صرف ایک گھوڑا فرزین کے گھر مین ہے اسی سے کابلی گھوڑے کو زور دے سکتے ہین اگر سیاہ بادشاہ کے تیسرے گھر مین رکھا تو سفید کا رخ (روم) جو سیاہ کے داہنے رخ کے تیسرے خانے مین سفید فیل (ڈزریلی) کے زور سے جو سفید کے بائین گھوڑے کے چوتھے خانے مین بیٹھا ہی وہین پلٹ کر شہ دیتا ہی چلو مات! اور اگر سیاہ کے بائین جانب کے پیل کے تیسرے گھر مین رکھا تب بھی رخ نے اپنی رومی چال چلکر شہ دیکر مات کیا اسی طرح جو چال چلتے ہین مات موجود!